

عزیزان سیریز

نائین شو

سور

منو کا
پریم ہے

آپ نے سہیل خان صاحب کا خط پڑھ لیا۔ انہوں نے تقوڑا بہت کی شرط بھی ہر مشورے کے ساتھ لگا دی ہے۔ اس لئے پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ تقوڑا یا بہت میرے خیال میں ان کے خط کا یہی "تقوڑا بہت" جو اب ہی کافی ہے۔ کیا خیال ہے؟

وَالسَّلَامُ

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے بڑے ایزی موڈ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے جوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے پہلے تو اس کی طرف توجہ نہ دی۔ لیکن جب مسلسل گھنٹی بجتی رہی تو اس نے بڑا سامنے بنتے ہوئے رسالہ ایک طرف رکھا اور ہاتھ بٹھا کر رسیور اٹھالیا۔

"سیمان بول رہا ہوں" — عمران نے سلیمان کے لہجے

میں بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

"عمران کہاں ہے سلیمان" — دوسری طرف سے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی آواز سنائی دی تو عمران کی آنکھوں میں یک لخت چمک اُبھرائی۔

"عمران صاحب — ادہ۔ تو آپ کو علم نہیں ہے۔ حیرت ہے

سو پر صاحب۔ آپ تو اپنے آپ کو ان کا گہرا دوست کہتے رہتے ہیں۔ لیکن

جب اس پر مشکل وقت پڑا تو آپ نے پوچھا تک نہیں۔ — عمران نے
سیلمان کے ہی لہجے میں کہا۔

”کیا کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مشکل وقت کیا ہوا اُسے۔ ٹھیک
طرح بتاؤ۔“ سو پر فیاض کی آواز میں حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔
”تو آپ کو واقعی کسی بات کا علم نہیں ہے۔“ عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”کو اس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہے۔“ سو پر فیاض
کی دھاڑ سنائی دی۔

”بات ہی ایسی ہے جناب کہ اب سیدھی ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ مسئلہ ہی ایسا
ہے ایک باڈیٹرھا ہو جائے تو پھر سیدھا نہیں ہو سکتا۔ آپ آج تک
اسے سیدھا نہیں کر سکے تو عمران صاحب کیسے اسے سیدھا کر لیں
گے۔“ عمران اُسے زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

”کیا تم نشے میں ہو۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔“ سو پر فیاض کی
قوت برداشت عمران کی توقع کے عین مطابق جواب دے چکی تھی۔

”ظاہر ہے جناب آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی دوست پر مشکل وقت
پڑ جائے تو اس کی امداد کی بجائے اس کے ملازم کو ہی گولی مار دیں۔ بہر حال
آپ کو گولی مارنے کی ضرورت نہیں۔ اب میں خود ہی خود کشتی کا سوچ رہا ہوں
عمران صاحب کے اس مسئلے کے بعد میرے پاس اس کے سوا اور چارہ
بھی کیا ہو سکتا ہے۔“ عمران نے سیلمان کے لہجے میں کہا۔ لیکن
اس بار انمازیہ چارگی کا سا تھا۔

”ادہ۔ آخر تم بتاتے کیوں نہیں۔ کیا ہوا عمران صاحب کو۔ پلیز

سیلمان۔ خدا کے لئے بتاؤ کیا ہوا۔“ سو پر فیاض نے بے بسی
سے کہا۔

”تو آپ کو واقعی نہیں معلوم۔ حد ہے۔ کمال ہے۔ عجیب
بات ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ادہ ادہ۔ تم نہیں بتاؤ گے۔ مجھے معلوم ہے تم اس سے کم
سو نہیں ہو۔ میں خود آ رہا ہوں۔“ فیاض نے غصے سے دھاڑتے
ہوئے کہا۔

اور ساتھ ہی عمران کو دوسری طرف سے کمریڈل رسیور پٹھنے کی
آواز سنائی دی اور عمران نے مسکرا کر رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ
اب فیاض آندھی اور طوفان کی طرح فلیٹ پر پہنچے گا۔
سیلمان۔ جناب سیلمان صاحب۔“ عمران نے رسیور

رکھتے ہی زور سے کہا۔

”میں نے آپ کی باتیں سن لی ہیں۔ آپ مجھے سو پر فیاض سے گولی مروانا
چاہتے ہیں۔ میں آپ کی پلاننگ سمجھ گیا ہوں کہ میری تنخواہ بھی بچ جائے اور
سو پر فیاض کے پھانسی پڑھ جانے کے بعد فلیٹ بھی آپ کا ہو جائے۔ لیکن
آپ کی یہ پلاننگ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میں اپنی تنخواہ نہیں چھوڑ سکتا۔
اور سو پر فیاض کو جب میں نے بات بتادی تو پھر اس کے ریلو اور سے گولیاں
اس طرح تڑپ کر باہر آجائیں گی کہ آپ کا سنگ آرٹ بھی انہیں نہ روک
سکے گا۔“ دور سے سیلمان کی آواز سنائی دی۔

”ادہ۔ کون سی بات۔“ عمران نے آنکھیں گھماتے

ہوئے پوچھا۔

"یہ تو اسی کے آنے پر ہی بتاؤں گا" — سلیمان نے جواب دیا۔
اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان وہی ڈرامہ اس
کے ساتھ دوسرے نے کی کوشش کر رہا ہے جو اس نے فیاض سے
کھیلا ہے۔

"چلو ٹھیک ہے — ہم دونوں اپنی اپنی بات بتا دیں گے۔ فیصلہ سوپر
فیاض خود کرے گا۔" — عمران نے اپنی آواز میں کہا۔
"میں دوازہ کھولنے نہیں جاؤں گا۔ یہ سن لیں۔ دوازہ آپ خود کھولیں
گے" — سلیمان نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے — دوازہ کھولنا تمہارے فرائض میں شامل
ہے۔ اور اس کے لئے تمہیں باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے" — عمران نے
فیصلے لہجے میں کہا۔

"میں باورچی ہوں دربان نہیں۔ آپ کو میری پیشہ ومانہ تو عین کرنے
کا کوئی حق نہیں ہے" — سلیمان کی بھی غصیلی آواز سنائی دی۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کال بیل کی چیختی ہوئی
وازا سنائی دی۔

"سلیمان۔ جا کر دوازہ کھولو۔ پلیز سلیمان۔ میں لیٹرین میں ہوں۔ بڑھی
میر جنسی ہے" — عمران نے اپنی لیکن منت بھری آواز میں کہا۔
"میرنی ہانڈی جلنے کا خطرہ ہے۔ یہ آپ کی ایمر جنسی سے بڑھی ایمر جنسی
ہے۔ اس لئے ویری سوری" — سلیمان نے بھی ترکی بہ ترکی جواب
دیتے ہوئے کہا۔

کال بیل اب مسلسل بج رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کال بیل

جانے والے نے اپنی انگلی ہی ٹپن پر رکھ چھوڑی ہو۔
"یا اللہ تو ہی محافظ ہے" — عمران نے کہتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر
دوازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان نے کسی صورت
دوازہ نہیں کھولنا۔

"یا اللہ ہر مصیبت کو اس دوازے سے دور رکھتا" — عمران نے
دوازے کے قریب پہنچتے ہی اپنی آواز میں کہا تاکہ دوسری طرف کھڑے
سوپر فیاض تک اس کی آواز بخوبی پہنچ سکے۔

"دوازہ کھولئے عمران صاحب۔ میں سلمی ہوں" — اچانک دوسری طرف
سے فیاض کی بیوی سلمی کی گھرائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے بوکھلا کر دوازہ کھول
یا دوسری طرف واقعی سلمی کھڑی تھی اسکے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
"فیاض کو کسی نے گولی مار دی ہے۔ اس کی حالت خراب ہے"۔

دوازے پر موجود سلمی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"گولی مار دی کہاں — کس نے" — عمران نے اور زیادہ بوکھلائے
ہوئے انداز میں کہا۔

"نیچے کار میں — ہم دونوں آپ کے پاس آ رہے تھے کہ یہاں کار رکتے
ہی گولی چلی اور..... پلیز اس کی حالت خراب ہے" — سلمی نے اس
بار بڑھی طرح روتے ہوئے کہا۔

اور عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بیک وقت تین تین سیڑھیاں بھاگتا
ہوا فلیٹ سے نیچے اترا۔ فلیٹ کے سامنے واقعی فیاض کی کار کھڑی تھی۔ اس
کا ڈرائیونگ سیٹ والا دوازہ کھلا تھا اور فیاض پہلو کے بل سیٹ پر لڑھکا
ہوا تھا۔ اس کے پہلو سے خون کسی فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

سمجھتا تھا۔

”اوہ تم۔۔۔ وہ سلیمان تو کہہ رہا تھا کہ تمہارے ساتھ ادہ.....“
فیاض نے عمران کو دیکھتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن پھر کراہتا ہوا لیٹ گیا۔

”سلیمان اصل میں تمہارے متعلق کہہ رہا تھا۔ وہ اب باورچی کی بجائے نجومی بن گیا ہے۔ اس لئے اُسے پہلے سے معلوم ہو گیا تھا کہ تمہارے ساتھ حادثہ پیش آنے والا ہے۔ کہتا ہے باورچی سے زیادہ نجومی کھالیتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض ہنس پڑا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ یہ گولی کس نے چلائی ہے۔“ عمران نے کہا۔
”مجھ سے کیوں پوچھو۔ ہے ہو۔ اپنے نجومی سے جا کر پوچھو۔“ فیاض نے کہا۔

اور عمران اس کے خوب صورت جواب پر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

”وہ بڑی تگرہی فیس لینے والا نجومی ہے۔ اور تم جانتے ہو میری مالی حالت آج کل بڑی تیلی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا۔“ مالی حالت کیوں تیلی ہے۔“ سلیمی نے چونک کر پوچھا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ عمران نے فیاض کے سامنے مالی حالت تیلی ہونے کے الفاظ کیوں ادا کئے ہیں۔

”ظاہر ہے بھابھی۔ جب باورچی نجومی بن جائے تو حالت نے تیلی ہی ہونا ہے۔ موٹی کیسے ہو سکتی ہے۔“ عمران نے فوراً ہی بات بدل

ہوئے کہا۔ اور سلیمی بے اختیار ہنس پڑی۔

پھر اس سے پہلے کہ فیاض یا سلیمی کچھ کہتے دور سے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”میں فون سن کر ابھی آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل آیا۔ کیونکہ اب وہ چاہتا تھا کہ سلیمی اور فیاض آپس میں تیمارداری مکمل کر لیں۔ ورنہ ٹیلی فون سلیمان بھی سن سکتا تھا۔
”فرطیتے۔“ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سپرٹنڈنٹ فیاض بچ گیا ہے۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”اگر تم نے اس سے قرضہ وصول کرنا ہے تو پھر تو نہیں بچا۔ اور اگر دینا ہے تو پھر بچ گیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کی سائینڈ میں لگے ہوئے ایک جھوٹے سے ہٹن کو دبا دیا۔

”میں نے جان بوجھ کر اُسے ایک موقعہ دیا ہے ورنہ گولی اس کی کینٹی پیر بھی پڑ سکتی تھی۔“ بھاری آواز دالے نے کہا۔

”بہت بہت شکر یہ۔ یہ تو تم نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ ورنہ مجھے تو فیاض کے مرنے کے بعد سڑک پر چھابڑی لگانا پڑتی۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اُسے کہہ دو کہ آئندہ اس نے ریڈ ٹی کے بارے میں کوئی تحقیقات کی تو یہ گولی کینٹی پیر ہی پڑے گی۔“ دوسری طرف سے

کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے جلدی سے رسیوں رکھا۔ اور پھر تیزی سے مرگے اور ڈرائنگ روم سے نکل کر دوڑتا ہوا اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ خاص کمرے میں موجود ٹیلی فون کے ساتھ رکھی ہوئی مشین کا بٹن دبے ہی اس پر موجود چھوٹی سی سکرین پر پیک فون بوقت کا نشان اور نمبر ظاہر ہو گیا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کا بٹن آت کر دیا۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔ فیاض اس دوران بڑے کمرے سے ڈرائنگ روم میں پہنچ چکا تھا۔ سلمیٰ اسے سہارا دے کر لے آئی تھی۔

"یہ ریڈی ٹی کا کیا حکم ہے فیاض؟" عمران نے فیاض کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ریڈی ٹی کیا مطلب ہے؟ تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟"

فیاض نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ سلیمان اب باوچی کا کام چھوڑ کر نجوی پر گیا ہے۔ پھر تم بار بار پوچھتے ہو۔" عمران نے منہ بلتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ تمہیں ریڈی ٹی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟" فیاض نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"یار۔ ٹی یعنی چائے باوچی خانے کا آئینہ ہے۔ ظاہر ہے۔ اس لئے سلیمان کے علاوہ اور کون بتا سکتا ہے۔ لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ اس کے اصل ذائقے کا علم سوپر فیاض کو ہی ہے۔" عمران

نے جواب دیا۔

"تم میں یہی بڑی عادت ہے۔ سیدھی بات تو تم کرتے ہی نہیں۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ ریڈی ٹی کے بارے میں تمہیں کیسے علم ہوا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔" فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ریڈی ٹی کا نام سنتے ہی اپنی تکلیف بھی بھول چکا ہے۔

"بتا دو عمران۔ ورنہ یہ بحث زندگی بھر ختم نہ ہوگی۔" سلمیٰ نے بڑا سامنے بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا حکم ہے تو بغیر فیس کے بتا دیتا ہوں۔ تو جناب سوپر صاحب۔ ابھی جو ٹیلی فون آیا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ سوپر فیاض کو آگاہ کر دیا جائے کہ اب اگر اس نے ریڈی ٹی کے بارے میں تحقیقات کی تو گوئی کنپٹی پر پڑے گی۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ حملہ ریڈی ٹی نے کیا ہے۔ لیکن....." فیاض نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر بیوی کی طرف دیکھ کر ایک لحنت خاموش ہو گیا۔

عمران سمجھ گیا کہ وہ بیوی کے سامنے کوئی سرکاری راز نہیں بتانا چاہتا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سلیمان کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ وہ زائچہ بنا کر باقی بات معلوم کرے۔ آؤ میں تمہیں گھر تک پہنچا دوں۔ تم خود گا۔ ڈرائیونہ کر سکو گے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اور فیاض نے بھی سر ہلا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر

وہ کراہ کر بیٹھ گیا۔
 "یاد رہت کر دو۔ کم از کم بیوی کے سامنے تو بزدلی نہ دکھاؤ۔ شوہر کی چاہے جو بلا دیکھ کر جان نکل جاتی ہو۔ لیکن بیوی کی نظروں میں وہ ہر کوئیس سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔" — عمران نے کہا۔
 اور سلمیٰ اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑی۔ اور اس کی بات سن کر عمران کی توقع کے مطابق فیاض تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 اور اس نے منہ اس طرح پھینچ لیا تھا جیسے حلق سے نکلنے والی کراہوں کو بڑھی مشکل سے ضبط کر رہا ہو۔ البتہ تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"لیکن عمران وہ آدمی باہر موجود ہوگا" — سلمیٰ نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے بھابھی۔ فیاض نے آپ کو بچانے کے لئے خود گولی کھالی اور آپ اب بھی ڈرتی ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سلمیٰ نے فیاض کا بازو پکڑا اور وہ دونوں آہستہ آہستہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد عمران فیاض کی کار چلاتا ہوا اس کی کوٹھی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ فیاض اور اس کی بیوی پھلی سیٹ پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

کوٹھی میں پہنچ کر فیاض تو بیٹھ پر لیٹ گیا جب کہ سلمیٰ ان دونوں کے لئے کچھ لانے کا بندوبست کرنے باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

ہاں اب بتاؤ یہ ریڈی ٹی کا کیا قصہ ہے۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اسی سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔ سر رحمان نے تو مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ تمہیں اس کیس کی ہوا نہ لگے۔ لیکن باوجود کوشش کے مجھے اس کیس کا کوئی سرسیری سمجھ نہ آ رہا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے مدد حاصل کی جائے۔" — فیاض نے کہا۔

"تم اصل بات بتاؤ۔ آج کل میں بڑھی کڑھی میں ہوں۔ اس لئے تمہارا یہ کیس میرے چند دن گزارنے میں بڑھی مدد کرے گا۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو ہر وقت بس پیسے کی بڑھی رہتی ہے کبھی خلوص سے بھی تم نے میری مدد کی ہے۔" — فیاض نے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو واقعی خلوص سے تمہاری مدد کرتا ہوں۔ کیونکہ بے چارے مفلس لے پاس سولے خلوص کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اور یہ خلوص ہی ایک ایسی چیز ہے جو مفت مل جاتی ہے۔ باقی رقم والا مسکہ تو تمہارا ہے۔ آخر دوست مشکل وقت میں ساتھ دینا تم پر بھی تو فرض ہے۔ اور تمہاری فرض شناسی، تعریف تو ڈیڑھی بھی کہتے ہیں۔" — عمران نے اُسے طنزیہ انداز میں لگاتے ہوئے کہا۔

"میری فرض شناسی کی تعریف اور سر رحمان کہیں۔ کیوں مجھے بیوقوف ہے ہو۔" — سو پر فیاض نے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

"بیوقوف تو اُسے بنایا جاتا ہے جو عقلمند ہو۔ کیوں بھابھی" — عمران نے ہی سلمیٰ سے مخاطب ہو کر کہا جو جوس کے گلاس ٹرے میں رکھے اُسی

دقت کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ عقلمند کو سی بے وقوف بنایا جاسکتا ہے۔ جو پہلے ہی بیوقوف ہو اُسے بیوقوف بنانے کی کیا ضرورت ہے۔" سلمیٰ نے عمران کا اصل مقصد سمجھے بغیر جواب دیا۔ اور فیاض نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"بس ہو گئی تصدیق۔ اور سلمیٰ بجا بھی سے زیادہ قابل اعتماد سرٹیفکیٹ کون دے سکتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ۔ ہم سرکاری باتیں کر رہے ہیں۔" فیاض نے تیز لہجے میں بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور سلمیٰ سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"تم باز نہیں آتے ہو مجھے یہ ہر دقت کا مذاق بالکل پسند نہیں ہے۔" فیاض سلمیٰ کے جاتے ہی عمران پر غصہ نکالنے لگا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔ جب تمہارے مذاق کا وقت ہو جائے تو میرے فیلٹ پر آجانا۔ لیکن کفن و دفن والوں کو ساتھ رکھ لینا۔ کیونکہ اس بار گولی واقعی کنپٹی پر ہی پڑے گی۔ اور ہاں سنو۔ وصیت ضرور کر جانا۔ میرا بڑا غریب سا آدمی ہوں۔ چلو وصیت سے ہی امیر بن جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔ اور دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ۔ پلینر۔ عمران بیٹھ جاؤ۔" فیاض نے جلدی سے عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران مسکرا ہوا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو۔ ایک ہفتہ قبل سرد رحمان نے مجھے بلا کر ایک ٹاپ سیکر فائل دی۔ اس میں چند خطوط تھے۔ جن میں ملک کے اہم اور اعلیٰ عہدیدار کے نام لکھے گئے تھے کہ اگر انہوں نے بات نہ مانی تو انہیں قتل کر د

جلتے گا۔ اور بات یہ تھی کہ یہ سب عہدیدار فوری طور پر اپنے اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیں۔ ان خطوط کے نیچے ریڈ۔ ٹی لکھا ہوا تھا۔ عام سے کاغذ تھے۔ ان پر اخبار میں سے الفاظ کاٹ کاٹ کر چپکائے گئے تھے۔ اس طرح ہر خط لکھا گیا تھا۔ سرد رحمان نے مجھے تحقیقات کا حکم دیا۔ میں نے تحقیقات شروع کی۔ لفافوں سے ڈاک خانوں کی مہریں چیک کیں۔ ان ڈاک خانوں کی نگرانی کرائی۔ لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ پھر دو روز قبل وزارت صنعت کے ایڈیشنل سیکرٹری کو سرعام گولی مار دی گئی۔" فیاض نے کسی ٹیپ ریکارڈ کی طرح بولنا شروع کر دیا تھا۔

"اوہ۔ ایڈیشنل سیکرٹری کو قتل کیا گیا تھا۔ حالانکہ اخبار میں تو کسی کار ایکسیڈنٹ کا ذکر تھا۔" عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا جان بوجھ کر کیا گیا تھا تاکہ عوام میں خوف پیدا نہ ہو۔ اس کے بعد پھر ریڈ۔ ٹی کی طرف سے خطوط ملے اور سرد رحمان کا پارہ اور زیادہ چمڑھ گیا۔ اس لئے جب مجھے اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو میں نے تمہیں فون کیا۔" فیاض نے طویل سانس لیتے ہوئے باقی تفصیل بتادی۔ اور عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی اور زیادہ گہری ہو گئی۔

"تو ریڈ۔ ٹی۔ اہم عہدیداروں سے استعفیٰ دلانا چاہتا ہے۔ مگر کیوں؟" عمران نے پوچھا۔

"یہی تو پتہ نہیں چل رہا۔ اس نے تقریباً تمام وزراء توں کے سیکرٹریوں۔ ایڈیشنل سیکرٹریوں کے نام خطوط لکھے ہیں۔ یعنی اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پورا دفاتی سیکرٹریٹ ہی مستعفی ہو جائے۔" فیاض

نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو اس کا مطلب سر سلطان کو بھی خط ملا ہوگا۔ وہ بھی تو وزارت خارجہ کے سیکرٹری ہیں۔“ — عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ان کے نام بھی خط آیا ہے۔ لیکن وہ چونکہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں شاید معلوم نہ ہوگا۔“ — فیاض نے جواب دیا۔

”سر سلطان ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں کب سے“

عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اُسے واقعی معلوم نہ تھا کیونکہ تقریباً ایک ماہ سے ان کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے سر سلطان سے بھی رابطہ قائم نہ ہوا تھا۔

”مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ کب گئے ہیں۔ البتہ جب خط موصول ہوئے تو وہ ملک سے باہر تھے اور اب تک باہر ہیں۔“ — فیاض نے جواب دیا۔

اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے سر سلطان کے بارے میں اس لئے پوچھا تھا کہ سر سلطان خط ملنے پر اُسے مزور اطلاع کرتے۔ چاہے سرکاری طور پر کیس سیکرٹ سر دس کے پاس ہوتا یا نہیں۔ ویسے بھی یہ کیس سیکرٹ سر دس کا نہ تھا۔ انٹیلی جنس کا تھا۔

”تو اب ریڈ۔ ٹی۔ راست ایکشن پر اتر آیا ہے۔ اب دو باتیں مجھے بتا دو پہلی تو یہ کہ تم نے اپنے گھر کے ٹیلی فون سے تحقیقات کے بارے میں کس سے بات چیت کی ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”گھر کے فون سے۔ یعنی یہاں سے۔ ہاں پوری انٹیلی جنس اس مسئلے پر کام کر رہی ہے۔ اور دفتر کے بعد وہ مجھے گھر کے فون پر

ہی رپورٹ دیتے ہیں۔“ — فیاض نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اب دوسری بات۔ ریڈ۔ ٹی کی طرف سے تمہیں پہلے بھی کوئی دھمکی ملی ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس سے پہلے تو کوئی دھمکی نہیں ملی۔“ — فیاض نے جواب دیا۔

”او۔ کب۔“ — اب میں سمجھ گیا کہ یہ ریڈ۔ ٹی کون ہے۔“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا۔ تم سمجھ گئے ہو۔ کون ہے۔“ — فیاض نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”کوئی مجرم نکلے۔“ — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور فیاض کے ہونٹ یک لخت پھنچ گئے۔

”تم مجھ سے چھپا رہے ہو۔ سچ بتاؤ۔ کیا واقعی تم اسے پہچان گئے ہو۔“ — فیاض نے کہا۔

”دیکھو فیاض۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کیس تمہارے پاس ہے۔ اس لئے تم اسے حل کرنے کے پابند ہو۔ دوسری بات یہ کہ

ریڈ۔ ٹی نے تمہیں دھمکی دی ہے۔ مجھے تو نہیں دی۔ اس لئے میرا کوئی تعلق بتنا ہی نہیں۔ پھر میں سر کیوں کھیپاتا پھروں۔“ — عمران نے

بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تو تم میری مدد نہیں کر دو گے۔“ — فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”مدد۔ اسے یاد۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ آج کل سخت

"لیکن ابھی تو تم سوداگر رہتے تھے کہ اپنی بولی لگاؤ۔" — عمران نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

"وہ۔۔۔ وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔ تم تو جانتے ہو سوکھی تنخواہ پر گزارہ ہے۔ اور آج کل جو تنخواہ ملتی ہے۔۔۔۔۔" — فیاض نے بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ایک دن کی پیفوم پر ہی خرچ ہو جاتی ہوگی۔ کیوں؟" — عمران نے اسے چھڑتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ پیفوم وغیرہ خریدی جاتی ہے۔ مجھے تو یہی بتایا جاتا ہے کہ تحفے میں ملتی ہے۔" — سلمیٰ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تحفہ۔۔۔ ہاں تحفہ ہی ہوتا ہے۔ بھلا دکاندار کی جرات ہے کہ سو پیفوم فیاض کو تحفہ نہ دے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کہتا تو کچھ اور چاہتا تھا لیکن فیاض نے بیوی کی نظریں بجا کر ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔ اس کے چہرے پر اس وقت واقعی بیچارگی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

"اچھا میں یہ پوچھنے آئی تھی کہ کھانا لگا دوں۔" — سلمیٰ نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ لگاؤ۔ عمران بھی کھائے گا۔ آخر وہ میرا دوست ہے۔" فیاض نے جلدی سے کہا۔

اور سلمیٰ سہ ہلاتی ہوئی تیزی سے دایس مڑ گئی۔

"میں دوست ہوں۔ میں تو مطلبی اور خود غرض آدمی ہوں۔ کیوں؟"

سلمیٰ کے جلتے ہی عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ادہ ہو۔۔۔ تم بات ہی ایسی کرتے ہو کہ مجھے غصہ آجاتا ہے۔"

فیاض نے شرمندہ سے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا خیال ہے۔ سلمیٰ بھابھی کو تمہارے بنک اکاؤنٹس کی پوری تفصیل بتا دوں۔ اس کے بعد شاید تم اسے سونے کا لاکٹ بنا کر دینے کے لئے بونس کا انتظار نہیں کرو گے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ خدا کے لئے عمران۔ فارگ اڈسٹیک۔ سلمیٰ کو اس بات کی ہوا بھی نہ لگنے دینا۔ ورنہ مجھے خودکشی کرنی پڑ جائے گی۔ پلیز عمران۔ تم تو میرے بہترین دوست ہو۔ انتہائی فراخ دل۔ بے غرض۔ پلیز عمران۔" فیاض نے بڑی طرح گڑگڑاتے ہوئے سچ مچ عمران کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"واہ۔ اب وہ دوست کی تعریف ہی بدل گئی۔ اب میں فراخ دل۔ ادبے غرض بن گیا ہوں۔ واہ اسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں کہ شادی کے بعد ہی آدمی کو صحیح عقل آتی ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فیاض کچھ کہتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فیاض نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر سیوا کھا لیا۔ "کون بول رہا ہے؟" فیاض نے قدرے سحت لہجے میں کہا۔

"یہ عمران تمہارے پاس بیٹھا کیا کر رہا ہے۔ کیا تم اسے میرے خلاف آمادہ کر رہے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو عمران کو کہہ دینا کہ ریڈرنٹ

چاہے تو اُس سے سڑک پر گولی مار سکتا ہے۔ اس کے فلیٹ کو بچہ سے اڑا سکتا ہے۔ اس کی والدہ اور بہن کو اغوا کر سکتا ہے۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ آواز چونکہ عمران کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی اس لئے عمران نے ایک لخت سیور فیاض سے چھین لیا۔

”مادری کی ڈگڈگی پوناچ سکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ سنو عمران۔ میرا تم سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اس لئے یہ میری طرف سے آخری وارننگ ہے کہ تم میرے محلے میں طوٹ نہ ہونا۔ ورنہ میں تمہارا وہ حشر کر دیں گا کہ تم پوری دنیا کے لئے سامان عبرت بن جاؤ گے۔“ دوسری طرف سے چپتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اوس اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ۔۔۔ یہ تو پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔ کاش یہ کسی طرح میرے ہاتھ آجاتا۔“ فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جب ہاتھ آجائے تو مجھے بھی بتا دینا۔ میں بھی اس کی گمراہی کا ناپ معلوم کر لوں گا۔ فی الحال میں چلتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اُسے وہ کھانا۔“ فیاض نے چیخ کر کہا۔

”بھابھی سے معذرت کر لینا۔ پھر کبھی سہی۔ فی الحال میرا چائے پینے کا موڈ بن گیا ہے اور چائے بھی سرخ۔“ عمران نے

مڑے بغیر کہا۔ اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

عمران کی بات سن کر فیاض کے چہرے پر ایک لخت مسکراہٹ سی رہینگ گئی۔ کیونکہ عمران کے فقرے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اب عمران ریڈ۔ ٹی کے کیس پر کام کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور اتنا اُسے اعتماد تھا کہ اب ریڈ۔ ٹی کے دن گنے جا چکے ہیں۔

یہ ذلاد کی نہیں ہیں۔" — عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔
 "مجھے معلوم ہے تمہاری پسلیوں کے متعلق۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں تمہارے
 کارناموں سے بھی واقف ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ کسی سیکرٹری کی
 کوشش نہ کرنا۔" فرنیک نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے
 چہرے پر واقعی خلوص اور دوستی کی جگمگاہٹ موجود تھی۔

"اچھا تو تم نے شاید میری پسلیوں پر یہی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری
 لی ہوگی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری آکسفورڈ
 سے حاصل کر لی تھی۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بڑی مشکل سے ملی تھی۔ وہ میرا مقالہ ہی پاس نہ کر رہے تھے۔
 بہر حال ہو گئی۔" فرنیک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی آکسفورڈ والوں کو آخر کار شرم آ ہی گئی۔ سناؤ آج کل کیا ہو رہا
 ہے۔ مجھے تو پتہ چلا تھا کہ تم ہالینڈ کی ایٹلی جنس یعنی خفیہ سر دس میں ملازم
 ہو۔" عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"ارے تمہیں کیسے پتہ چل گیا۔ کمال ہے۔ تم کبھی ہالینڈ نہیں آئے۔
 میں پہلی بار یہاں پائیکسیا آیا ہوں۔ پھر کیسے۔" فرنیک کے لہجے
 میں بے پناہ حیرت تھی۔

"آؤ ہال میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ پھر میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں کہ
 یہ کتنا بڑا نجومی ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فرنیک
 کا ہاتھ پکڑ کر ہال کے مین گیٹ کی طرف چل پڑا۔

"نجومی اور تم۔ کیوں علم نجوم کا بیڑا غرق کرنے پر تلے ہوئے ہو۔
 فرنیک نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

عمران نے کار جیسے ہی ہوٹل کی پارکنگ میں روکی ایک
 اور کار اس کے قریب آ کر روکی۔

"ارے تم۔ تم علی عمران تو نہیں ہو۔" کار کا دروازہ
 لاک کرتے ہوئے عمران کو اپنی پشت پر سے آواز سنائی دی۔ اور
 عمران بڑی طرح چونک کر مڑا۔ تو ساتھ والی کار سے ایک لمبا تڑنکا غیر
 ملکی نوجوان نیچے اتر رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران اُسے پہچان گیا
 وہ فرنیک تھا۔ آکسفورڈ میں اس کا گھر دوست۔

"فرنیک تم۔" عمران نے بھی مسرت بھر سے لہجے میں کہا اور
 پھر دوسرے لمحے وہ دونوں بازو کھولے یوں ایک دوسرے کی طرف
 بڑھے جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے ایک دوسرے سے ملتے
 ہیں۔

"ارے ارے۔ خدا کے لئے۔ ارے میری پسلیاں۔ ارے

”دیکھو فرینک۔ یہ ٹھیک ہے تم میرے گہرے دوست ہو اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ تم طویل عرصے بعد ملے ہو۔ لیکن میں تمہیں اپنے فر کا مذاق اڑانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ہاں۔۔۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فن کا مذاق۔۔۔ واہ تمہارا فن۔ سنو عمران۔ میں نے پہلے کہا۔ کہ میرے سلسلے سے تمہاری بکو اس نہیں چل سکتی۔ میں تمہاری رنگ رگ سے واقف ہوں۔“ فرینک نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”لو تو تم مجھ سے بھی بڑے سنجومی ہو۔ یعنی رگیں میری اور واقف ہو۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ ہال میں داخل ہو چکے تھے۔

”یار۔ یہ ملتے ہی تم نے کیا سنجومی سنجومی کی رٹ لگا دی ہے۔ کیوں میرے موڈ خراب کر رہے ہو۔ کوئی اور بات کرو۔ تم جانتے تو ہو مجھے غصہ آ جائے تو پھر.....“ فرینک نے کہا۔

”تو پھر میں فرینک کی بجائے فران بن جاتا ہوں۔ کیوں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ظالم۔ یہ تم نے کیا یاد دلادیا۔ ہم تو تڑپتے ہی رہ گئے۔ اور فران کو وہ دیکھ کی شکل والا ہنری لے اٹھا۔ اب تو وہ چھ سات بجے بھم پیدا کر چکی ہوگی۔“ فرینک نے بڑا سا منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کا لہجہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ دونوں ایک خالی میز پر بیٹھ چکے تھے۔

”تو کسا سا۔ کرکٹ کی باقی ٹیم تم پوری کر لینا۔“ عمران نے ہنس

ہوئے کہا۔

”وہ دیکھو اس کی جان چھوڑے گا تو پھر حال چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم واقعی یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو۔“ فرینک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

”سیکرٹ سروس کے لئے۔ ارے کیا غضب کر رہے ہو۔ کیوں ڈیڈی سے مجھے جو تیاں مروانے کا ارادہ ہے۔“ عمران نے خون زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔۔۔ اس میں جو تیاں کہاں سے گھس آئیں۔ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنا جرم ہے۔“ فرینک کے چہرے پر حیرت تھی۔

”جج۔۔۔ جج۔۔۔ جرم تو نہیں ہے۔ لیکن تم خود سوچو۔ ڈیڈی تو سنٹرل اینٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ اور ان کا بیٹا بلے ڈنڈے والا برش اٹھانے لوگوں کی خفیہ سروس کرتا پھرے۔ ڈیڈی اسے کھلا کیسے گوارا کر سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”برش اٹھانے اور خفیہ سروس کرتا پھرے۔ کیا تم ابھی ابھی مینڈل ہسپتال سے تو فرار ہو کر نہیں آئے۔ میں سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں۔ اور تم نے سجانے کیا بکو اس شروع کر دی ہے۔“

فرینک نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”بھئی انسان کی خفیہ سروس یعنی سیکرٹ سروس یہی تو ہو سکتی ہے کہ برش سے صفائی۔ ارے اب میں کیسے وضاحت کروں بات ہی شرم والی ہے۔“ عمران نے باقاعدہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور فرینک چند لمحے تو غور سے اسے دیکھتا رہا جیسے اس کی بات پر غور

عمران نے کہا۔

”ہلدی چونا۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ کیا کسی نئے مشروب کا نام ہے“
فرنیک نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ جب تم جیسے رستم کا ہاتھ کسی کمزور پید پڑ جلتے تو اسے یہی
مشروب ہی پینا پڑتا ہے۔ اس سے ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جڑ جاتی ہیں“
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔۔۔ آپ کے لئے کیا لاؤں۔ عمران صاحب کے
متعلق تو مجھے علم ہے یہ تو کافی پیسے گئے۔“ ویٹر نے مسکراتے
ہوئے فرنیک سے کہا۔

”اچھا۔ تو جناب یہاں پہلے بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ ٹھیک ہے
میرے لئے بھی کافی ہی لے آؤ۔“ فرنیک نے کہا اور ویٹر تیزی
سے واپس مر گیا۔

”فرنیک یاد سچ بتانا کتنی شادیاں کی ہیں تم نے۔“ عمران نے
ویٹر کے جلتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”شادیاں۔۔۔ اور کتنی۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ شادیاں اچانک کہاں سے
ٹپک پڑیں۔“ فرنیک نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ایک تو تم بات بات پر حیران ہو جلتے ہو۔ آکسفورڈ میں بھی تمہارا
یہی حال تھا۔ اس لئے تو فران کو ہنری سے شادی کرنی پڑ گئی ہو گی۔ دیکھو

میں نے شادی نہیں کی اس لئے میں اس قدر کمزور ہو گیا ہوں کہ تمہارا
ایک ہاتھ بھی نہیں سہا سکا۔ اور ظاہر ہے تمہارا ہاتھ اس قدر

بھاری تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی چٹان میرے زانو پر آگرمی

کہ رہا ہو۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے اس قدر زوردار قہقہہ نکلا کہ
ہال میں موجود ہر شخص بے اختیار چوک کر اُسے دیکھنے لگا۔

”ارے ارے۔۔۔ آہستہ ہنسو۔ یہ شرفا کا ہوٹل ہے۔ خفیہ سرد
والوں کا نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا تو تم نے مجھے بھی اس خفیہ سردس میں گھسیٹ لیا۔ ویسے ایک
بات ہے۔ سیکرٹ سردس کے اس نئے معنی نے مزہ دے دینا
بہت خوب۔“ فرنیک نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں عمران
کے زانو پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اور عمران یک لخت چیخ
ہوا اچھلا اور کسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔

”ارے ارے۔ کیا ہوا۔“ فرنیک بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا
جب کہ عمران کے منہ سے اس طرح کہہ رہی تھی جیسے اس

کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ کر بکھر گئی ہوں۔ یا اس ہی موجود ویٹر تیزی
سے عمران کی طرف بڑھلا۔ ادھر فرنیک نے بھی جھک کر اس کا بازو

پکڑا اور عمران کہہ رہا ہوا یوں اٹھا جیسے اٹھ کر اس نے فرنیک کی سات
پشتوں پر احسان کر دیا ہو۔ ویٹر نے کرسی سیدھی کی۔

”یہ تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ پہلے تو تم اس قدر کمزور نہ ہوتے تھے
فرنیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”اس وقت جوانی تھی۔ اب تو بڑھاپا کی آخری منزلیں بھی کہ اس کے چپکے
ہوں۔“ عمران نے کہتے ہوئے منہ بنا کر جواب دیا۔

”صاحب۔ کیا لاؤں۔“ ویٹر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”ان سے پوچھ لو۔ یہ کیا پینا چلتے ہیں اور میرے لئے ہلدی چونا“

”یہ بات نہیں۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے میرے کمرے میں چلو۔ میں تمہیں وہاں تفصیل سے بتاتا ہوں۔ اس کے بعد تم جیسا مشورہ دو گے میں ویسے ہی کر دوں گا۔“ فرنیک نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا مشورہ مانتے والے تو آج تک سہرے بٹھے روئے ہیں۔ یہ سوچ لینا۔“ عمران نے کہا۔ اور فرنیک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تم فکر نہ کرو۔ فرنیک رونے والوں میں سے نہیں بلکہ رلانے والوں میں سے ہے۔ تم ابھی فرنیک سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ ہالینڈ والے جانتے ہیں کہ فرنیک کیلے سے۔“ فرنیک نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”ہالینڈ والے کیا جانتے ہیں اور کیا نہیں۔ اس کا تو مجھے علم نہیں البتہ اتنا علم ضرور ہے کہ فرنیک کی فران کو تہنری لے اٹا ہے۔ اور فران نے پانچ چھ بچے بھی پیدا کر دیئے ہیں۔“ جب کہ فرنیک بیچارہ ابھی جاسوسی ہی کرتا پھر رہا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فرنیک مصنوعی غصے کے سے انداز میں اسے گھورنے لگا۔

چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ ایک طرف فرنیک کا اچھی کیس پڑا ہوا تھا۔ جب کہ الماری کے کھلے پٹوں میں سے اس کے دو ٹکے ہوئے سوٹ بھی صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”ہاں اب بتاؤ۔ کہ فران کا چھپا کر تے کرتے تم سپرنٹنڈنٹ فیاض تک کیسے پہنچ گئے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا۔

”کو اس نہیں چلے گی سمجھے بڑا اہم مسئلہ ہے۔ سنو۔ ایک بین الاقوامی مجرم ہے ریڈ۔ ٹی۔ جانتے ہو ریڈ۔ ٹی کو۔“ فرنیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور فرنیک کے منہ سے ریڈ۔ ٹی کا نام سن کر عمران دل میں تو ضرور چونک پڑا۔ لیکن اس نے پھر بے پرکسی قسم کے تاثرات پیدا نہ ہونے دیئے۔

”ریڈ۔ ٹی۔ یہ چائے کی کوئی نئی قسم ہے۔ ہمارے ہاں عام ٹی کے علاوہ گمبیرن ٹی ہوتی ہے۔“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”یہ چائے کی قسم نہیں ہے۔ ایک انتہائی عیار اور خطرناک مجرم کا نام ہے۔“ فرنیک نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ کل کو تم کہو گے کہ کو با کولا بھی ایک مجرم کا نام ہے۔ پریسوں میں جو اس نام کا مجرم آجائے گا۔ اور اس کے بعد پوری کمریلنے کی دکان میملن جرائم میں کود پڑے گی۔“ عمران نے بڑا سامنے بنا تے ہوئے کہا۔

”یہ مجرم آج کل تمہارے ملک میں کام کر رہا ہے۔“ فرنیک نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے دکان اس کی۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”دکان۔ کیسی دکان۔“ فرنیک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہی سمرخ چائے کی۔ چلو چل کر پنی لیتے ہیں۔ پتہ تو چلے کہ یہ سمرخ چائے ہوتی کیسی ہے۔“ عمران نے کہہ ملتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے۔ میں نے تمہارے متعلق اب تک جو سنا ہے وہ

غلط ہے۔ تم بالکل احمق اور گھماڑ آدمی ہو۔ ٹھیک سے۔ آئی۔ ایم سواری یہ
خود سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کر لوں گا۔ فرینک نے بڑی طرح بے
ہوتے لہجے میں کہا۔

”لیکن تم اس سے کس طرح بات کرو گے۔ تمہیں جتنی انگریزی آتی ہے
اتنی انگریزی تو وہ پانچویں جماعت میں پڑھ چکا ہے۔ اور اردو تمہیں آتی نہیں
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ
ریڈ۔ ٹی کا سلسلہ اس کی توقع سے کچھ زیادہ ہی دراز ہوتا جا رہا ہے۔

”دیکھو عمران مذاق نغمہ کرو۔ یہ واقعی انتہائی سیریس مسکہ ہے۔ صرف
ہمارے لئے نہیں تمہارے ملک کے لئے بھی۔ ریڈ۔ ٹی انتہائی خطرناک
مجرم ہے۔ وہ جس ملک میں جاتا ہے وہاں تباہی پھیلا دیتا ہے۔ ایٹمی
جنس سیکرٹ سروس اور پوری حکومت کو اس قدر زچ کر تلے کہ سب
لوگ بڑی طرح بوکھلا جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی اس نے یہی کام
دکھایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اپنے ملک کے دس اعلیٰ ترین عہدیدار قتل
کرا دیئے۔ ایک سائنس لیبارٹری تباہ ہوئی۔ بڑے دد بنگوں پر ڈاکے
پڑے۔ اور اس کے بعد ہمیں دد کر ڈر پونڈ دے کر اپنی جان چھڑانی پڑی
لیکن میں نے قسم کھانی تھی کہ میں اس سے انتقام لوں گا۔ اس لئے میر
انکو انری میں لگا رہا۔ اور پھر مجھے معلوم ہے کہ ریڈ۔ ٹی ہالینڈ سے اب پاکیزہ
پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ میں یہاں آ گیا۔ سرکاری طور پر نہیں غیر سرکاری طور پر۔
سرکاری طور پر تو میں چھ ماہ کی چھٹی پر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں سرکاری طور
پر نہیں بلکہ پرائیویٹ طور پر سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ ہم
مل کر اس مجرم کا گھیراؤ کر سکیں۔“ فرینک نے بولنا شروع کیا تو بس بول

بی چلا گیا۔

”اچھا۔ پھر تو یہ واقعی ریڈ۔ ٹی ہے۔ بہر حال میں اس سلسلہ میں کیا کر سکتا
ہوں۔ یقین کر دو میرا وزن تو صرف پچاس ساٹھ پونڈ ہی ہوگا۔ بس ہڈیاں ہی ہڈیاں
ہیں گوشت تو میں نے اپنی خالہ جان کے جسم کو کرایہ پر دیا ہوا ہے۔“
عمران نے مسسا سامنہ بنا تے ہوئے کہا۔ وہ دد کر ڈر پونڈ رقم کو وزن کی
طرف گھا کر لے گیا تھا۔

”تو تم اس مجرم کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔“ فرینک
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یاد ایک بات بتاؤ۔ نہ میں حکومت کا اعلیٰ عہدیدار کہ قتل کے خوف سے
ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام شروع کر دوں۔ نہ میری کوئی سائنس لیبارٹری ہے۔
جس کی تباہی کا خوف ہو۔ اور نہ ہی میرے پاس رقم کہ جس کا ریڈ۔ ٹی کے
پاس جانے کا خطرہ ہو۔ پھر مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے کہ میں اس قدر خوفناک
مجرم کے پیچھے بھاگتا پھروں۔ البتہ اگر تمہیں وہ مل جائے تو مجھے بتا دینا میں
کوشش کروں گا کہ ان دد کر ڈر پونڈ میں سے پہلے وہ تو کم از کم اس سے
حاصل کر لوں۔“ عمران نے بڑا سامنہ بنا تے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے سنا تھا کہ تم سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو۔“
فرینک نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”کسی دشمن نے یہ ہوائی اڑانی ہوگی۔ اعداد اٹتے اٹتے ہالینڈ میں یہ
ہوائی جاگزی ہوگی۔ بتایا تو ہے کہ فریڈمی کے ہوتے ہوئے میں خفیہ سروس
کا دھندہ کیسے کر سکتا ہوں۔ جو تیاں کھانی ہیں میں نے۔“ عمران نے
کہا اور فرینک ہنس پڑا۔

دس گئے کہ وہ استعفیٰ دے دیں۔ پھر کسی ایک کو قتل کر دیا ہوگا۔ اس کے بعد اس نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو زخمی کر کے حکومت کو یہ بتایا ہو گا کہ وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ فرنیٹک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اب جب تم سب کچھ جانتے ہو تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ اب بھی بتادو کہ وہ آئندہ کیا کرے گا۔ آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ مجھ سے بھی بڑے بخوبی پڑے ہیں اس دنیا میں۔ ویسے ایک بات پوچھوں“

فرنیٹک نے پوچھا۔

”کیا بات“ فرنیٹک نے چونک کر پوچھا۔
 ”یہ ریڈ۔ٹی کہیں سادے کام تم سے مشورہ لے کر تو نہیں کرتا۔ کہ تم اس سے اس قدر واقف ہو“۔ عمران نے کہا۔ اور فرنیٹک بڑی طرح ہونٹ کلٹنے لگا جیسے اسے عمران کی بات پر شدید غصہ آ رہا ہو۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ تم مجھ پر شبہ کر رہے ہو۔ کہ میں ریڈ۔ٹی سے ملا ہوں۔ افسوس ہے تم پر“۔ فرنیٹک کے لہجے میں واقعی بے پناہ صدمہ تھا۔

”ارے ارے۔۔۔ یہ تم نے کیسے سمجھ لیا۔ تم سب کچھ ہو سکتے ہو۔ تم از کم ریڈ نہیں ہو سکتے۔ اگر تم ریڈ ہوتے یعنی تمہارا خون سرخ ہوتا۔ ہرے لفظوں میں خون میں طاقت ہوتی تو فران بے جا رہی کو کیوں پھ سے شادی کر نی پڑتی“۔ عمران نے کہا۔ اور فرنیٹک بے بسی سے انداز میں ہنس کر رہ گیا۔
 ”تم بات بنانے میں ماہر ہو۔ بہر حال اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ

”ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ یہ کیس سیکرٹ سروس کا نہ ہوگا۔ ایشیا سے ڈیل کر رہی ہوگی۔ کیا تم سپرنٹنڈنٹ فیاض سے میری ملاقات کرا سکتے ہو“۔ فرنیٹک نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کتنے پیسے ہیں تمہاری جیب میں“۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”پیسے۔ کیا مطلب“۔ فرنیٹک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 ”وہ آج کل زخمی ہو کر گھر پڑا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے۔ ایسا ملاقاتی اسے پسند آئے گا۔ جو اس کے علاج معالجے کا خرچہ تو کم از کم اٹھالے۔ اور یہ بھی بتادو کہ وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے کوئی گھیسارہ نہیں۔ زخم پٹی بھی دو گھوڑا بوسکی سے کم کپڑے کی نہیں باندھتا“۔ عمران نے کہا۔

”زخمی پڑا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے اسے زخمی کیا ہے“۔ فرنیٹک نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ وہ عمران کی باقی بات گول کر گیا تھا۔

”وہ بھی کسی ٹی وغیرہ کا نام لے رہا تھا۔ اب مجھے تفصیل کا تو علم نہیں۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ گرم چائے کی کیتلی اس پر الٹ گئی ہوگی۔ اس لئے ٹی ٹپکاروں میں بن میں کا گانا گاتا پڑا ہوا ہے“۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے ریڈ۔ٹی نے اپنی کارروائی شروع کر دی ہے۔ وہ ایسے ہی کرتا ہے۔ پہلے وارننگ دیتا ہے پھر پھر پھر کارروائی کرتا ہے۔ اس نے یقیناً پہلے یہاں کے اہم عہدیداروں کو خطوط لکھے

تمہیں اس مسئلے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تو ٹھیک ہے چھوڑو اس بات میں خود ہی کچھ نہ کچھ کر لوں گا۔ تم بتاؤ کہ آج کل کیا مشغل ہے۔ فرنیکیہ بات بدلتے ہوئے کہا۔

”شغل۔۔۔ میرا مشغل پوچھ رہے ہو۔ بتایا تو ہے۔ نجومی بن رہا ہوں۔ ایا ہر بار دنیا کچھ الٹا ہی بن جاتا ہے۔ جس غلے میں سرخی ہونا چاہیے وہاں زحل پہنچ جاتا ہے۔ اور جس غلے میں مشتری کو بیٹھنا چاہیے وہاں قمر کا میرا منہ چڑھا رہا ہوتا ہے۔۔۔“ عمران نے رد دینے والے لہجے میں کہا۔ اور فرنیکیہ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”میرا مشورہ ہے کہ تم اس علم نجوم پر کم ہی کر دو تو زیادہ بہتر ہے یہ سارے۔۔۔“ اسے دم دبا کر اس دنیا سے ہی بھاگ جانے پر مجبور ہو گئے۔ فرنیکیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم کہتے ہو تو کم کر دیتا ہوں۔ اچھا میں اب چلتا ہوں۔ میرا بادرجی سیل بڑا با اصول آدمی ہے۔ اگر میں اس کے بتائے ہوئے وقت پر نہ پہنچا تو میرے حصے کا کھانا بھی کھالے گا۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد یہ قسمت میں بھوک ہی رہ جائے گی۔ اس لئے ٹاٹا۔ اسے ہاں میرا فلیڈ کنگ روڈ پر ہے۔ نمبر دو سو سے۔ ریڈ۔ ٹی اگر نہ مل سکے تو میرے پاس جانا۔ میں سلیمان کی منت خوشامد کر کے کسی نہ کسی طرح ریڈ۔ ٹی بنوا ہی لو۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ فرنیکیہ کچھ کہتا عمران دروازہ کھولا کہ کمرے سے باہر چکا تھا۔

نعمانی اور چوہان دونوں بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے لہجے سے پگڈنڈی پر آگے بڑھے جا رہے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں تھے۔ اور وہ یوں تول تول کہہ کر قدم اٹھا رہے تھے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ اگلا قدم کسی دلہل میں نہ پڑ جائے۔

”چوہان۔۔۔ یہ فارم ہاؤس تو مجھے ویران نظر آ رہا ہے۔۔۔“ نعمانی نے سامنے کچھ دور موجود ایک پرانے سے فارم ہاؤس سے نظریں لگاتے ہوئے سرگوشیا نہ لہجے میں کہا۔

”قطعاً نہیں۔۔۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس میں لڑکی کو جاتے دیکھا ہے۔ پھر یہ ویران کیسے ہو سکتا ہے۔“ چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہیں کیسے یقین ہے کہ وہ لڑکی غیر ملکی مجرم ہے۔“
نعمانی نے منہ بنا کر پوچھا۔

نعمانی بھی اُسے چیک کرنے کے لئے چوہان کے ساتھ چل پڑا۔ کاروانہوں نے وہیں رہنے دی اور پیدل آگے بڑھ گئے۔

”وہ کاروانہ تو کم از کم نظر آجاتی یہاں تو وہ کار بھی نظر نہیں آرہی“

مانی نے فارم ہاؤس کے پھاٹک کے قریب پہنچ کر کہا۔

”ہو سکتا ہے وہ فارم کی پھلی طرف موجود ہو۔ تم پھلی طرف جا کر خیال کرو۔“

پھاٹک کی طرف سے اندر جاتا ہوں۔“ چوہان نے کہا۔

”میرا خیال ہے ہمیں باہر ہی انتظار کرنا چاہیے۔ لڑکی بہر حال آئے

تو ہم اس کی نگرانی کر کے صورت حال معلوم کر لیں گے“

فی شایہ ذہنی طور پر اس لڑکی کے پیچھے فارم ہاؤس میں جانے کے لئے

لچا رہا تھا۔

”دیکھنا تو یہی ہے کہ یہ لڑکی یہاں دیران فارم میں کیا کرنے گئی ہے۔

نہ کار کو تو اس کے نمبروں سے بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے“

مانی نے کہا۔

اور پھر نعمانی نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ اور وہ تیزی سے اس

عقبی طرف کو مڑ گیا۔ جب کہ چوہان پھاٹک کھول کر بڑھی احتیاط سے

داخل ہوا۔ اب اس نے ریو اور جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا

ت۔

فارم کا سامنے والا حصہ بالکل شکستہ تھا۔ البتہ کار کے ٹائروں کے

نات ادھر جلتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ چوہان ان نشانوں

دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بڑھی طرح چوک

جب اس نے ٹائروں کے نشانات سائیڈ کی طرف گھوم کر جلتے

میں اُسے پہچانتا ہوں۔ ایک کیس میں میرا اس کے ساتھ ٹکراؤ ہو چکا

ہے۔ تمہیں وہ کیس یاد نہیں جس میں عمران کو ایک اُبلتی ہوئی دلدل میں

پھینک دیا گیا تھا۔ یہ لڑکی اس کیس میں سامنے آئی تھی۔ لیکن پھر

اچانک غائب ہو گئی تھی۔“ چوہان نے جواب دیا۔ اور نعمانی نے

سر ہلادیا۔

”اوہ اچھا۔ وہ ویلڈرن کارن والا کیس۔ ٹھیک ہے مجھے یاد آ گیا

ہے۔“ نعمانی نے کہا۔ اور وہ اُسی انداز میں آگے بڑھتے گئے۔

اب فارم ہاؤس کا ٹوٹا ہوا پھاٹک بالکل قریب آ گیا تھا۔ لیکن فارم ہاؤس

واقعی دیران اور خالی نظر آ رہا تھا۔ اس میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے۔

چوہان اور نعمانی ایک ہوٹل میں کھانا کھانے کے بعد ویسے ہی لانگ

ڈرائیونگ کا لطف لینے کے لئے ادھر نکل آئے تھے۔ کیونکہ آج کو

ایک ٹوکری طرف سے مسلسل خاموشی تھی۔ ان کے پاس کوئی کام نہ تھا۔

اس لئے وقت گزارنے کے لئے وہ بھی ایسے ہی ادھر ادھر گھومتے

پھرتے رہتے تھے۔ کہ اچانک ایک کار ان کے قریب سے گزری۔

اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا چوہان چونک پڑا۔ کار ان سے کچھ

دور ایک بائی روڈ پر مڑ گئی۔

”میں ایک منٹ میں آیا۔“ چوہان نے اپنی کار دکتے ہوئے کہا

اور پھر وہ کار سے اتر کر تیزی سے بھاگتا ہوا اُسی بائی روڈ کی طرف مڑ گیا

تھا۔ جب کہ نعمانی دیران و پریشان بیٹھا رہ گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد چوہان نے آکر بتایا کہ وہ لڑکی ایک بین الاقوامی

مہجر ہے۔ اور یہاں سے قریب ہی ایک دیران فارم ہاؤس میں گئی ہے

ہوتے دیکھے وہ ان نشانات کے پیچھے سائینڈ کی طرف گھوم گیا۔ فارم ہاؤس کی عمارت کے عقبی طرف پہنچتے ہی اس کے حلق سے ایک طویل سا نکل گیا۔ کیونکہ عقبی طرف دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اور گاہ کے ٹائمرڈوں کے نشانات بتا رہے تھے کہ کار عقبی طرف سے نکل گئی ہے۔ چوہان تیزی سے عقبی دیوار کے پاس پہنچا۔ نعمانی بھی ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر باہر آ گیا۔

”وہ تو اس طرف سے نکل گئی ہے“۔ چوہان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اُسے ہمارے تعاقب کا علم ہو گیا ہو گا۔ ورنہ اُسے اس طرح ڈاج دے کہ نکلنے کی کیا ضرورت تھی۔“ نعمانی نے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ چوہان اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک انہیں پھاٹک کی طرف سے کسی کار کے انجن کی آواز سنائی دی۔ تو وہ دونوں تیزی سے عقبی دیوار سے نکل کر ایک بڑی جھاڑی کی اوٹ میں ہٹ گئے۔

چند لمحوں بعد سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی کار اس عقبی دیوار کے پاس آ کر رکی۔ لیکن اس میں سے کوئی باہر نہ نکلا۔ کار کے شیشے بلائینڈ تھے۔ اس لئے اندر موجود افراد نظر نہ آ رہے تھے۔ کار چند لمحوں کی رہی پھر تیزی سے بیک ہوئی۔

”آؤ۔۔۔ وہ واپس جا رہی ہے۔“ چوہان نے نعمانی کا ہاتھ دبتے ہوئے کہا۔ اور وہ فارم ہاؤس کی سائینڈ دیوار کے قریب سے

”بیٹھ جاؤ“۔ باس نے نرم لہجے میں کہا۔ اور کانپتا ہوا راکی آگے بڑھا اور باس کے سامنے رکھے ہوئے صوفے پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات بدستور موجود تھے۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ تم نے واقعی اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔ اس لئے تم زندہ بھی بچ گئے ہو۔ اگر تم سے معمولی سی بھی کوتاہی ہو جاتی تو تم جانتے ہو ریڈ۔ ٹی کی لغت میں رحم اور معافی کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔“ باس نے کہا۔

”میں جانتا ہوں باس۔“ راکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن یہ ناکامی کیوں ہوئی۔ کیا ہمارے پاس کال ٹریس کرنے کی جدید ترین مشینری نہیں ہے۔ کیا ہمارے مشینری خراب ہو چکی ہے۔ حالانکہ وہ فون بھی موجود ہے اور اس پر بات بھی ہوتی ہے۔“ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی باس۔ ہو سکتا ہے اس کے لئے کوئی ایسا جدید ترین انتظام کیا گیا ہو۔ جسے ہمارے مشینری چیک نہ کر پارہی ہو۔“ راکی نے جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ میں خود اسے چیک کر لوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ ان دو کے علاوہ اور کسی ممبر کا پتہ چلا۔“ باس نے پوچھا۔

”نہیں باس۔ فی الحال تو پتہ نہیں چل رہا۔ ان دونوں کا بھی بس اتفاق سے پتہ چل گیا تھا جب انہوں نے کھانا کھانے کے دوران ایکسٹو کا نام لیا تھا۔ پھر آپ کے حکم کے مطابق ان کی چیکنگ کے لئے ڈرامہ کھیلا گیا اور اس طرح ان کی کار کو دگی بھی ظاہر ہو گئی کہ یہ واقعی

محسوس ہوتا تھا جیسے انسان کے چہرے پر کسی خونخوار چیتے کی آنکھیں لگا دی گئی ہوں۔

"کیا رپورٹ ہے، راکی" نوجوان نے نرم لہجے میں کہا۔ لیکن نرمی کے باوجود پس منظر میں تشکمانہ پن موجود تھا۔

"باس۔۔۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ارکان زیر ریویو اسٹنٹ پر پہنچ چکے ہیں"۔ راکی نے سر اٹھاتے بغیر مودبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس فون نمبر پر انہوں نے ایک ٹوکو کال کیا تھا وہ مقام ٹریس ہوا"۔ نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ وہ مقام ٹریس نہیں ہو سکا۔ ہم نے بہت کوشش کی لیکن ہماری تمام کوششیں ناکام رہیں"۔ راکی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سراٹھایا"۔ ایک سخت نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور راکی نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظریں نوجوان کی آنکھوں سے ملیں اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور دوسرے لمحے وہ پورے جسم سے بڑی طرح کانپنے لگا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ باس رحم کیجیے۔ باس ہم نے پوری کوشش کی باس"۔ نوجوان نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور باس نے ایک جھٹکے سے اپنا چہرہ ایک طرف ہٹالیا۔ چند لمحوں بعد اس نے چہرہ دوبارہ راکی کی طرف کیا تو اس کی آنکھیں عام انسانوں جیسی تھیں۔

طویل اہرارے کی میں چلتا ہوا نوجوان ایک دروازے پر جا کر رک گیا۔ اس نے پہلے اپنے کالر درست کئے ثنائی کی ٹاسٹ کو ایڈجسٹ کیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے مخصوص انداز میں دستک دی "کون ہے"۔ دروازے کے اوپر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"راکی باس"۔ نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ "یس کم ان"۔ وہی بھاری آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اندر کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ راکی کمرے میں داخل ہو کر مودبانہ انداز میں جھٹکا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی پشت پر دروازہ بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی جھٹکے کی آواز سے کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ سامنے دیوار کے ساتھ ایک صوفہ رکھا ہوا تھا۔ جس پر ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ نوجوان کی آنکھوں میں ہلاکی چمک تھی۔ یوں

” اچھل واہ کیا انداز ہے۔ آپ کو تو سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہونے کی بجائے قصاب ہونا چاہیے تھا۔ بہر حال صبح آپ کو علم ہو جائے گا کہ ریڈیٹی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ باقی باقی“ — ادھیڑ عمر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کر بیڈل پور رکھ کر ٹیلی فون کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان بڑے موڈ بانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

”یس باس“ — نوجوان نے اندر آتے ہی جھک کر کہا۔

”جیگر کو بلاؤ“ — ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس باس“ — نوجوان نے کہا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی مونچھیں اس کے چہرے سے بھی بڑھی تھیں۔

”یس باس“ — آنے والے نے موڈ بانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو جیگر“ — ادھیڑ عمر نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی

کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور آنے والا کرسی کے کنارے

پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے بس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بیٹھا ہو ورنہ اس

کا کرسی پر بیٹھنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

”یس باس“ — جیگر کا لہجہ بے حد موڈ بانہ تھا۔ حالانکہ اس کے

انتہائی کرخت چہرے پر ایسا لہجہ کچھ اجنبی سا محسوس ہو رہا تھا۔

”مشن ون کی تازہ ترین پوزیشن کیا ہے“ — ادھیڑ عمر باس نے

پوچھا۔

”باس حکم تعمیل ہو چکی ہے۔ صبح ہونے سے قبل چارہ شکار ختم ہو چکے ہوں گے“ — جیگر نے جواب دیا۔

”کیا تم تمام انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہو“ — باس کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

”یس باس“ — میں قطعاً مطمئن ہوں“ — جیگر نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ — لیکن پھر بھی بتا دوں کہ اگر ایک بھی ٹارگٹ ناکام رہا تو تم اپنے پورے گروپ سمیت زندہ زمین میں دفن ہو جاؤ گے“ — باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”میں سمجھتا ہوں باس“ — جیگر کا لہجہ نمایاں طور پر کانپ گیا۔

”اوسکے“ — تم جا سکتے ہو“ — ادھیڑ عمر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور جیگر اٹھ کر اتنی تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلا جیسے اگر ایک لمحہ بھی وہ مزید کمرے میں رہا تو اس کی روح نکل جائے گی۔

دروازہ بند ہوتے ہی ادھیڑ عمر کرسی سے اٹھا اور کمرے کے کونے

میں ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے بے پریسی مسکراہٹ

کھی۔ جیسے اُسے اپنے مشن کی کامیابی کا پورا یقین ہو۔

کے بعد آپ کو لانا احساس ہو جائے گا کہ ریڈ۔ ٹی کیا طاقت رکھتا ہے۔
ادھیڑ عمر نے زہر خند لہجے میں کہا۔

”سنو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دو۔ تمہارے حق میں یہی بہتر رہے گا۔“ سر رحمان کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

”جب میں نے اپنے آپ کو بے بس سمجھا تو میں ایسا بھی کر گزروں گا۔ لیکن فی الحال میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔“ ادھیڑ عمر نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”تم چاہتے کیا ہو۔ کیا تم صرف قتل و غارت چاہتے ہو۔ نفسیاتی مریض ہو۔“ سر رحمان نے پوچھا۔

”آپ نے اچھا سوال کیا ہے سر رحمان۔ میں کیا چاہتا ہوں۔ یہ اس وقت بتاؤں گا جب آپ کی حکومت کے کم از کم دس اعلیٰ ترین عہدیدار ختم ہو چکے ہوں گے۔ کوئی بڑا مرکز تباہ ہو چکا ہو گا۔ آپ کی انٹیلی جنس سر پبلک پبلک کہ میرے قدموں میں گر چکی ہوگی۔ اور آپ کے وزیر اعظم۔ وزیر خارجہ اور صدر مملکت کی باتیں میری مٹھی میں ہوں گی۔“ ادھیڑ عمر کا لہجہ بے حد فخرانہ تھا۔

”سنو ریڈ۔ ٹی۔ میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں کہ تم اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے بارے میں اعلیٰ حکام کو کوئی نرم رپورٹ کر دوں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تمہاری ایک ایک ہڈی ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دوں گا۔“ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سر رحمان سے بات کر آئیں۔ میں ریڈ۔ ٹی بول رہا ہوں۔“ ادھیڑ عمر نے بڑے سٹحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ریڈ۔ ٹی۔ کیا مطلب۔“ پی۔ اے شاید اس عجیب و غریب نام سے ہی گڑ بڑا گیا تھا۔

”بات کہو اور آؤ کے بیٹھے۔ ورنہ تم ریڈ۔ ٹی کے قہر کا شکار ہو جاؤ گے۔“ ادھیڑ عمر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”یس۔ رحمان بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے ایک باوقار آواز ابھری۔

”سر رحمان۔ میں ریڈ۔ ٹی بول رہا ہوں۔ آپ کے ٹھکے کا سپرنٹنڈنٹ فیاض گولی کھا کر گھر بڑا ہوا ہے۔ اور میں نے جان بوجھ کر اس سے شدید زخمی نہیں کیا۔ کیونکہ یہ محض ایک وارننگ تھی۔“ ریڈ۔ ٹی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

”تم کوئی بالکل ہی سطحی قسم کے مجرم ہو ریڈ۔ ٹی۔ مجرم کہنا بھی شاید جرم کی توہین ہو۔ مجھے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے زخمی ہونے کی اطلاع مل چکی ہے اور تمہاری وارننگ بھی۔ لیکن یاد رکھو تم جیسے مجرم زیادہ دیر تک قانون کی گرفت سے باہر نہیں رہ سکتے۔“ سر رحمان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”آپ نے شاید اتنی لمبی بات اس لئے کی ہے تاکہ آپ میری فون کال چیک کر سکیں۔ میں خود بتا دیتا ہوں۔ کہ میں ایک پبلک فون بوتھ سے بول رہا ہوں۔ اور آپ نے مجھے سطحی مجرم کہا ہے۔ آپ کو آخر کار ان لفظوں پر شرمندہ ہونا پڑے گا۔ آج کی رات گزرنے

”میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ فارغ تو ہیں سی۔ کوئی کام ہی سہی۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اب ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔ اس ریڈ۔ ٹی ٹو کو نہ صرف اس فلیٹ کا علم ہے بلکہ اس نے ہمیں دیکھ بھی لیا ہے اور اس نے فلیٹ کا نمبر بھی تلاش کر لیا ہے۔ ویسے تم کار چیک کر لینا اس نے لازماً ہماری عدم موجودگی میں اس میں کوئی ٹراکس میٹر فٹ کیا ہے۔ جس سے اس نے کار میں ہونے والی ہماری گفتگو سنی ہوگی۔“

نعمانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر چوہان کے سر ہاتھ تے ہی وہ مڑ کر بر دنی دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک اس کے قدم ڈگمگائے۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اُسے زورہ کا چکر آیا ہو۔

”ارے یہ کیا کمرہ گھوم رہا ہے۔ اُسی لمحے اُسے اپنی پشت پر چوہان کی آواز سنائی دی اور نعمانی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے یہی فقرہ کہنا چاہا لیکن ایک لمخت جیسے کمرہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی کی چادر انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتی چلی گئی۔“

کمرے میں موجود ادھیڑ عمر اور کرخت چہرے والے آدمی نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اُس نے فون کے نچلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن پر پریس کر کے رسیور اٹھا لیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی ٹیلی فون کا تعلق تار کے ذریعے ٹیلی فون ایکس چینج سے ختم ہو گیا۔ اور اب یہ فون دائرہ لیس فون میں تبدیل ہو چکا تھا جس کا دائرہ لیس کنکشن ایک پبلک فون بوٹھ کے ساتھ تھا۔ اب یہاں سے ہونے والی کال کو اگر چیک کیا جاتا تو جواب یہی ملتا کہ یہ کال پبلک فون بوٹھ سے کی جا رہی ہے۔ ادھیڑ عمر آدمی نے خاصی تیز رفتاری سے نمبر گھمائے۔ اور چند لمحے کان سے رسیور لگائے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنتا رہا۔

”یس۔ پی۔ اے۔ ٹو ڈائریکٹر جنرل۔“ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

ہنتے ہوئے کہا۔

”کنواروں کے ساتھ یہی تو ٹریجڈی ہے۔ کہ لڑکیوں کو دیکھتے ہی ان کی یادداشت ضرورت سے زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ ریڈیو ڈالا ہماری سروس کا کیس نہیں ہے۔ انٹیلی جنس کا مسکہ ہے وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض خود ہی نمٹتا رہے گا۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔“ — عمران نے کہا۔

”تو پھر ایک ٹوکو کو فون نہ کیا جائے“ — چوہان نے کہا۔

”کہہ لو بھائی۔ آخر تم نے لڑکی دیکھی ہے۔ کوئی مذاق تو نہیں۔ میں کون ہوتا ہوں تمہیں روکنے والا۔“ — عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”عمران ریڈیو ٹی کے بارے میں لانا جانتا ہے۔ لیکن اس نے شاید اس لئے ہمیں روک دیا ہے کہ ہم کریڈٹ نہ لے جائیں۔ میرے خیال میں ہمیں ایک ٹوکو سے بات کرنی چاہیے۔“ — چوہان نے کہا۔ اور نعمانی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر اس نے کریڈٹل دبایا اور ایک ٹوکو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے مشینی آواز ابھری کہ پیغام ریکارڈنگ آدیجے۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک ٹوکو فون پر موجود نہیں ہے۔ چنانچہ چوہان نے شروع سے لے کر آخر تک ساری تفصیلات اور پھر عمران کو فون کرنے اور اس سے ہونے والی بات چیت بھی ریکارڈنگ آدی اور سیور رکھ دیا۔

”ویسے میں اپنے طور پر اس لڑکی کو ضرورت تلاش کروں گا۔“ — چوہان نے سیور رکھتے ہوئے طویل سانس لے کر کہا۔

کیوں نہ لے لی جائے۔ ریڈیو ٹی نہیں پکائی جاتی۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”پہلے میری بات سن لیں۔ اس کے بعد فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ کہ ریڈیو ٹی پکتی ہے یا نہیں۔“ — نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے لڑکی کے تعاقب سے لے کر ریڈیو ٹی کے فون آنے تک ساری تفصیلات بتادیں۔

”چوہان کو فوراً فون دینا۔ اس کی یادداشت لڑکیوں کے بارے میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز لگتی ہے۔“ — عمران نے کہا۔ اور نعمانی نے ہنستے ہوئے سیور چوہان کی طرف بٹھا دیا۔

”عمران صاحب۔ وہ لڑکی ویسٹرن کارمن والے کیس میں سلنے آئی تھی۔ صرف ایک دو بار۔ اس کے بعد غائب ہو گئی تھی۔“

چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ پاس بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا۔ اس لئے اس نے سیور لیتے ہی کہا۔

”اس کا علیہ تو بتا دو۔“ — عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں چوہان نے تفصیل سے اس لڑکی کا علیہ بتا دیا۔

”میں سمجھ گیا۔ اس لڑکی کا نام لوسیانہ ہے۔ چلو تمہاری ایک صلاحیت کا توبہ چل گیا کہ کسی لڑکی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہوں تو تمہیں فون کر لیا جائے۔ انسائیکلو پیڈیا آف دین کو۔“ — عمران نے کہا اور چوہان قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”اب ایسی بھی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ بس اتفاق ہی ہے کہ اس لڑکی کو دیکھتے ہی مجھے یاد آ گیا تھا۔“ — چوہان نے

کی دال پر گزارہ کرتا رہوں گا۔۔۔ عمران نے کہا اور نعمانی ہنس پڑا۔
 "شکر کریں کہ ماش کی دال تو مل رہی ہے۔ جو لیا کو تو وہ بھی پکانی
 نہ آتی ہوگی"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"اچھا۔۔۔ پھر تو نہ ہی ملنے تو اچھا ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ چلو
 سلیمان کی تنخواہ پنج چلے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور نعمانی
 مننے لگا۔

"عمران صاحب۔۔۔ آپ کے لئے ایک پیغام ہے۔"
 نعمانی نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

"پیغام میرے لئے۔۔۔ واہ اب سیکرٹ سروس نے یہ دھندہ
 شروع کر دیا ہے۔ یعنی یہ رشتے کرانے کا۔ بولو۔ کیسی ہے۔ ماش
 کی دال تو پکا ہی لیتی ہوگی"۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "ماش کی دال کا تو پتہ نہیں۔ فی الحال تو سرخ چلے گا سلسلہ ہے"
 نعمانی نے منتے ہوئے کہا۔

"سرخ چانتے۔۔۔ اچھا۔ تو کہیں وہ بیماری ریڈ۔ ٹی تو تم سے نہیں
 فکرا گئی۔ میں نے ہزار بار کہا ہے کہ میں گرین۔ ٹی تو پسند کر سکتا ہوں
 لیکن یہ سرخ رنگ تو خطرے کا نشان ہے اور تم جانتے ہو کہ خطرے
 سے تو میری جان جاتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "تو اس کا مطلب ہے آپ ریڈ۔ ٹی سے پہلے سے واقف ہیں"
 نعمانی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کہاں واقف ہوں۔ میں نے تو سلیمان سے بھی پوچھا ہے لیکن
 وہ بھی قسمیں کھاتا ہے کہ چاہے پکڑنے میں ڈاکٹر ٹریٹمنٹی ڈگر ہی

"لیکن اس حکم میں ہم کیسے فٹ ہو گئے کہ انہیں ہمیں ٹریٹ کرنے کی
 آخر کیا ضرورت تھی"۔۔۔ جوہان کے لہجے میں ابھی تک حیرت تھی۔
 لیکن نعمانی نے ہاتھ بڑھا کر سیورا اٹھایا اور پھر عمران کے نمبر ڈائل کرنے
 شروع کر دیتے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔ ایک دو بار گفتنی سجنے کے بعد دوسری
 طرف سے سیورا اٹھا لیا گیا اور سلیمان کی آواز سناٹی ڈی۔
 "میں نعمانی بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب موجود ہیں"
 نعمانی نے کہا۔

"موجود تو نہیں ہیں۔ ادوہ ہاں وہ آگے ہیں۔ بات کر لیجئے۔"
 سلیمان نے کہا اور چند لمحوں بعد عمران کی آواز سیورا سے ابھری۔
 "مان تو نہیں گئی کہیں"۔۔۔ عمران نے چپکتے ہوئے کہا۔
 "کون مان گئی عمران صاحب۔۔۔ میں نعمانی بول رہا ہوں"
 نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا اب تک نہ مانی ہے"۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔ اور
 اب نعمانی اس کا مطلب سمجھ گیا کہ وہ اس کے نام نعمانی پر فقرہ کس رہا
 ہے۔

"مانے گی تو آپ کے لئے عمران صاحب۔ اگر مانی ہم تو ہمیشہ ہی
 نعمانی رہیں گے"۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور
 دوسری طرف سے عمران کا تہقہہ سناٹی دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران
 نے اس کے فقرے کا واقعی لطف لیا ہے۔
 "یار منو! ہی دو۔ اب کب تک میں کنواں رہ رہ کر سلیمان کی ماش

”میں ریڈ-ٹی بول رہا ہوں۔ اگر تم دونوں کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بتا دینا کہ کل صبح ہونے سے پہلے ایک اور عہدیدار کو بطور وارننگ قتل کر دیا جائے گا۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”تم کون ہو بھائی۔ میرا تو نہ ہی انٹیلی جنس سے کوئی تعلق ہے۔ اور نہ ہی میں کسی سپرنٹنڈنٹ فیاض کو جانتا ہوں۔ میں تو ایک کاروباری آدمی ہوں۔“ چوہان نے اپنے آپ پر کنٹرول رکھتے ہوئے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ ہم نے تمہیں باقاعدہ ٹریپ کیا تھا۔ تمہاری کار میں ہونے والی تمام گفتگو میرے پاس ٹیپ ہے۔ کاروباری آدمی نہ ہی کسی کا تعاقب کرتے ہیں اور نہ رجسٹریشن آفس سے نمبر معلوم کرتے ہیں۔ پھر تم نے اپنی گفتگو میں عمران کا حوالہ دیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ عمران انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے۔ اگر میں چاہتا تو راستے میں ہی تمہیں تمہاری کار سمیت تباہ کر سکتا تھا۔ لیکن میں فی الحال صرف وارننگ دے رہا ہوں۔“ ریڈ-ٹی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اسے میرے فون نمبر کا کیسے علم ہو گیا۔“ چوہان نے رسیور رکھتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔

”تم ایک ٹو سے بات نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے۔ اس نے فون ٹیپ کر لیا ہو۔ عمران سے بات کر لیتے ہیں۔ یہ تو پہلے سے ہی چکر چل رہا ہے۔“ نعمانی نے کہا۔

”رجسٹریشن آفس میں میرا ایک واقعہ ہے۔ میں ٹیلی فون کمرے پتہ کر لیتا ہوں۔“ نعمانی نے کہا۔

”اوہ تو پھر ٹھیک ہے۔ چلو میرے فلیٹ میں۔ وہ قریب ہے۔ وہاں سے ٹیلی فون کر لیتے ہیں۔“ چوہان نے چونک کر جواب دیا۔ لیکن چوہان۔ اس ساری کارروائی کا مقصد کیا ہو گا۔“ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یاد ہو سکتا ہے کوئی کیس ہاتھ لگ جائے۔ آخر عمران کو بھی تو اسی طرح کیس ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ اس بار ہم عمران سے نمبر لے جائیں گے۔“ چوہان نے جواب دیا اور نعمانی سر ہلا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد چوہان نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں کھڑی کی اور وہ دونوں سیٹھیاں چڑھتے ہوئے فلیٹ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی نعمانی نے رجسٹریشن آفس کا نمبر ملا کر اپنے دوست سے بات کرنی چاہی لیکن وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ وہ طویل رخصت پر ہے۔

”میرا خیال ہے ہم ایک ٹو کو مطلع کر دیں۔ اپنے طور پر نہ بھاگتے رہیں۔“ نعمانی نے رسیور کو پیل پر رکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان کوئی جواب دیتا یا نعمانی دوبارہ رسیور اٹھاتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس۔“ چوہان سپیکنگ۔“ چوہان نے رسیور اٹھا کر کہا۔ کیونکہ فلیٹ اس کا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے آنے والے فون کو اسی نے اٹھ کر لیا تھا۔

دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے گئے جب وہ پھاٹک کی طرف پہنچے تو انہوں نے اس سیاہ کار کو واپس سڑک کی طرف جلتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں دیوار کی اوٹ میں اس وقت تک رکے رہے جب تک سیاہ کار سڑک پر پہنچ کر دائیں طرف کو نہ مڑ گئی۔

"آؤ۔ اب اس کا پھینچا کریں۔ یہاں کوئی لمبا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔" چوہان نے پر جوش لہجے میں کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے میں سڈ کی طرف بڑھ گئے۔

میں سڈ پر پہنچ کر وہ تیزی سے ایک سائیڈ پر کھڑی اپنی کار کی طرف دوڑے۔ سیاہ کار بھی اسی طرف کو گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے گاڑی اسی طرف بڑھا دی۔ لیکن خاصی تیز کار بھگانے کے باوجود سیاہ کار کا کہیں دور تک نام و نشان تک نہ مل سکا۔

"کمال ہے۔ یہ سیاہ کار کہاں چلی گئی۔ اب تک تو اسے نظر آجانا چاہیے تھا۔" نعمانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ بھی کسی سائیڈ دوڑ پر مڑ گئی ہو۔" چوہان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور نعمانی نے سر ہلادیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار شہر پہنچ گئی۔ لیکن سیاہ کار انہیں نظر نہ آئی۔

"بس ہو گیا تعاقب۔ اب اپنے فلیٹوں پر چلیں۔" نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور چوہان بھی شرمندہ سی ہنسی سنس کر رہ گیا۔

"ان کے نمبر تو معلوم ہیں۔ ان کے مالکوں کا تو پتہ چل جائے گا۔" چوہان نے چند لمحے خاموش رہے۔

سیکرٹ سروس کے ممبر میں عام آدمی نہیں ہیں۔ اس کے بعد ان کی رہیں ہونے والی گفتگو اور پھر فلیٹ میں ہونے والی گفتگو سے سادھی ت سلتے آگئی۔ میری تجویز ہے کہ ان دونوں سے مزید ممبرز کا چلایا جا سکتا ہے۔" ساکی نے جواب دیا۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ ان پر تشدد کیا جائے؟" چوہان نے کہا۔

"ظاہر ہے باس۔ اس کے علاوہ یہ کیسے بتائیں گے۔ یہ عام آدمی ہیں۔ سیکرٹ سروس کے منجھے ہوئے رکن ہیں۔" ساکی سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ہتھاری بات درست ہے۔ لیکن ایسا اس وقت ہونا چاہیے۔" ب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ باکرنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔" باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" ساکی نے فوراً ہی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"عمران کی نگرانی کی کیا رپورٹ ہے؟" باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"باس۔ ہمارے آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ زیادہ تر اپنے بٹ میں ہی رہتا ہے۔" ساکی نے جواب دیا۔

"اس کا ٹیلی فون ٹیپ کیا جا رہا ہے؟" باس نے دوسرا پال کیا۔

"یس باس۔ لیکن کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہو سکی۔"

درنحافی ہیں۔ میرے ہاتھوں اس دنیا سے اپنا رشتہ منقطع کر چکے ہیں۔

س نے اُسی بھاری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رشتہ منقطع کر چکے ہیں یعنی ان دونوں نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔ اکٹھی۔ ویسے ایک بات تو بتائیے کہ ان دو کے علاوہ اور کتنے

ن جن کا رشتہ ابھی تمہارے ساتھ قائم ہے۔“ — عمران نے

اب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ ذرا سا بھی نہ بد لاکھا۔ باس کے چہرے پر ہلکے

سے حیرت کے تاثرات پیدا ہوئے۔

”کیا تمہیں اپنے ان دونوں ساتھیوں کے مرنے کا کوئی غم نہیں ہوا“

س کے لہجے میں بھی حیرت نمایاں تھی۔

”میرے ساتھی۔۔۔ وہ میرے ساتھی کیسے ہو سکتے ہیں شادی شدہ

نوارے کے ساتھی نہیں ہوا کرتے ریڈ۔ ٹی صاحبہ۔“ — عمران نے

اب دیا۔

”شادی شدہ۔۔۔ تو کیا یہ دونوں شادی شدہ تھے۔“ — باس

نے چونک کر پوچھا۔ اس نے صاحبہ وغیرہ پر توجہ ہی نہ دی تھی۔

”تم خود ہی تو بتا رہی ہو کہ تمہارے ساتھ رشتہ منقطع ہو گیا۔ ظاہر

ہے رشتہ تھا تو منقطع ہوا۔ اپنا تو رشتہ ہی قائم نہیں ہوا۔ ویسے ایک بات

مے مجھے یہ وہ سے رشتہ قائم کرنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

ان نے چمکتے ہوئے کہا۔

”تمہاری زبان کچھ ضرورت سے زیادہ تیز چلتی ہے۔ لیکن وہ وقت

آسکتا ہے جب یہ زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی۔ ابھی

صرف تمہیں چیک کر رہا ہوں کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے

راکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اور کے۔۔۔ تم جا سکتے ہو۔ لیکن سنو۔ سیکرٹ سروس

باقی ممبران کے متعلق معلومات تم نے اپنے طور پر حاصل کرنی ہیں

تمہیں کسی سہارے کا محتاج نہیں دیکھنا چاہتا۔ سمجھے۔“ — باس

لہجہ یک لخت کر ختم ہو گیا۔

”یس باس۔۔۔ ہم کام کر رہے ہیں باس۔“ — ساکی نے

ہی صوفے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور باس کے سر

پر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

باس نے ہاتھ آگے بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھینچا

اور پھر اس کے نچلے حصے میں لگا ہوا ایک سفید رنگ کا بٹن دبا کر اس

نے سیور اٹھالیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جی فریٹے۔ آپ کو کیا شکایت ہے۔“ — مابلہ قائم ہوتے

دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور باس کے

پر عمران کی آواز سنتے ہی معنی خیز مسکراہٹ ریگ گئی۔

”شکایت تو تمہیں پیدا ہونی چاہیے مسٹر عمران۔ میں ریڈ۔ ٹی ہوں

ہوں۔۔۔ نوجوان باس کا لہجہ یک لخت بدل کر بھاری ہو گیا۔

”اوہ۔ مجھے دراصل ٹونٹ سے کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوتی

وہ ریڈ ہو یا بلیک۔“ — عمران کے لہجے میں شگفتگی کا عنصر اور زیادہ

بڑھ گیا تھا۔

”میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف

ایک ٹو کو میری طرف سے بتا دو کہ اس کے دو ممبران کے نام چوہان

بوڑھے کے جسم پر گہرے رنگ کا کھری پین سوٹ تھا۔
 "تم پوری طرح تیار ہو مارش۔" بوڑھے نے بھاری آواز میں
 تھپتھپے ہوئے نوجوان سے پوچھا۔

"یس باس۔ ہم پوری طرح تیار ہیں۔" مارش نے انتہائی موڈ بانہ
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "پاور ہاؤس کا حفاظتی نظام چیک کر لیا ہے۔" بوڑھے باس
 پوچھا۔

"یس باس۔ میرے پاس اس حفاظتی نظام کی مکمل تفصیلات موجود
 - اور میں نے اپنا منصوبہ ان معلومات کے مطابق ترتیب دیا ہے"
 نے جواب دیا۔

"ناکامی کا کتنے فیصد امکان ہے۔" بوڑھے نے سخت لہجے
 پوچھا۔

"ایک فیصد بھی نہیں ہے باس۔" مارش نے فوراً ہی جواب دیا۔
 "گڈ۔ مجھے اسی جواب کی توقع تھی۔" بوڑھے نے نرم لہجے میں
 کہا۔ اور پھر اس نے ایک موڑ کاٹتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر دی۔
 جبکہ دور سے چمکتی ہوئی روشنیاں ظاہر کر رہی تھیں کہ اٹھک یاور
 سن قریب آچکا ہے۔ اور روشنیوں کا پھیلاؤ بتا رہا تھا کہ یہ بجلی گھر
 سے وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔

بوڑھے باس نے ایک فرلانگ اور کار آگے بڑھانے کے بعد
 نے ایک لخت دایں طرف موڑتے ہوئے ایک کچے راستے پر اتار
 - اور کار ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار کی تمام بتیاں

ہے یا نہیں۔ فیصلہ اس کے بعد ہوگا۔ ویسے ایک ٹوکوتا دینا کہ
 اس ملک میں وہی ہوگا جو ریڈ۔ ٹی چلے گا۔" باس نے کہا اور
 ایک جھٹکے سے سیورہ کھ کر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا
 پریس کر دیا۔



سیاہ رنگ کی کار اندھیرے کا جزو بنی خاصی تیز رفتاری سے
 دارالحکومت سے باہر بنے ہوئے اٹھک پاور ہاؤس کی طرف جانے
 والی سڑک پر دوڑی جا رہی تھی۔ سیٹرنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی کے
 سر اور داڑھی کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اور چہرے پر جھریوں کا
 جال سا بچھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا جسم خاصا مضبوط اور توانا لگ رہا تھا
 کار میں اس بوڑھے کے علاوہ چار مزید افراد تھے۔ ان میں سے ایک
 سائڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ باقی تین سچلی سیٹ پر موجود تھے۔ ان
 چاروں نے سیاہ رنگ کے چپت لباس پہنے ہوئے تھے جب کہ

بجھی ہوئی تھیں۔ اس لئے گھرے اندھیرے میں بس وہ حرکت کر
ایک سایہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ کافی آگے جانے کے بعد بوڑ
نے کار ایک بار پھر موڑی۔ اور اب کار کا رخ بجلی گھر کی طرف
یہ بجلی گھر کی سائینڈ تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد بوڑھے نے کار روک
اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ باقی افراد بھی تیزی سے کار سے
آگے۔

"تمہیں معلوم ہے مارٹن کہ تم نے کیا کرنا ہے۔" بوڑھے
مارٹن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس۔ آپ کے احکامات کے مطابق ہم نے صرف پاور
کا مغربی حصہ تباہ کرنا ہے۔ اور ریڈ۔ ٹی کے مخصوص کارڈوں کا پھینکا
کر واپس آجانا ہے۔" مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ میں انہیں فی الحال وارننگ دینا چاہتا ہوں۔ اور
ان لوگوں نے میری بات نہ مانی تو میں یہ پورا گاؤں بھی تباہ کر سکتا ہوں
بوڑھے نے اپنے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔" مارٹن
جواب دیا۔

"اور کے۔ جاؤ اور کارروائی شروع کرو۔ میں یہیں تمہارا انتظار
کروں گا۔" بوڑھے نے کہا۔

اور مارٹن سر ہلاتے ہوئے مڑا اور اس نے کار کے قریب کھڑے
تینوں افراد کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو وہ تیزی سے کار کی ڈیگی کی طرف
بڑھے۔ ڈیگی کھول کر انہوں نے سیاہ رنگ کے بیگ باہر نکالے۔

انہیں اپنی پشت پر لاد کر وہ مارٹن کی رہنمائی میں تیزی سے پاور ہاؤس
کی طرف بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ گھرے اندھیرے میں
ہو گئے۔

بوڑھے باس جلدی سے واپس ڈرایونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اور اس نے
سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا باکس باہر کھینچا اور اسے کھول
اور اس میں سے ایک چوکور ڈبہ نکال کر اسے ڈیش بورڈ کے اوپر
کی طرح رکھ دیا کہ اس کا سامنے کا رخ بوڑھے کی طرف ہی تھا۔ ڈبے
کے نچلے حصے میں ایک قطار کی صورت میں چھوٹے چھوٹے بٹن لگے
تھے۔ بوڑھے نے دائیں طرف موجود یکے بعد دیگرے تین

بٹن دبائے تو ڈبے کا سامنے کا حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔
پہلے تو اس پر آٹھویں ترقی لکیریں سی ابھر کر ملتی رہیں پھر ایک جھماکے
سے اس پر ایک منظر ابھر آیا۔ اب سکرین پر مارٹن اور اس کے چار
ساتھی ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دے رہے
تھے۔ اور ان کے اندر کا خاصا علاقہ بھی سکرین پر واضح طور پر نظر آ رہا
تھا۔ وہ چاروں زمین پر جھکے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور ان سے

بہت ہی فاصلے پر خاردار تار کی باڑ نظر آ رہی تھی۔ مارٹن سب سے آگے
خاردار تار کے پاس پہنچ کر وہ چاروں رک گئے۔ خاردار تار تقریباً پندرہ
فٹ بلندی تک بنی ہوئی تھی۔ اور ان کے اوپر کے حصے پر یہ تار ایک
لہ کی صورت میں لپیٹی ہوئی تھی۔ اس طرح اوپر سے چھلانگ لگا کر اسے
اس نہ کیا جاسکتا تھا۔

مارٹن نے اپنے پیچھے آنے والے ایک نوجوان کو اشارہ کیا تو اس

نے پشت پر لدے ہوئے پھیلے میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی مشین تھی۔ جس کے ساتھ دو لمبی لمبی تاریں رہی تھیں۔ اس نے وہ مشین مارٹن کی طرف بڑھا دی۔ مارٹن مشین تاروں کے سامنے زمین پر رکھی اور پھر اس پر لگے ہوئے پریس کئے اور ایک تار کا سر اس نے خاردار تار کو سنبھالنے لکڑھی کے کھمبے کے ساتھ ہک کر دیا۔ اور پھر مشین کی دوسری موجود تار کا سر اس نے دوسرے کھمبے کے ساتھ ہک کیا۔ اور پھر نے مشین کے دو اور بٹن دبا دیئے۔ اس کے بعد مارٹن نے جب سے ایک دائرہ نکالا اور بڑے اطمینان سے اس نے ان دو کھمبوں کے درمیان تاروں کو کاٹنا شروع کر دیا۔

بوڑھے کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ اُسے تھا کہ حفاظتی انتظامات کے طور پر ان خاردار تاروں میں بجلی کا طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اور اگر ویسے کوئی اسے ہاتھ لگاتا یا دائرہ سے اسے کلٹنے کی کوشش کرتا تو سرکل ٹوٹ جانے کی وجہ سے سیکر آفس میں خطرے کی گھنٹی بھی بج اٹھتی۔ اور تار کو ہاتھ لگانے والا بھی کرنٹ کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اس مشین کی وجہ سے اس کا سرکل دونوں ستونوں کے درمیان موجود خاردار تاروں میں دوڑنے کی بجائے اس مشین کی تاروں میں سے ہو کر دوسرے ستون تک چلا گیا تھا۔ اس طرح سرکل بھی قائم رہا اور خاردار تاریں بھی تاروں میں تبدیل ہو گئیں۔ جنہیں آسانی سے کاٹا جاسکتا تھا۔ مارٹن دیکھتے ہی دیکھتے تاریں کاٹ دین ادباً وہاں اتنا خلا بن گیا کہ وہ آسانی

سے اسے کراس کر سکتے تھے۔ چنانچہ وہ چاروں اس خلا سے گزر کر آگے بڑھ گئے۔ جب کہ مشین ویسے ہی وہاں موجود رہی۔

احاطے میں رہتے ہوئے وہ چاروں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اُسی لمحے ایک سائرن بجاتی ہوئی جیب دور سے بوڑھے کو مارٹن اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتی دکھائی دی تو بوڑھا چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ڈبے کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

”مارٹن ہوشیار ہو جاؤ۔ ایک جیب بائیں طرف سے تمہاری طرف آ رہی ہے۔“ بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ ان کا معمول کارڈنڈ ہے۔ آپ دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔“ مارٹن کی آواز ڈبے سے سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں زمین کے ساتھ جیسے چپکے سے گئے۔

جیب خاصی تیز رفتاری سے اُسی طرف آ رہی تھی جہاں یہ چاروں موجود تھے۔ اس کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں اور جیب کے اوپر نیلے رنگ کی موڈرگ لائٹ جل رہی تھی۔

بوڑھا باس خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ جیب مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے قریب پہنچی مارٹن یک لخت ہاتھ اٹھائے تیزی سے سرکل کے درمیان میں پہنچ گیا۔ اس کا رخ جیب کی طرف ہی تھا۔ دوسرے لمحے جیب کے ٹائمر یک لخت چڑچڑانے اور جیب بالکل مارٹن کے قریب آ کر رک گئی۔ جیب کے رستے ہی اس میں سے دو مسخ افراد اچھل کر نیچے آئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

وہ مشین گنیں اٹھائے جیسے ہی مارٹن کی طرف بڑھے۔ مارٹن کے د
 ساکتی ایک لخت عقابوں کی طرح اپنی جگہ سے اچھلے۔ اور دونوں
 افراد کو چھاپ کر زمین پر گر گئے جب کہ مارٹن اور اس کا چوتھا ساکتی
 تیزی سے جیب میں سوار ہو گئے۔ مارٹن نے ڈبایا تو رکو دوسری
 طرف سے نیچے کھینچ لیا تھا اور جیب میں شاید وہی تین افراد تھے۔
 کیونکہ مارٹن کا چوتھا ساکتی جو جیب پر چڑھا تو تیزی سے باہر آ گیا۔
 مسلح افراد اور ڈبایا تو صرف چند لمحے مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے
 ساتھ گھٹم گھٹا ہوتے نظر آئے پھر وہ ساکت ہو گئے۔ مارٹن اور
 اس کے ساتھیوں نے انتہائی تیز رفتاری سے ان تینوں کو اٹھایا اور
 کی سائیڈ پر لے آئے۔ اور پھر انہوں نے ان کی یونیفارم اتارنی شروع
 کر دیں۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مارٹن اور اس کے دو ساتھیوں
 یونیفارم پہن لی اور سر پر ٹوپیاں جا کر وہ چاروں تیزی سے جیب پر
 سوار ہوئے۔ دوسرے لمحے جیب مڑی اور تیزی سے پاور ہاؤس
 کے مغربی حصے کی طرف بڑھنے لگی۔ پاور ہاؤس کا مغربی حصہ میں
 پاور ہاؤس سے قدرے ہٹ کر بنا ہوا تھا۔ اس کا براہ راست تعلق
 میں پاور ہاؤس سے نہ تھا بلکہ اس میں ایسی مشینری نصب تھی کہ جو ہنگام
 صورت حال میں پاور ہاؤس کو رکو کر سکتی تھی۔ جیب اسی حصے کی
 طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ڈبایا تو گنگ سیٹ پر مارٹن خود تھا۔ اس کے
 ساتھ اس کا ایک ساتھی یونیفارم پہنے مشین گن اٹھائے بیٹھا ہوا تھا۔
 جب کہ باقی دو ساتھی پچھلی سیٹ پر تھے۔
 جیب خاصی تیز رفتاری سے مغربی حصے کی خاصی بڑھی عمارت

کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اب اس حصے کے باہر مشین گنوں سے
 مسلح تقریباً دس افراد پہرہ دے رہے تھے۔ اور کئی لوگ عمارت
 سے اندر اور باہر آ جا رہے تھے۔ مارٹن نے جیب عمارت کے
 قریب جا کر روکی اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے
 نیچے اترا آیا۔ اس کے دو ساتھی نیچے اتارے تھے جنہوں نے یونیفارم
 پہنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے پشت پر لہے ہوئے کھیلے اب
 ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے عمارت کی طرف
 بڑھنے لگے۔ ان تینوں کی ٹوپیاں ان کی آنکھوں پر جھکی ہوئی تھیں۔ وہ
 تیز قدم اٹھاتے عمارت میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہرے پر
 موجود افراد نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی۔ مارٹن اور اس کے دو
 ساتھی ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے ایک لخت ایک دروازے
 میں مڑ کر داخل ہوئے۔ یہ ایک بڑا سا ہال تھا جس کے عین درمیان
 میں ایک بہت بڑی مشین موجود تھی۔ اس مشین نے پورے ہال کو
 گھیر رکھا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی مارٹن نے ایک لخت اپنا ہاتھ اونچا
 کیا تو اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے
 ہوئے پھیلے اس مشین کے عین اوپر اچھال دیئے۔ اور وہ تیزی
 سے واپس دروازے کی طرف مڑنے۔ دوسرے لمحے مشین کے
 اوپر جیسے بجلیاں سی چمکتی ہیں اس طرح بجلیاں چمکیں اور اس کے ساتھ
 ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ لیکن یہ ہلکا سا دھماکہ بھی خاصا زور دار
 تھا۔ اس لئے پوری عمارت میں ایک لخت سا آئین سے بچنے لگے۔
 اور ادھر ادھر کمروں سے لوگ نکل نکل کر راہداری میں دوڑنے لگے۔

گئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گئی۔ اور اب اس کا رخ خامداری تاروں والی باڈ کے اس حصے کی طرف تھا جہاں تاروں میں خلا تھا۔ خلا سے کچھ دور پہلے جیب کی اور اس میں سے مارٹن کے تین ساتھی اچھل کر باہر نکلے۔ اور جیب تیزی سے آگے بڑھی۔ اور پھر کچھ دور جا کر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی مارٹن اس میں سے نکلا اور خرگوش کے سے اندازہ میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا جو اب اس خلا کو پار کر کے زمین پر لیٹ گئے تھے۔

مارٹن نے اس خلا کو پار کیا اور پھر وہ مشین پر چبک گیا۔ اس نے جلدی سے اس کے بٹن پریس کئے۔ اور پھر ستونوں سے ہک ہوئی اس کی تاروں کو علیحدہ کر کے وہ مشین اٹھائے تیزی سے واپس کار کی طرف دوڑنے لگا۔

”ہوں۔۔۔ اب سمرکل ٹوٹنے کی وجہ سے پورے پاور ہاؤس میں خطرے کے سائمن بج لگے ہوں گے۔۔۔ بوڑھے باس نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر دیکھے ہوئے ڈبے کے بٹن آف کئے اور اس ڈبے کو اٹھا کر اپنی سیٹ کے نیچے کھسکا دیا۔ اب مارٹن اور اس کے ساتھی کار کی طرف آتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ بوڑھے نے کار کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ دوسرے لمحے مارٹن اور اس کے ساتھی کار کے قریب پہنچ گئے۔

”جلدی بیٹھو۔ ابھی یہ سارا علاقہ گھیر لیا جائے گا۔“ بوڑھے نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے کار میں سوار ہو گئے۔ اور بوڑھے باس نے تیزی سے کار کو موڑا اور پھر اس نے کار کو پوری رفتار سے دوڑانا

اور جیب میں بیٹھے ہوئے مارٹن کے تیسرے ساتھی نے ایک لخت عمارت سے باہر موجود مسلح افراد پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ اور مسلح افراد ایک لخت اچھل اچھل کر نیچے گرنے لگے۔ وہ چونکہ سائمن بچتے ہی عمارت کے اندرونی حصے کی طرف رخ موڑ چکے تھے اس لئے مارٹن کے ساتھی نے انتہائی آسانی سے انہیں نشانہ بنالیا تھا۔ پھر مارٹن کے ساتھی نے برآمد میں طاقتور بم اچھالا۔ اور ایک خوف ناک دھماکے سے عمارت کے سائمن والے برآمدے کا ایک حصہ یک لخت بیٹھ گیا۔

اُسی لمحے مارٹن اور اس کے ساتھی انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے ہوئے عمارت سے نکلے اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر جیب پر سوار ہوئے۔ اور دوسرے لمحے جیب توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح آگے بڑھی اور مڑ کر واپس اُسی طرف کو دوڑنے لگی جہاں سے مارٹن اور اس کے ساتھیوں نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ جیب کی تمام بتیاں بجھا دی گئی تھیں۔

ابھی جیب اس جگہ تک پہنچی بھی نہ تھی کہ ایک لخت عمارت میں سے آتش شعلوں کا ایک مینار سا نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا جیسے کوئی خوفناک آتش نشان ایک لخت بیٹھ پڑا ہو۔ اور اس کے بعد اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ ڈبے میں سے نکلنے والی آواز کے علاوہ بھی دھماکے کی خوفناک آواز بوڑھے باس کی کار تک پہنچی۔ اس آواز میں اس قدر قوت تھی کہ کار تھر تھ کر رہ گئی۔

سکرین پر نظر آنے والی جیب دھماکے کے ساتھ ہی ایک جھٹکتے سے دباؤ طرف کو مڑ گئی۔ اور ایک لمحے کے لئے تو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ الٹ جا۔

شروع کر دیا۔

یونیفارم میں اتار دو۔ بوڑھے نے کہا۔

اور مارٹن اور اس کے ساتھیوں نے سر ملاتے ہوئے بیٹھے بیٹھے اتارنی شروع کر دیں۔ یونیفارم میں اتار کر انہوں نے کار سے باہر اچھال کر اس لباس پر سوٹ پہن لو۔ ہم میں روڈ پر پہنچنے والے ہیں۔ بوڑھے نے رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔ اور مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے نیچے موجود باکس میں سے سوٹ نکال نکال کر پہننے میں ہو گئے۔ وہ ذرا سا اونچا ہو کر پتلون پہنتے اور پھر اس کے اوپر کوٹ لیتے۔ سیاہ لباس کے اوپر ہی وہ سوٹ پہن رہے تھے۔ کوٹ ہی سفید رنگ کا کپڑا سا پڑا ہوا تھا۔ جس کے سامنے کا حصہ باقاعدہ کی شکل میں تھا۔ اور کار کے ساتھ ٹائی تاک موجود تھی۔ اس کپڑے پتلون کے اندر کر لینے کے بعد وہ باقاعدہ سوٹوں میں ملبوس ہو گئے۔

چند لمحوں بعد کار کچی سڑک سے نکل کر مین روڈ پر چڑھ گئی۔ لیکر ہی کار نے موڑ کاٹا۔ بوڑھے نے ایک لمخت بریک لگا دیئے۔ کیونکہ پر پولیس کی گاڑیاں تھم چکی ہو کر کھڑی تھیں۔ اور دس کے قریب مشین سے مسلح سپاہی سڑک پر موجود تھے۔

ہوشیار۔ بوڑھے نے بریک لگاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھیوں نے سر ملادیتے۔

بوڑھے کی کار رکتے ہی مسلح سپاہیوں نے آگے بڑھ کر کار کو گواہا "آپ باہر آجائیں" ایک آفیسر نے آگے بڑھ کر کمرخت

میں بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ میرا ریڈ۔ ٹی کارڈ دیکھ لیجئے۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ہمیں باہر آنے کے لئے کہیں گے تو باہر بھی آجائیں گے۔ بوڑھے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میں کہتا ہوں باہر نکل آؤ۔ کارڈ وغیرہ بعد میں دیکھے جائیں گے۔ آفیسر نے انتہائی کمرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر کارڈ کا موازنہ کھولنے کے لئے ہینڈل پر ہاتھ ڈالا۔

"ہٹ جاؤ آفیسر۔ تم نہیں جانتے کہ ریڈ۔ ٹی کو روکنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ بوڑھے نے ایک لمخت چینتے ہوئے کہا۔

اور آفیسر اس کے لہجے کی وجہ سے ٹشٹھاک کر ایک قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ بوڑھے نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"فائر۔ بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کار

کی کھڑکیوں میں سے دونوں اطراف میں سے گولیوں کی بارش سی ہوئی اور چھ سپاہی چینتے ہوئے زمین پر گرے۔ آفیسر نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے گرتے ہوئے ریو اور نکالنا چاہا۔ لیکن اسی لمحے کار پوری قوت سے

سڑک پر تیز چلی کھڑکی ہوئی پولیس کار سے ٹکرائی۔ اور پولیس کار لٹو کی طرح گھومتی ہوئی ایک طرف کوالٹ گئی اور بوڑھے کی کار بجلی سے بھی زیادہ

تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

"اب یہ کاروں میں ہمارا تعاقب کریں گے۔ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ کرنے دو۔ ویسے مجھے ان سے اس قدر مستعدی کی توقع نہیں

بعد آنے والی دوسری کار کا بھی پہلے جیسا ہی حشر ہوا۔

ان دونوں کے پیچھے آنے والی دونوں کاروں کے ڈیڑھ سوڈ شاید صورت حال سمجھ گئے تھے۔ انہوں نے خود ہی کاروں کو دائیں بائیں موڑ دیا۔ لیکن اس طرح بھی وہ زیر و گنوں کے فائدوں سے نہ بچ سکے۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ چاروں کاریں الٹ چکی تھیں۔ اور پھر یکے بعد دیگرے ان چاروں کاروں کی پٹرول ٹنکیاں خوف ناک دھماکوں سے پھٹ گئیں۔ اور آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کاروں کے پمڈے اڑتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”اب نکل چلو“۔ بوڑھے نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب اٹھ کر تیزی سے اس درخت کی طرف بھاگے جس کے پیچھے ان کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار دوبارہ مین روڈ پر دوڑتی ہوئی شہر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ شہر کو جانے والی مین روڈ پر پہنچتے ہی بوڑھے نے کار کو ایک بائی روڈ پر موڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ آدھی سے زیادہ رات گزر جانے کی وجہ سے کالونی کی سڑکیں بے اولاد عورت کی گود کی طرح دیوان پڑھی ہوئی تھیں۔

بوڑھا پہلے تو کار کو ادھر ادھر دوڑاتا رہا۔ وہ کبھی ایک سڑک پر ٹھہرتا اور پھر حکم کاٹ کر دوسری سڑک پر آجاتا۔ وہ شاید تقاب کے متعلق پوری طرح اندازہ لگانا چاہتا تھا یا پھر وہ اس خیال سے مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا پھر رہا تھا کہ کوئی چوکیدار یا کوئی دوسرا آدمی جتنی طور پر نہ بتا سکے کہ کار کدھر گئی ہے۔ اور پھر کار ایک بڑھی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ کار کتے ہی مارٹن تیزی سے نیچے اترا۔ اور اس نے پھاٹک

تھی۔ اور اگر ہم باہر نکل آتے تو کار کی تلاشی کے دوران ہر چیز سامنے آتی۔ بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیزی سے کار کو ایک لخت دائیں ہاتھ پر موڑ دیا۔ انتہائی تیز رفتاری۔ دوڑتی ہوئی کار دو پہیوں پر اٹھ کر گھومی۔ اور پھر ایک دھماکے۔ سیدھی ہو کر دوڑنے لگی۔

”زیر و گنیں نکالو اور کار سے باہر آ جاؤ ہمیں اب ان پولیس کاروں سے تباہ کرنا ہو گا۔ ہم یہاں کار چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتے“۔ بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک چوتھے والے درخت کی اوٹ میں کار روک دی۔ اور پھر وہ سب انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کار سے باہر نکل آئے اب ان ہاتھوں میں چھوٹی لیکن چبٹی نالوں کی گینیں موجود تھیں۔ وہ ایک دو سے بکھر کر زمین کے ساتھ جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے سڑک کے قریب ہو کر رک گئے۔ اب ان کے جسم زمین سے چپک گئے تھے۔ چار پولیس کاریں یکے بعد دیگرے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھیں۔

”مارٹن۔ پہلی کار پر فائر کھولو۔ باقی باہر ہی دوسری کاروں کو کبھی گے۔ ایک ایک کار چن لو“۔ بوڑھے نے جوان سب سے ایک طرف زمین سے چپکا ہوا پڑا تھا چیخ کر کہا۔

اور اسی لمحے فاصلے پر موجود مارٹن کی گن سے ایک شعلہ سا چمکا دوسرے لمحے سب سے آگے آنے والی پولیس کار ایک دھماکے۔ سائیڈ میں الٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا شعلہ چمکا اور پہلی کار۔

کا باہر سے بند کٹھا کھولا اور بھاگ کر دیکھ لیا کہ کھول دیا۔ بوڑھا باہر
 کار کو بٹھی کے اندر لیتا چلا گیا۔ مارٹن نے کار کے اندر جانے کے
 پہلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو وہاں نہ پا کر وہ بھی اندر داخل ہوا
 اس نے مرکز گیٹ کو بند کیا اور اندر سے بڑا کٹھا لگا کر وہ
 اطمینان سے مرکز عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ جس کے سامنے
 کوڑک چکی تھی۔ اس کے چہرے پر فاسقانہ اطمینان تھا۔

چوہاڑے اور نعمانی کی آنکھیں کھلیں تو وہ دونوں ایک
 دوسرے کو اس حالت میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ ایک بڑے سے
 ہال کمرے میں موجود اکٹھی رکھی ہوئیں لوہے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
 تھے۔ ان کرسیوں کے بازوؤں کے درمیان لوہے کی مضبوط سلاخیں
 نصب تھیں جس کی وجہ سے ان کے جسم کو کسی سے چپک کر رک گئے تھے۔
 ”یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں“۔ چوہاڑے نے حیرت بھرے انداز
 میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے یہ اسی ریڈ۔ ٹی ٹی سی کارستانی ہوگی۔ اس نے کسی گیس
 کی مدد سے ہمیں اکٹھا ہی بے ہوش کیا اور اب اکٹھا ہی ہمیں ہوش
 میں بھی لے آیا۔“ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔
 اور پھر اس سے پہلے کہ چوہاڑے اس کی بات کا جواب دیتا ان کے
 سامنے موجود ہال کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک

غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کا جسم تو خاصا سٹول اور توانا تھا لیکن چہرے سے وہ خاصا کم عمر دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے تین مشین گنوں سے مسلح وہ غیر ملکی تھے۔

نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے سامنے آکر رک گیا۔ اس کی تیز اندازوں پر چہرے ہوتی تھیں۔

”ہوں۔ تو تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہو اور تمہارے چوٹان اور نعمانی ہیں“۔ نوجوان نے بھاری آواز میں کہا اور اس کے سننے ہی وہ دونوں چونک پڑے کیونکہ یہ اسی ریڈ۔ٹی کا لہجہ تھا جس انہیں فلیٹ پر فون کر کے پیغام دیا تھا۔

”تم ریڈ۔ٹی ہو“۔ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ میں ریڈ۔ٹی ہوں۔ اور سنو۔ ریڈ۔ٹی کے سامنے جھکے بولنے والے دوسرا سانس نہیں لے پاتے۔ اس لئے جو کچھ میں پوچھتا ہوں سچ بتا دینا“۔ نوجوان نے کمرخت لہجے میں کہا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوتی ہے مسٹر۔ ہمارا کسی سیکرٹ سروس۔ کوئی تعلق نہیں ہے“۔ اس بار چوٹان نے جواب دیا اور نوجوان کے بے اختیار طنز پر انداز میں منسنے لگا۔

”میں نے عمران کو فون کر کے اطلاع دے دی ہے کہ تم ختم ہو رہے ہو۔ لیکن اگر تم نے میرے ساتھ تعاون کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری زندگی بخش دوں۔ کیونکہ میرا ٹارگٹ تم جیسے حقیر ممبر نہیں ہیں۔ تمہارے پاس ایک ٹوکا شکار کھیلنے یہاں آیا ہوں“۔ ریڈ۔ٹی انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم کیا پوچھنا چاہتے ہو“۔ نعمانی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
”پہلے تو یہ بتاؤ کہ کیا علی عمران سیکرٹ سروس کا ممبر ہے“۔ ریڈ۔ٹی نے سوال کیا۔

”نہیں۔ وہ ممبر نہیں ہے۔ البتہ سیکرٹ سروس کے لئے کام ضرور کرتا ہے“۔ نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اچھا۔ میں چیک کر لوں گا۔ اب تم ایک ٹوکا پتہ بتا دو اور اس کا حلیہ بھی“۔ ریڈ۔ٹی نے کہا۔

”ہم نے اسے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے۔ اس لئے نہ ہمیں اس کے حلیے کا علم ہے اور نہ ہی اس کے پتے کا“۔ نعمانی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں وہ کس طرح کنٹرول کرتا ہے“۔ ریڈ۔ٹی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
”ٹیلی فون پر“۔ نعمانی نے جواب دیا۔

”میں یہ بھی چیک کر لوں گا۔ ویسے تم گھبراؤ نہیں۔ مجھے اس کے فون کا نمبر معلوم ہے۔ وہ میں تم سے نہیں پوچھوں گا۔ لیکن اس کی رہائش گاہ تو بہر حال تمہیں بتانی ہی پڑے گی“۔ ریڈ۔ٹی نے کمرخت لہجے میں کہا۔

”جب میں نے کہہ دیا کہ علم نہیں ہے تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ ہمیں علم نہیں ہے“۔ نعمانی نے بھی لہجے کو کمرخت کرتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ میں ایک بار پھر بتا دوں کہ میرے سامنے جھوٹ بولنے

دالے دوسرا سانس نہیں لے پاتے۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے نعما گھورتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔ جھوٹ تو اس کے بولا جاتا ہے جس سے آدمی خوفزدہ ہو۔۔۔ نعمانی نے طنز یہاں میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ریڈ۔ ٹی نے اکی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک لخت اپنا چہرہ ایک سے بائیں طرف موڑا۔۔۔ حالانکہ اس طرف اس کا کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں رہا اور پھر اس نے دو ایک جھٹکے سے چہرہ ان کی طرف کیا۔ ان دونوں کے جسموں پر زور دار جھٹکے گئے۔۔۔ ریڈ۔ ٹی کی آنکھوں میں بے پناہ چمک رہی تھی جیسے وہ انسانی آنکھوں کی بجائے کسی خونخوار دند کی آنکھیں ہوں۔ دوسرے لمحے ان دونوں کو یہی محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں میں ایک لخت روشنی کے جھماکے ہوئے ہوں۔۔۔ لمحوں تک ان کی یہی حالت رہی۔ اور پھر ریڈ۔ ٹی نے دوبارہ ایک سے اپنا چہرہ بائیں طرف موڑا۔ اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم انہماکی طاقتور بجلی کے کرنٹ سے ایک لخت علیحدہ گئے ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد جب ریڈ۔ ٹی نے چہرہ موڑا تو اس کی آنکھیں پہلے کی طرح نارمل تھیں۔

”تم نے واقعی جھوٹ نہیں بولا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ تم زندہ بیٹھے ہو۔ دندہ اگر تم نے جھوٹ بولا ہوتا تو اب تک

تہا رہی کھوپڑیاں بلندی سے گرنے والے تمبروں کی طرح پھٹ چکی ہوتیں۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے نرم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے دونوں مسلح نوجوان بھی واپس مڑے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب دروازے سے باہر نکل گئے۔ دروازہ بند ہو گیا تو ان دونوں کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل گئے۔

”یہ ریڈ۔ ٹی پیناٹرم کا ماہر لگتا ہے۔ خدا کی پناہ۔ اس کی آنکھوں میں کس قدر خوف ناک چمک تھی۔“ چوٹان نے کہا۔

”ہاں چمک تو تھی۔ لیکن وہ خود جھوٹ بول رہا تھا کہ اس نے ہماری پکینگ کر لی ہے کہ ہم جھوٹ نہیں بول رہے۔ حالانکہ اگر واقعی ایسا ہوتا تو پھر کم از کم ہیڈ کوارٹر کا پتہ تو اسے معلوم ہو ہی جاتا۔“ نعمانی نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”اسے یہ سلاخیں تو مل رہی ہیں۔ میں نے پہلے خیال ہی نہیں کیا۔“ ایک لخت چوٹان کی آواز سنائی دی۔ جواب بازوؤں کو حرکت دینے کی کوشش میں تھا۔ اور چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے زور لگایا۔ ایک لخت ٹھٹھک کی آواز سے کسی کے بازوؤں کے درمیان موجود لوہے کی سلاخیں ایک بازو کے اندر غائب ہو گئیں اور چوٹان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوہ۔۔۔ میرے خیال میں اس کو کسی کا میکنزم خراب ہے۔ بہر حال مجھے چھٹکارا دلاؤ۔“ نعمانی نے کہا۔

اور چوٹان تیزی سے مڑ کر نعمانی کی کمرسی کی پشت پر آیا اور اس نے

اس کے پچھلے پائے پر موجود ایک بٹن پر جیسے ہی بوٹ کی ٹوماری کھٹاک کی آواز سے نعلانی کی کرسی کی سلاخیں بھی بازو میں غائب گئیں۔ اور نعلانی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ تو اچھا خاصا اتفاق ہو گیا“۔ نعلانی نے مسکراتے ہوئے اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر اُسے نیچے کر کے جیسے ہی کھینچا دروازہ بڑھی آسانی سے کھلتا چلا گیا۔ اوردو دونوں ایک دوسرے کو اس طرح دیکھنے جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہمارے کمرے میں جکڑے ہونے کی وجہ سے انہوں۔۔۔ دروازہ لاک کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی ہوگی“۔ نعلانی۔۔۔ سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

دروازے کے باہر ایک طویل رہا رہا رہی تھی جس کا دائیں طرف سرا دیوار سے بند تھا جب کہ بائیں طرف اس کا اختتام ایک برآمدے میں ہوتا نظر آ رہا تھا۔ برآمدے کے پار وسیع لان نظر آ رہا تھا۔

وہ دونوں تیزی سے رہا رہا میں چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے وہ دونوں چونکہ خالی ہاتھ تھے۔ اس لئے وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ لیکن ابھی تک انہیں برآمدے میں کسی آدمی کی نہ دکھائی دے رہی تھی۔

برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ اور پھر چوہان نے آہستہ سے سر آگے بڑھا کر برآمدے میں جھانکا دوسرے لمحے آگے بڑھ کر برآمدے میں آ گیا۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔

”ادہ۔۔۔ کوٹھی تو خالی ہے“۔ چوہان نے بھی برآمدے میں آتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔

”ہاں وہ شاید صرف اس بنا پر چلے گئے ہیں کہ ہم تو حرکت بھی نہیں کر سکتے“۔ نعلانی نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی باہر سے بند تھی نعلانی نے پھاٹک کا بڑا کنڈا کھولا اور پھر پھاٹک کھول کر وہ تیزی سے باہر نکل گئے۔ یہ ایک رہائشی کالونی تھی جو دارالحکومت کے مضافات میں واقع تھی۔ وہ دونوں ابھی سڑک پر تھوڑی سی دود آگے گئے ہوں گے کہ اچانک ایک کار ان کے قریب آ کر رکی اوردو دونوں اچھل پڑے۔

”تم دونوں یہاں سیر کرتے پھر رہے ہو اور ہماری جان عذاب میں آئی ہوئی ہے“۔ کار میں سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

”ادہ تنویر تم۔۔۔ ادھر یہاں“۔ نعلانی اور چوہان نے حیران ہو کر کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر کار میں سوار ہو گئے۔

”ساری ٹیم تمہیں شہر میں تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ عمران کو اطلاع ملی تھی کہ تمہیں فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور ایک ٹونے پوری ٹیم کی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے کہ فوراً تم دونوں کو ٹریس کیا جائے“۔ تنویر نے کہا۔

”تو تمہارے خیال میں ہم یہاں سیر کرتے پھر رہے ہیں“۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا کرتے پھر رہے ہو مجھے تو ایسا ہی محسوس ہوا ہے“۔ یہ سن کر تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں ہنس پڑے۔ اس کے

بعد انہوں نے تفصیل سے تنویر کو ساری کہانی سنا دی۔
 ”ادہ۔۔۔ پھر تو اس کو کھٹی کی نگرانی ہونی چاہیے۔ وہ لوگ لازماً آئیں گے۔“
 تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ اس نے کار ایک پبلک فون بوٹھ کے قریب روک دی۔
 ”میں خود بات کرتا ہوں تاکہ تفصیل بتا سکوں۔“ نعمانی۔
 کاررکتے ہی دروازہ کھول کر اترتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی۔
 چلتا ہوا فون بوٹھ میں داخل ہو گیا۔ فون بوٹھ میں داخل ہو کر اس۔
 سکوں کے لئے جیبیں ٹٹولیں تو منہ بنا کر فون بوٹھ سے باہر آ گیا کہ
 جیبیں تو خالی تھیں۔ اس کا ساما سامان غائب تھا۔
 ”میری تو جیبیں ہی خالی ہیں۔“ نعمانی نے باہر نکل کر کہا۔
 تنویر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چند سکے نکالے اور نعمانی کے ہاتھ
 رکھ دیئے۔ نعمانی دوبارہ فون بوٹھ میں داخل ہوا اور اس نے سکے
 کر ایک ٹوکے نمبر گھمائے۔
 ”ایکس ٹو۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
 کی مخصوص آواز سنائی دی۔
 ”نعمانی بول رہا ہوں جناب۔“ نعمانی نے مؤدبانہ لہجے
 کہا۔
 ”ادہ۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہو۔۔۔ ایک ٹونے چونکا
 پوچھا۔ اور جواب میں نعمانی نے انہیں پوری رپورٹ دینی نہ
 کر دی۔ اور ساتھ ہی تنویر کی تجویز بھی بتا دی کہ کو کھٹی کی نگرانی
 چاہیے۔

تنویر کا خیال درست ہے۔ وہ لوگ یقیناً واپس آئیں گے۔ تم وہیں رو
 میں جو لیا کو ہدایات دے کر تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔
 ”یس سر۔۔۔ نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”اس بیڈ۔ ٹی کا حلیہ کیا تھا۔“ ایک ٹونے چند لمحوں کی خاموشی
 کے بعد پوچھا۔ اور نعمانی نے نوجوان کا حلیہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس کی
 آنکھوں کی بدلتی ہوئی کیفیت بھی بتا دی۔
 ”ٹھیک ہے۔ اب وہ پتہ کونہ جاسکے گا۔“ ایک ٹونے کو سخت
 لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ نعمانی نے رسیوں دکھا
 اور فون بوٹھ سے باہر آ گیا۔
 ”ہمیں یہیں رکنے کا حکم ملا ہے۔ جو لیا آ رہی ہے۔“ نعمانی
 نے فون بوٹھ سے باہر آ کر تنویر اور چوٹان سے کہا۔ اور پھر وہ کار کا دروازہ
 کھول کر سائینڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
 تنویر نے کار فون بوٹھ کے سامنے سے ہٹا کر اُسے ایک طرف
 درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں روک دیا۔
 ”یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ کہیں مجرم یہاں سے گزرتے ہوئے
 تمہارے چہرے دیکھ کر نہ چونکا پڑیں۔ ظاہر ہے جب تک وہ کو کھٹی
 کے اندر نہ جائیں گے ہمیں تو ان کے متعلق معلوم نہ ہو سکے گا۔ اور جس
 کو کھٹی کے متعلق تم نے بتایا ہے وہ بھی یہاں سے صاف نظر آ رہی ہے۔“
 تنویر نے درختوں کے جھنڈ میں کار روکتے ہوئے کہا۔
 ”تمہاری کار میں میٹک اپ باکس تو ہوگا۔“ نعمانی نے تنویر کی بات
 سن کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں ہے۔ کیوں۔ میک اپ کرتا ہے۔“ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”میرا خیال ہے ان لوگوں کے آنے تک ہمیں میک اپ کر لینا چاہیے۔ اس طرح ہم آزادی سے ان کی نگرانی کر سکیں گے۔“ نعمانی نے جواب دیا۔

”اچھا آئیٹیا ہے۔“ تنویر نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنی سید کے سچلے حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا میک اپ باکس نکالا اور نعمانی کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ ریڈ۔ ڈی کے آؤ چاہتا کیا ہے۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

”کم از کم جو لیا کو تو نہیں چاہتا۔ اتنا تو مجھے یقین ہے۔“ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو ہونٹ پھینچ کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران کا جواب ہی بتا رہا تھا کہ وہ اس کے سوال کا جواب دینے کے موڈ میں نہیں ہے اور اتنا تو بلیک زیرو جانتا تھا کہ جب عمران موڈ میں نہ ہو تو پھر سوال کرنا بھی بے کار ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔

عمران چند لمحے تو آنکھیں بند کئے کرسی کی پشت سے سر ٹکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور آپریشن روم کے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لائبریری کی طرف جاتا تھا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران خالی ہاتھ واپس آیا۔

کو بہوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اور نہ صرف وہ عہد بیاد ہلاک ہو گئے ہیں بلکہ ان کے اہل خانہ بھی شدید زخمی ہوئے ہیں۔ ادھر ایشیاک پاد پادوس کے مغربی حصے کو باقاعدہ تخریبی کامہ دانی سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ صدر مملکت نے اس کا بڑی سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے۔

سر سلطان نے عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”صدر مملکت کا تو کام ہی نوٹس لینا ہے۔ سنجیدگی سے لیں یا غیر سنجیدگی سے۔ یہ ان کی مرضی ہے۔“ — عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں ہی جواب دیا۔

”عمران — میں سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ایشیاک بجلی گھر کس قدر اہم ہے۔ اگہ اسے تباہ کر دیا گیا تو یہ ملک کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ ناقابل تلافی نقصان۔ اور سنو۔ صدر مملکت نے فوری طور پر ریڈ۔ پی ٹی کا کیس انٹیلی جنس سے سیکرٹ سروس کو منتقل کرنے کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں۔ اس لئے اب تمہیں اس بارے میں سنجیدہ ہونا چاہیے“

سر سلطان کا لہجہ فہمائشی تھا۔

”یعنی سپرنٹنڈنٹ فیاض کی جان بچ گئی۔ کیا اُسے تنخواہ صرف اس بات کی ملتی ہے کہ وہ ایک گولی کھا کر گھر پڑا رہے اور کیس سیکرٹ سروس بھگتاتی پھرے“ — عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”اب جو صورت حال سامنے آئی ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیس انٹیلی جنس کے بس کا بھی نہیں ہے۔ ویسے مجھے اطلاع

اس کی فراخ پیشانی پر پڑھی ہوئی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ ذہنی طور پر خاصا ہوا ہے۔

”یہ کوئی نیا ہی مجرم ہے۔ اس کی کوئی قابل لائبریری میں موجود نہیں ہے۔“ — عمران نے دوبارہ کمری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس کی بات کا جواب دیتا ہی پمپٹے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا۔

”ایک ٹو“ — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے“ — دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”موجود ہیں۔ بات کیجئے“ — عمران نے اسی لہجے میں کہا۔ ا پھر ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد وہ اپنی اصل آواز میں بولا۔

”یہ آپ کا سر کہاں گیا۔ جو آپ آج خالی سلطان بول رہے اور پھر حیرت ہے کہ بغیر سر کے بھی آپ بول رہے ہیں۔“ — عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر موجود سنجیدگی اور پمپٹے ہوئی سلوٹیں یک لخت غائب ہو گئی تھیں۔ اور بلیک زیرو اس سے اُسے دیکھنے لگا۔ اتنی تیزی سے موڈ بدلنے کا ملکہ صرف عمران کو ہی حاصل تھا۔ ورنہ بلیک زیرو اگرچہ چاہتا بھی تو اتنی تیزی سے موڈ بدل سکتا تھا۔

”عمران بیٹے۔ صورت حال خاصی سنجیدہ ہو چکی ہے۔ تم نے اس میں تو پڑھ لیا ہوگا کہ تین دفاتی محکموں کے اعلیٰ عہدیداران کے گ

ملی تھی کہ ریڈ۔ ٹی نے سوپر فیاض کو گولی تمہارے فلیٹ کے سامنے
 مار دی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے تم اپنی عادت سے مجبور ہو کر لازماً
 کیس پر کام کر رہے ہو گے۔ میں نے صدر مملکت سے بھی
 بنا پوچھ کر دیا ہے کہ ایک ٹو غافل نہیں رہتا۔ وہ اس کیس پر پہلے
 ہی کام کر رہا ہے۔ اور مجرم کسی بھی لمحے پکڑا جاسکتا ہے۔
 سر سلطان نے کہا۔

”اچھا۔ تو یہ آپ ہیں جو ہماری جانوں کے دشمن بنے ہوئے
 میرے خیال میں آپ کی اس بات پر ہی صدر مملکت نے کیس سیکر
 سر دس کو ٹرانسفر کرنے کے احکامات جاری کئے ہوں گے۔ کہ
 ایک ٹو کام کر ہی رہا ہے تو چلو اس پر احسان کر ہی دو کہ کیس بھی
 ٹرانسفر کر دو۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”تو کیا میرا خیال غلط ہے۔“ سر سلطان نے غصیلے

میں کہا۔

”ارے ارے۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ ویسے ایک بات
 بتائیں۔ جب فیاض کو گولی لگی تو آپ ملک سے باہر تھے۔ اور یہ
 خیال میں آپ کی آمد آج صبح ہی ہوئی ہے۔ پھر آپ کو یہ اطلاع
 مل گئی کہ سوپر فیاض کو گولی میرے فلیٹ کے سامنے مار دی گئی۔
 عمران نے پوچھا۔

”میں آج صبح نہیں بلکہ کل شام کو ہی واپس آ گیا تھا۔ اور یہاں
 ہی مجھے ایک عہدیدار کے قتل اور اعلیٰ عہدیداروں کے نام
 کے دھمکی آمیز خطوط کا پتہ چلا تو میں نے تمہارے ڈیڑھی سے

کی۔ انہوں نے بتایا کہ کیس ان کے پاس ہے اور اس کیس کی
 تفتیش کے سلسلہ میں فیاض زخمی بھی ہو گیا ہے۔ اور ریڈ۔ ٹی نے
 انہیں فون پر دھمکیاں بھی دی ہیں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا۔ کہ
 فیاض تمہارے فلیٹ کے سامنے زخمی ہوا ہے۔ میں نے ان سے
 بات کرنے کے بعد جب تمہارا معلوم کرنے کے لئے فلیٹ پر فون
 کیا تو سلیمان نے مجھے بتایا کہ فیاض کو تمہارے فلیٹ کے سامنے
 گولی مار دی گئی ہے۔ اور تم نے اس کا اپنے فلیٹ میں ہی آپریشن
 کیا تھا۔“ سر سلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”تو سلیمان نے اب پارٹ ٹائم جاب بھی شروع کر دی ہے۔ میں
 ابھی اس سے حساب لیتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
 ”پارٹ ٹائم جاب۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ سر
 سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”یہی مجری کا دھندہ۔ ظاہر ہے آپ کو یہ بتا کر اس نے
 معقول معاوضہ وصول کر لیا ہوگا۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے
 کہا۔ اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”اور کے۔ پھر میں صدر مملکت کو بتا دوں کہ یہ ریڈ۔ ٹی جلد ہی
 گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اعلیٰ عہدیداروں کے قتل کے ساتھ ساتھ
 پاور ہاؤس والی واردات سے وہ بے حد پریشان ہیں۔“

سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ”آپ جو چاہیں کہہ دیں۔ اب بھلا میں صدر مملکت اور سیکرٹری
 وزارت خارجہ کے درمیان ہونے والی گفتگو میں کیسے رکاوٹ بن

سکتا ہوں۔“ — عمران نے کہا۔ اور سلطان نے آہستہ سے
 ہنستے ہوئے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے بھی ایک
 طویل سانس لیتے ہوئے سیرور دکھ دیا۔

”مبارک ہو ایک ٹھوس صاحب۔ اب یہ کیس آپ کو ٹرانسفر ہو چکا
 اب آپ کو بھی ریڈ۔ ٹی کے ذائقہ سے لطف اندوز ہونے کا پو
 موقعہ ملے گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو آپ اس لئے اس میں دلچسپی نہ لے رہے تھے کہ کیس انشلی
 کے پاس تھا۔“ — بلیک زیرو نے بلیکین جھپکاتے ہوئے کہا
 ”یہ بات نہیں۔ بس جب میں تصویر میں سرخ رنگ کی چلتے
 تو مجھے یہ محسوس ہوتا جیسے پیالی میں خون بھرا ہوا ہو۔“ — عمران
 منہ بناتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے
 بڑھاکر سیرور اٹھالیا۔

”ایک ٹو۔“ — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سر۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب سے بات
 کھی۔ وہ فلیٹ پر موجود نہیں ہیں۔“ — دوسری طرف سے ٹائیگر
 انتہائی مؤدبانہ آواز سنانی دی۔

”ہولڈ کر دو۔ میں اُس سے تمہاری کال ڈائریکٹ کر دیتا ہوں۔“
 عمران نے اُسی مخصوص لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحے خاموش رہنے
 بعد وہ دوبارہ اپنی اصل آواز میں بولا۔

”عمران بول رہا ہوں۔ یہ تمہیں کس حکیم نے کہا ہے کہ اگر یہ

فلیٹ میں نہ ہوں تو تم سیدھے ایک ٹوک فون کر دو۔ پتہ ہے مجھے اس
 نے کتنی جھاڑ پلائی ہے۔“ — عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ سو رہی عمران صاحب۔ بات ہی ایسی تھی کہ آپ سے

بات کر فی ضروری تھی۔ بہر حال آئندہ میں احتیاط کیا کروں گا۔“

دوسری طرف سے ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بتاؤ کیا بات ہے۔“ — عمران نے سپاٹ لہجے میں

پوچھا۔

”سر۔ میں اس پولیس آفیسر سے ہسپتال میں ملا تھا۔ جو پاور ہاؤس

سے کچھ دور ایک پکننگ کے دوران شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس سے

جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ وہ معمول کی چکننگ

کے لئے روڈ پر موجود تھا تاکہ مچرموں کو چیک کیا جاسکے۔ تو وہاں

سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار پاور ہاؤس کی طرف سے آئی جسے

پکننگ سپاٹ پر روکا گیا۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بوڑھا آدمی

بیٹھا ہوا تھا۔ آفیسر نے بتایا ہے کہ جب اُسے اور اس کے ساتھیوں

کو جو تعداد میں چار تھے اور باقاعدہ سوٹوں میں ملبوس تھے۔ کار سے

باہر آنے کے لئے کہا گیا تاکہ کار کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی تلاشی

بھی لی جاسکے۔ اور ان سے آدھی بات کے وقت اس طرف آنے

کے متعلق پوچھ گچھ کی جاسکے۔ تو اس بوڑھے نے اُسے کہا کہ اس کے

پاس ریڈ۔ ٹی کا کارڈ ہے وہ پہلے دیکھ لو۔ پولیس آفیسر نے اپنے

حکم کی تعمیل پر اصرار کیا تو بوڑھے نے انتہائی کدخت لہجے میں کہا کہ

وہ نہیں جانتا کہ ریڈ۔ ٹی کو روکنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ اور اس

نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ تم شہر میں سیاہ رنگ کی ہنڈا اکارڈ کارڈ کا بول کو چیک کرو۔
ہنڈا اکارڈ کارڈ میں سیاہ رنگ بہت کم آتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور پھر سیور رکھ دیا۔

ٹائیگر نے نئی بات بتائی ہے کہ ریڈ۔ ٹی بوڑھا آدمی ہے جب کہ نعمانی
اور چوہان نے اُسے جوان بتایا ہے۔۔۔ عمران نے سیور رکھ کر سوچتے
ہوتے انداز میں کہا۔

”ہو سکتا ہے ان دونوں میں سے کوئی اسٹنٹ ہو“
بیک زید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔ عمران نے بڑبڑانے کے
سے انداز میں جواب دیا۔ اور اس نے ایک بار پھر کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر
آنکھیں بند کر لیں۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور کرسی سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

”اگر کوئی خاص بات سامنے آئے تو مجھے فلیٹ پر اطلاع دے دینا“
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بیک زید کا جواب سنے بغیر وہ آپریشن
روم سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کارڈ انش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔ لیکن اس کے ذہن میں عجیب سی کچھ بڑھی چکی تھی۔ اس
ریڈ۔ ٹی کا کوئی سر پیر اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔۔۔ نعمانی اور چوہان سے پوچھ کچھ
کرنے کے بعد اس کو کھٹی پکسی کا لوٹ کر نہ آنے کا یہی مطلب تھا کہ اس
ریڈ۔ ٹی نے جان بوجھ کر انہیں آزاد ہونے اور نکل جانے کا موقع دیا ورنہ

کے بعد اچانک کارڈ سے فائرنگ شروع ہو گئی اور کارڈ سڑک
ایک پولیس کارڈ کو ٹکرا کر ٹکڑے ہو گیا۔ پولیس آفیسر نے اپنے
ساتھیوں سمیت چار کارڈوں پر ان کا تعاقب کیا۔ لیکن کو
میزائل مار کر ان کی کارڈیں الٹ دی گئیں۔ اور پولیس آفیسر
ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔ آپ نے چونکہ نعمانی اور چوہان کی تلام
تھا اس لئے میں ان کی تلاش میں ہسپتال پہنچا تو وہاں جا کر مجھ
عادتے کا علم ہوا۔۔۔ چونکہ یہ حادثہ پاور ہاؤس کے قریب
اس لئے میں اس پولیس آفیسر سے ملا تھا۔۔۔ ٹائیگر نے
لہجے میں کہا۔

”جو بات تم نے آخر میں بتائی ہے۔ وہ پہلے کہنی چلیے تھے
اس پولیس آفیسر کا کیا حادثہ ہوا۔ اور کہاں ہوا۔ بہر حال تم۔
پولیس آفیسر سے اس بوڑھے کا حلیہ تفصیل سے معلوم کیا
عمران نے کہا۔

”یہ۔۔۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال برف کی ط
تھے۔ چہرے پر جھریوں کا جیسے جال سا بچھا ہوا تھا۔ لیکن اس
جسم خاصا توانا اور تندہ دست دکھائی دیتا تھا۔ وہ غیر ملکی تھا۔ اس
اس کے باقی چار ساتھی بھی غیر ملکی تھے۔۔۔ میں نے پولیس آفیسر
اس کارڈ کا نمبر معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ اس پر نمبر فلیٹ موجود
تھی۔ پولیس آفیسر کو پہلے اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ میرے پو
چھنے سے سوچ کر بتایا تھا۔۔۔ ویسے اس نے بتایا ہے کہ کارڈ
ماڈل نیا تھا۔ اور وہ ہنڈا اکارڈ کارڈ تھی۔ رنگ سیاہ تھا۔۔۔“

کرسی کا میکنز م پہلے ہی ڈھیلا محسوس ہوتا۔ ادھر اعلیٰ عہدیداروں کا ادھر سیکرٹ سرورس کے ارکان کی گرفتاری۔ ادھر پاؤر ہاؤس میں کارروائی۔ ادیہ سب کچھ ایک ہی وقت میں کیا جا رہا تھا۔ تو ریڈ ٹی کا اصل مشن کیا ہے۔ عجیب سا گورکھ دھندہ بن کر رہ گیا تھا۔ عمران اس لئے دانش منزل سے اٹھ آیا تھا تاکہ فلیٹ میں جا کر وہ سے اس سارے مسئلے پر غور کر سکے۔

فلیٹ کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے وہ بے اختیار چونک گیا کیونکہ وہاں پہلے سے ہی ایک گاڑی موجود تھی۔ ادیہ وہی گاڑی تھی۔ فرینک اتر اٹھا۔ اس کا مطلب ہے فرینک اس کے فلیٹ موجود تھا۔ عمران کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے ناخوشگوار ہی کے پیدا ہوئے۔ عمران نے کارروائی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیڑھیاں چڑھتے ادھر دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ اس کی توقع کے مطابق کھلا۔ "اے سلیمان۔ یہ دروازہ کیوں کھول رکھا ہے۔ کوئی محترمہ کھلا دیکھ کر اندر آگئی تو"۔ عمران نے دروازے میں داخل ہوتے ہی آواز میں کہا۔

"تو کیا ہوگا۔ کیا کسی محترمہ کا داخلہ یہاں بند ہے"۔ ڈرائنگ روم سے فرینک کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اے فرینک تم شکریہ ہے۔ اللہ میاں نے جنس بدل دی اور عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی ایسے لہجے میں کہا جیسے اُس بڑا اطمینان ہوا ہو۔

"جنس بدل دی۔ اچھا سمجھ گیا۔ تو میں تمہارے فلیٹ پر آنے سے

پہلے محترمہ تھا اور اب محترم بن گیا ہوں۔ فرینک نے غصیلے انداز میں کہا۔

"یار۔ تو اس میں ناماوض ہونے والی کون سی بات ہے۔ محترمہ اور محترم میں صرف "ا" کا ہی فرق ہے۔ وہ تم فلیٹ سے باہر بھی چھوڑ سکتے ہو"۔ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور فرینک نے اختیار ہتھکڑیاں پہن پڑا۔ "میں ہوٹل میں پڑا ہوا رہتا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو تم سے گپ شپ سکر کے وقت گزار دوں۔ اور ہاں یار۔ یہ تم نے ملازم اپنے سے بھی سپر رکھا ہوا ہے۔ ایک گھنٹہ تو دروازے پر ہی اُسے یہ یقین دلانے ہوئے گزر گیا کہ میں تمہارا بہت گہرا دوست ہوں۔ لیکن دیکھ لو اس نے مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد اب تک واپس آکر اتنا بھی نہیں پوچھا کہ میں کچھ پینا بھی چاہتا ہوں یا نہیں"۔ فرینک نے غصیلے انداز میں منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

"تو تمہیں اس نے دوستوں والا کارڈ نہیں دکھایا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دوستوں والا کارڈ۔ وہ کیا ہوتا ہے"۔ فرینک نے چونک کر پوچھا۔

"سلیمان"۔ عمران نے فرینک کی بات کا جواب دینے کی بجائے بڑے سنجیدہ انداز میں سلیمان کو آواز دی۔

"یس کر"۔ چند لمحوں بعد سلیمان کی دروازے سے آواز سنائی دی۔ وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"تم نے میرے دوست کو دوستوں والا کارڈ نہیں دکھایا۔ کیوں؟"

”یہ بکو اس نہیں ہے فرنیک۔ اس فلیٹ کا قانون ہے۔ اور سلیمان قانون نافذ کرنے کے بارے میں بہت سخت ہے۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں فلیٹ پر آنے کی دعوت نہیں دی تھی۔ لیکن اب تقدیر کا کیا کیا جائے۔ وہ تمہیں لے ہی آئی“ — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرے ساتھ بکو اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی بکو اس اس سے کیا کرو جو تمہیں جا بٹا نہ ہو۔ پہلے تو پینے کے لئے کچھ منگواؤ۔ ورنہ میں نے اپنا کارڈ سنانا شروع کر دیا تو تم دونوں فلیٹ چھوڑ کر ہی بھاگ جاؤ گے“ — فرنیک نے کہا۔

اور عمران نے یوں دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا جیسے وہ کسی بڑی پریشانی میں پھنس گیا ہو۔

”سلیمان — اسے بھائی سلیمان“ — عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اب کیلئے — میں ایک بار ہی سنا سکتا ہوں۔ دوسری بار کے لئے اور ٹائم دینا پڑے گا“ — سلیمان نے اس بار منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

”اس کے پاس ہمارے سے بھی زیادہ سخت شرائط والا کارڈ ہے۔ اس لئے بھائی کچھ پینے پلانے کا بندوبست کر ہی دو“ — عمران نے مسسے سے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا حکم“ — سلیمان نے بڑے فریبردا ن لہجے میں کہا اور واپس چلا گیا۔

عمران کے لہجے میں شدید غصہ تھا۔

”سر وہی کارڈ تو میں ڈھونڈھ رہا ہوں۔ آج سے پہلے تو اس کارڈ کے دکھانے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ اس لئے سچانے میں وہ کہاں رکھ کر بھول گیا ہوں“ — سلیمان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

فرنیک چیرت بھرے انداز میں منہ اٹھائے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

”تو پھر زبانی بتاؤ تمہیں یاد ہونا چاہیے۔ یہ تمہاری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”جب کوئی دوست فلیٹ میں آئے گا تو اس پر لازم ہو گا کہ وہ تمام شرائط پر پورا پورا عمل کرے۔ شرط نمبر (۱) وہ کھانے پینے کے لئے کچھ نہ کچھ ساتھ ضرور لائے گا۔ تاکہ دوستی کا ثبوت دیا جاسکے۔ شرط نمبر (۲) وہ قرضہ نہ مانگے گا۔ بلکہ اگر اس سے قرضہ مانگا جائے تو وہ انکار نہ کرے گا۔ تاکہ اس کی دوستی کا بھرم قائم رہ سکے۔ تیسری اور آخری شرط یہ ہے کہ وہ جس معیار کا دوست ہو گا۔ اسی معیار سے دوست فنڈ میں رقم چھوڑے گا“

سلیمان نے کسی ٹیپ کی طرح بولنا شروع کیا۔ اور آخری شرط بتاتے ہی وہ اس طرح مڑ کر دروازے سے غائب ہو گیا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی روبوٹ ہو۔ جو اپنا کام ختم ہوتے ہی میکانکی انداز میں واپس چلا گیا ہو۔

”تم نے دوستوں کے کارڈ کی شرائط سن لیں فرنیک“ — عمران نے سلیمان کے جاتے ہی سر ہلا کر کہا۔

”کیا بکو اس ہے“ — فرنیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم دونوں ہی ایک دوسرے کی گھر کے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اب اریڈیٹی کا کیا کردار۔ میں نے فیاض سے ملنے کی کوشش کی لیکن چلا کہ وہ نہ گھر پر ہے نہ ہسپتال میں۔ اور یار۔ تمہارے ڈیڈی نے ملنے کی مجھے بہت ہی نہیں پڑھی۔ میں نے سوچا کہ جس کا بیٹا عمران اس کا باپ تو اس سے دو ماٹھ آگے ہی ہوگا۔“ فرنیٹک۔ مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے دماغ سے ابھی سرخ چلنے کا بخار نہیں اترا۔ یاد خواہ خواہ کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ آرام سے یہاں گھومو پھر اور پھر واپس ہالینڈ چلے جاؤ۔ فیاض جانے اور وہ سرخ چلنے عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم لوگوں نے اُسے سنجیدگی سے نہیں لہ۔ حالانکہ آج صبح اخبار دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ اس نے یہاں تباہی کر دی ہے۔ اخبار میں تھا کہ چار اعلیٰ عہدیدار اچانک قتل ہو گئے ان کی رہائش گاہوں کو ٹائم بموں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اور وہ تمہارے ٹیمک بجلی گھر میں بھی تخریبی کارروائی ہوئی ہے۔ گو اخبار میں اریڈیٹی نے پتھا۔ لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ لازماً یہ اسی کی کارروائی ہے۔“ فرنیٹک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ سڑالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر پانی کا ایک جگ اور دو رکھے ہوئے تھے سلیمان نے بڑے متوجہانہ انداز میں گلاس اور میز پر رکھے۔ اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔ فرنیٹک

غور سے جگ کو دیکھ رہا تھا۔ عمران نے جگ اٹھا کر دونوں گلاس بھرے اور پھر ایک گلاس فرنیٹک کی طرف بڑھلتے ہوئے کہا۔
”لو۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کوئی مشروب بیا تھا۔“ عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

”یہ مشروب ہے۔ کمال ہے۔ شکل تو سادہ پانی جیسی ہے۔“ فرنیٹک نے گلاس لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے گھونٹ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے گلاس میز پر رکھ دیا۔

”تو تم سادہ پانی کو مشروب کہہ رہے ہو۔ یاد۔ اگر میرا آنا تمہیں اتنا بڑا لگتا ہے تو مجھے صاف کہہ دیتے۔ کم از کم میری تو بہن تو نہ کہتے۔“ فرنیٹک نے اس بار واقعی غصیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تم اس مشروب کو سادہ پانی کہہ رہے ہو۔ کمال ہے یاد۔ تم اتنا عرصہ آکسفورڈ میں پڑھے۔ وہاں سے ڈاکٹریٹ کی۔ پھر ہالینڈ میں رہے۔ اور تم اسے سادہ پانی کہہ رہے ہو۔ بھی حد ہے کمال ہے تمہاری سادگی کی۔ یہ تو بڑا نایاب مشروب ہے۔ اسے ہمارے ہاں دائٹ ڈائٹ کہتے ہیں۔ بس اس کا ذائقہ سادہ پانی جیسا ہوتا ہے۔ اور یہی اس کی خاص بات ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”دائٹ ڈائٹ۔ عجیب نام ہے۔ سادہ پانی بھی تو دائٹ ڈائٹ ہی ہوا۔“ فرنیٹک نے دوبارہ گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔
”وہ تو نیچرل دائٹ کہلاتا ہے۔ دائٹ ڈائٹ یہ ہے۔ اس کے پینے

سے دماغ کے خلیات کھل جاتے ہیں۔ آنکھوں میں روشنی آجاتی ہے۔
جگر کی گرمی دور ہو جاتی ہے۔ آدمی تازہ دم ہو جاتا ہے۔ تازہ دم جانتے
ہو کسے کہتے ہیں۔ — عمران نے کہا۔

”مطلب ہے فریش۔“ فرنیک نے اب اس طرح سادہ پانی
کے گھونٹ لینے شروع کر دیتے جیسے وہ واقعی کوئی نایاب مشروب
پنی رہا ہو۔

”تم جب باتیں کرتے ہو تو یقین کرو مجھے اپنی ڈگری پر شرم آنے
لگ جاتی ہے۔ تازہ دم کا مطلب ہے جوان۔“ عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا اچھا۔ سمجھ گیا۔ پھر تو واقعی یہ نایاب مشروب ہوگا تھینکا
یو تھینک یو۔“ فرنیک نے اب باقاعدہ شکریہ ادا کرنا شروع
دیا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ سلیمان نے داد
ستم ظریفی سے کام لیا تھا۔ اور یہ عمران کا ہی کام تھا جو اس ستم ظریفی
ٹھانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ویسے عمران سادہ پانی لانے پر
سمجھ گیا تھا کہ سلیمان اور فرنیک کے درمیان لازماً گڑبڑ ہوتی ہوگی
”اچھا یہ تو بتاؤ فرنیک۔ یہ ریڈ۔ ٹی صاحب کس عمر کے ہیں“

اچانک عمران نے ایک خیال آتے ہی پوچھا۔
”کس عمر کے ہیں۔ کیوں۔“ فرنیک نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔
”پہلے تم بتاؤ۔ پھر تمہاری بات کا جواب بھی دے دوں گا۔“
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے اُسے دیکھا تو نہیں۔ لیکن سننا ہے کہ جوان آدمی ہے۔“
فرنیک نے جواب دیا۔

”اُسے پھر تو مارے گئے۔ یا یہ مجرم صرف جوانی میں ہی ادھر کا رخ
کیوں کرتے ہیں بوڑھے ہو کر آیا کریں۔“ عمران نے بڑا سامنہ
بنا کر کہا۔

”کیوں۔ بوڑھے ہو کر کیوں آیا کریں۔ مقصد کیا ہے تمہارا۔“
فرنیک نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یار۔ سارا مسئلہ معاشی ہے۔ تمہارے یورپ میں تو عورتیں امیر
بوڑھوں کو پسند کرتی ہیں مگر ہمارے ہاں الٹ حساب ہے۔ یہاں اُسے
پسند کیا جاتا ہے جو جوان بھی ہو اور امیر بھی۔“ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ کرتی رہیں پسند۔ اس سے تمہاری صحت پر کیا اثر
پڑتا ہے۔“ فرنیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”بڑا فرق پڑتا ہے۔ میرے لئے تو بوڑھی عورتیں ہی رہ جائیں گی۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا تو یہ بات ہے لیکن تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں
ہے۔ ریڈ۔ ٹی کو عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ فرنیک
نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ بڑھی جتنی بات کر رہے ہو۔“
عمران نے کہا۔

”اس کے متعلق آج تک ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی اس لئے کہہ رہا

ہوں۔" فرنیکنے جواب دیا۔

"ویسے ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر اس ریڈ۔ٹی کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔ عہدیداروں کو ختم کر دینا۔ پاور ہاؤس کے ایک حصے کو تباہ کر دینا۔ اور بس۔ بات کچھ چپتی نہیں۔" عمران نے ایک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بس اس کا طریقہ کار ہے۔ پہلے وہ تباہی مچاتا ہے۔ خوب قتل غارت کرتا ہے۔ جب حکومت بوکھلا جاتی ہے تو پھر وہ انتہائی بھاری رقم آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔" فرنیکنے جواب دیا۔

"یہ۔ ایک کام کر دو۔ اس ریڈ۔ٹی سے اتنا ہی پوچھ دو کہ اس کا ڈیمانڈ کیا ہے۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض سے کہہ کر اس کا بندوبست دوں گا۔ خواہ مخواہ کی درد سہری سے تو جان چھوٹ جائے گی۔" عمران نے کہا۔

"میں پوچھ دوں۔ جسے وہ میرے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ میں تو خود چکر میں آیا ہوں کہ اس کے حلق سے اپنے ملک کی رقم اگلاؤں اور مجھے کہہ رہے ہو۔" فرنیکنے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب تک تم نے کیا کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے۔" عمران نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

"میں نے۔۔۔ یار سچ پوچھو تو یہاں آ کر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کروں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ یہاں کی انٹیلی جنس کی مدد سے اس گمراہ گھبراہٹوں کا۔ لیکن یہاں آ کر میں نے تو یہی محسوس کیا ہے کہ انٹیلی جنس وغیرہ سہری سے کام ہی نہیں کر رہی۔ کوئی کاررو

نہیں ہو رہی۔ سہ طرف خاموشی ہی خاموشی ہے۔ میں اس لئے تم سے ملنے آیا تھا کہ تم از کم پتہ تو چلے کہ کیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے یا نہیں۔" فرنیکنے کہا۔

"سیکرٹ سروس کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ ایسے گھٹیا قسم کے مجرموں کے خلاف کام کرتی پھرے۔" عمران نے کہا۔

"گھٹیا۔ تم اسے گھٹیا کہہ رہے ہو۔ حیرت ہے۔ تمہارے اتنے آدمی مارے گئے۔ پاور ہاؤس تباہ ہو گیا۔ اور تم اسے گھٹیا کہہ رہے ہو۔ اس بھول میں نہ رہنا۔ مجھے تو یقین ہے کہ اگر تمہاری سیکرٹ سروس حرکت میں آئی تو وہ اس کا بھی خاتمہ کر دے گا۔ وہ بے حد تیز طرار مجرم ہے۔" فرنیکنے کہا۔

"اچھلنے خاتمہ کر دے۔ چلو اپنی بے روزگاری تو دور ہوگی۔ اب بات کرو تو نوڈیکنسی کے الفاظ ہی سننے پڑتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا اور فرنیکنے سے ملتا رہ گیا۔

"تو پھر میرا خیال ہے مجھے واقعی واپس چلا جانا چاہیے۔ ریڈ۔ٹی کو بیڑنا یہاں کے لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ وہ کسی اور ملک میں جائے گا تو پھر دیکھا جائے گا۔" فرنیکنے ایک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے تم اپنا پتہ دیتے جاؤ۔ جیسے ہی وہ کسی اور ملک میں پہنچا۔ میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ لیکن اگر وہ اور دنیا میں چلا گیا تو پھر تم دماغ کیسے جاؤ گے۔" عمران نے کہا۔ اور فرنیکنے چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔

”ادہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اس پر کام کر رہے ہو۔“

فرینک نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھلا کیا ضرورت ہے اس پر کام کرنے کی۔ ویسے مجھے تو بات پر حیرت ہے کہ تم آخر اس گھٹیا ٹائپ کے مجرم کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو۔ ایسے تو چھتیس مجرم روز یہاں آتے ہیں ادا عالم بال میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔“ — عمران نے کہا۔

”یہ تمہاری غلط فہمی ہے عمران۔ اور میرا مشورہ ہے کہ اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو۔ تم اُسے نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ اگر چاہے تو تمہارے ملک کو مکمل طور پر آگ کے رکھ دے۔“ — فرینک کا لہجہ غصیللا ہو گیا۔

”ہو نہہ۔۔۔ وہ بس تم جیسوں کو ہی مرعوب کر سکتا ہے۔ یہ اس کی کامیابی ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا دیکھ لینا۔ ایک دن تمہیں خود ہی احساس ہو جائے گا۔ میں اب چلتا ہوں۔“ — فرینک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ادنا کھڑا ہو گیا۔

”ایک گلاس اور وائٹ واٹر پی لو۔ تاکہ تمہیں شکایت نہ ہو کہ دوستوں کی خاطر تواضع نہیں ہوتی۔“ — عمران نے بڑے مٹھے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔۔۔ ٹھینک لو۔“ — فرینک نے سپاٹ لہجے کہا۔ اور تیزی سے مرٹر ڈرائنگ روم سے باہر نکلا۔ اور چہ لمحوں تک اس کے قدموں کی آوازیں راہداری میں سنائی دیتی رہی۔

پھر برقی دوازہ۔ ایک دھمکے سے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ اور اس نے ایک الماری کے خفیہ خانے سے جدید ترین گائیگر نکالا اور اس کی مدد سے اس نے ڈرائنگ روم میں موجود ہر چیز کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ خاص طور پر ٹیلی فون کی اس نے بڑھی باریک بینی سے ایننگ کی۔ لیکن گائیگر خاموش ہی رہا۔

”میرا بھی واقعی دماغ خراب ہو گیا ہے جو کہ ایک دوست پر شک کرنے لگا ہوں۔“ — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گائیگر کو دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ دھم سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”چلا گیا وہ آپ کا دوست۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں عمران کا دوست ہوں اس لئے تم میرے بھی ملازم ہو۔“ — اسی لمحے سلیمان نے دوازہ سے میں آ کر بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ابھی تمہارا غصہ باقی ہے۔ غریب کو دائٹ واٹر پوٹھا دیا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو اسے یہ بھی نہ پلاتا۔ نجانے مجھے کیوں اس پر رحم آ گیا۔“ — سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کسی دن مجھ پر تمہیں رحم نہیں آسکتا۔ مونگ کی دال کھا کھا کر میں بے وقوفی قابلِ رحم ہو گیا ہوں۔“ — عمران نے بڑھی بے بسی سے کہا۔

”اس ننخواہ میں مونگ کی دال بھی کی پکانی مل جاتی ہے۔ اسے اہمیت سمجھیں۔“ — سلیمان نے کہا۔ ادنگلاس اور جگ اٹھا کر

واپس مڑ گیا۔

سلیمان کے جانے کے بعد عمران اٹھ کر بیڈ روم کی طرف گیا۔ وہ اب بیڈ پر لیٹ کر اس ریڈ۔ٹی کے محلے پر یکسوئی غور کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کیس میں سے اُسے اب تک لائن آف ایکشن بھی نظر نہ آ رہی تھی۔ اور شاید یہ پہلا کیس تھا جس اب تک مجرم نے تو خاصی کارروائی کر ڈالی تھی۔ لیکن عمران سیکرٹ سروس کی طرف سے ایک بھی جوابی اقدام نہ ہو سکا اور اب وہ باقاعدہ طور پر ریڈ۔ٹی کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی اس نے بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ماتھ بڑھ کر سو ر اٹھا لیا۔

”گھن بھائی۔ دھی بہن فیڈ ملک کپنی“ — عمران نے بناتے ہوئے کہا لیکن لہجہ اصل ہی تھا۔

”عمران صاحب۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ میں نے وہ سیاہ کی ہنڈا اڈکارڈ کارڈ ڈھونڈھ نکالی ہے۔“ — دوسری طرف ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”اچھا۔ کیا وہ شہر میں ایسی ہی سیاہ رنگ کی ہنڈا اڈکارڈ ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ لیکن اس ہنڈا اڈکارڈ پر میں نے اس کو دیکھا ہے۔ بالکل وہی علیہ۔ جو اس پولیس آفیسر نے بتایا، ٹائیگر نے کہا۔“

”ادہ۔۔۔ دیہی گڈ۔۔۔ اب پوری تفصیل بتاؤ۔“ — عمران اس کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ کیونکہ یہ ایک انتہائی واضح کلیو تھا۔

”میں اس ہنڈا اڈکارڈ کار کی تلاش میں گھومتا ہوا مالابار کالونی میں پہنچا تو میں نے ایک کوٹھی سے اس کار کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ اُسے دیکھ کر میں چونک پڑا۔“ — ٹائیگر نے کہا۔

”اور جو بکنے کے بعد میں نے ناک بھجائی۔ سر کے بالوں کو سیٹ کیا۔ ٹائیگر کی ڈھیلی ناٹ کو درست کیا۔ اپنے جوتوں کی پالش پر نظریں دوڑائیں۔ کیوں۔“ — عمران نے انتہائی طنز یہ لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔۔۔ سو رہی۔۔۔“ — ٹائیگر اس کی بات سمجھ گیا کہ عمران اس کی تمہید پر طنز کر رہا ہے۔

”میں نے تمہیں ہزار بار سمجھا یا ہے کہ مختصر اور ٹوڈی پوائنٹ بات کیا کرو۔ تم کوئی افسانہ نہیں سنا رہے۔ سمجھے۔ اور اگر آئندہ تم نے ایسا کیا تو پھر تمہاری باقی زندگی افسانے سناتے ہی گزر جائے گی۔“ — عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ میں خیال رکھوں گا۔ اس کار کو دیکھتے ہی میں آگے بڑھا۔ تاکہ اُسے چپک کر سکوں تو میں نے اُسی محلے کے بوڈھے کو ڈرایوٹنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ کار میں اکیلا تھا۔ بوڈھے کو دیکھ کر میں کنفرم ہو گیا کہ یہی ہماری مطلوبہ کار ہے۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ بوڈھے کا رسمیت گلشن خیام کالونی کی

کوٹھی نمبر بارہ میں چلا گیا اور اب تک اندر موجود ہے۔" ٹائیگا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔" عمران نے اور اس کے ساتھ ہی سیدہ کو کھڑکے سے اچھل کر بستر سے اٹھا اور باہر یا تھہروم میں داخل ہو گیا۔

کچھ دیر بعد وہ لباس بدلے۔ میک اپ کئے۔ کار اٹھاتا گشتہ کارونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ ظاہر پہلی بار یہ واضح کیلوسا منے آیا تھا۔ اس لئے عمران اب اسے کو کسی صورت چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔

میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا نوجوان چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈیوڈ کالنگ باس ادور۔" مٹی دبے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔ ریڈیو ٹی آن دی لائن ادور۔" نوجوان نے بھاری آواز

میں کہا۔ "باس۔ عمران کے فلیٹ سے ابھی ابھی ایک نوجوان نیچے اترا ہے۔ اس کا قد و قامت تو بالکل عمران جیسا ہے۔ لیکن چہرہ قطعاً مختلف ہے۔ اور وہ اسی کار کو چلا رہا ہے جس پر عمران آکر فلیٹ میں داخل ہوا تھا ادور۔" ڈیوڈ نے کہا۔

"ادہ۔ وہ کہاں جا رہا ہے وہ یقیناً عمران ہی ہوگا۔ کیا کوئی فون کال

آئی تھی اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔۔۔ عمران کے نمبر پر ایک کال آئی ہے۔ جسے ہم ٹیپ کیا ہے۔ کوئی ٹائیگر بول رہا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے س رنگ کی مینڈا اکار ڈکار تلاش کر لی ہے جسے ایک بوڑھا چلا رہا تھا اور کار مالابار کالونی کی کوٹھی سے نکلی کر گلشن خیام کی کوٹھی نمبر بارہ میں داخلہ سے۔ اس پر عمران نے اُسے کہا کہ وہ وہیں رکے وہ خود آ رہے ہیں۔ اس کال سے کچھ دیر بعد وہ آدمی فلیٹ سے اتر لے اور اب اس رخ گلشن خیام کالونی کی طرف ہی ہے اور۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دہوں۔ ٹھیک ہے۔ سنو۔ تم اس کی نگرانی بند کر دو۔ وہ انتہا عیار آدمی ہے۔ اگر اُسے ذرا سا بھی شک ہو گیا تو سانا معاملہ خراب جلنے گا۔ میں اُسے خود منہمال لوں گا۔ ویسے تم بدستور اس کے فلب کی نگرانی جاری رکھو۔ اور ہاں۔ اس آدمی کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ اور۔۔۔ ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔۔۔ جیسا آپ کا حکم۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔ ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

”تم نے خاص طور پر اس کی وہ کال چیک کرنی ہے جو کسی ایک ٹوک سے آئے۔ اس کال کی اطلاع مجھے فوراً دینی ہے۔ اس لئے تمہاری ہر وقت موجودگی ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری کارروایاں۔۔۔ ہٹ جائے اور اس دوران ایسی کال آجائے۔ سمجھ گئے اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

”یس باس۔۔۔ میں سمجھ گیا اور۔۔۔ دوسری طرف سے ڈ

نے موبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اور اینڈ آل۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے ساتھ ہی پٹے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ مارٹن سپیکنگ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

”ریڈ۔ ٹی بول رہا ہوں۔۔۔ نوجوان ریڈ۔ ٹی نے اُسی طرح بھاری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔۔۔ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔
”سنو۔۔۔ فوری طور پر مالابار کالونی والا سنٹر خالی کر کے پوائنٹ تھری پر شفٹ ہو جاؤ۔ یہ سنٹر یہاں کی انٹیلی جنس کی نظروں میں آ گیا ہے۔ ریڈ۔ ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

”سنٹر نظروں میں آ گیا ہے۔ وہ کیسے باس۔ ہماری سکریں پر تو کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا ہم تو باقاعدہ چیک کر رہے ہیں۔۔۔ مارٹن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”انہوں نے مجھے کوٹھی سے نکلنے ہوئے چیک کر لیا ہے۔ تم فوراً حکم کی تعمیل کرو۔ میں بعد میں تم سے رابطہ کروں گا۔ اور سنو۔ ابھی سیکنڈ مشن ملتوی کر دو۔ جب تک میں چیک کرنے والوں کا بندوبست کر لوں۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے تسکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

اور ریڈ۔ ٹی نے جلدی سے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر تیزی سے

اغوا کر کے فوری طور پر تمہارے سفر میں پہنچا دیں۔ اور تم نے انہیں اس
تہہ خانے میں رکھنا ہے۔ جہاں یہ دونوں موجود ہیں۔ سارا کام انتہائی
احتیاط سے ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ سب سیکرٹ سرورس کے ممبر
ہیں۔ اس لئے یہ لوگ انتہائی تیز طرار ثابت ہو سکتے ہیں۔ ریڈ۔ ٹی
نے جواب دیا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ وہ ہم سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتے بہانہ
تو تمام عمر ہی کھیل کھیلے گزر گئی ہے۔“ راکھی نے بڑے باعتماد
ہجے میں کہا۔

”گڈ۔ تمہارا یہ اعتماد بتا رہا ہے کہ تم تنظیم میں اور اونچے جاؤ گے
اور کے۔ جب یہ سب لوگ تہہ خانے میں پہنچ جائیں تو مجھے کال کرنا
اس کے بعد میں خود وہاں آؤں گا۔“ ریڈ۔ ٹی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ اور سیورس رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر اس نے سامنے رکھی
ہوئی فائل کھول دی۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی وہ بارہ بجی تو ریڈ۔ ٹی نے
سیورس اٹھالیا۔

”یس۔ ریڈ۔ ٹی۔“ ریڈ۔ ٹی نے مخصوص ہجے میں کہا۔
”راکھی بول رہا ہوں باس۔“ دوسری طرف سے راکھی کی آواز
سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے۔“ ریڈ۔ ٹی نے اشتیاق آمیز لہجے
میں کہا۔
”وکر ہی باس۔ یہ سب لوگ تہہ خانے میں پہنچ چکے ہیں۔ میرا“

آدمیوں نے انہیں بڑی آسانی سے ٹریپ کر لیا ہے۔“ راکھی نے
فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ ویروی گڈ۔ ویروی گڈ۔ راکھی۔ تم نے تنظیم کے لئے ایک
بہت بڑا کارنامہ سما انجام دیا ہے۔ اس کا تمہیں خصوصی طور پر انعام
ملے گا۔ میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں۔ تم انتہائی کڑھی نگرانی رکھنا۔“
ریڈ۔ ٹی نے مسرت سے بھرپور ہجے میں کہا اور سیورس رکھ کر وہ ایک جھٹکے
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی۔

ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کا استعمال شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کے جسم پر موجود رسیاں اس پوزیشن میں آگئیں کہ وہ جب بھی چلے ایک جھٹکے سے ان رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو سکتا تھا۔ اور ویسے بھی رسیاں بڑے معمولی سے انداز میں باندھی گئی تھیں۔ شاید باندھنے والوں نے انہیں کچھ زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔

رسیاں ایڈجسٹ کرتے کے بعد عمران سوچنے لگا کہ اب واقعی اُسے لائن آف ایکشن ملی ہے۔ لیکن الجھن جو اس کے ذہن میں تھی وہ صرف اتنی تھی کہ نعمانی اور چوہان نے اُسے ریڈ۔ ٹی کا جو حلیہ بتایا تھا وہ نوجوان آدمی کا تھا۔ جب کہ پاور ہاؤس میں تخریبی کا بدوائی کرنے والے افراد میں سے ایک بوڑھے نے اپنے آپ کو ریڈ۔ ٹی بتایا تھا۔ اور اب وہ بوڑھے کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ اس کا یہ آئیڈیا درست تھا کہ نعمانی اور چوہان کو جان بوجھ کر رہا کیا گیا تھا۔ اور اب ان کی رہائی کا مقصد بھی سامنے آ گیا تھا۔ نعمانی اور چوہان کے ذریعے انہوں نے سیکرٹ سروس کے باقی ارکان کو بھی تلاش کر لیا تھا۔ لیکن عمران اس بات پر حیران تھا کہ سیکرٹ سروس کے کسی رکن نے بھی اس نگرانی اور تعاقب کا احساس تک نہیں کیا۔

ابھی وہ بیٹھا ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ تہہ خانے کا دروازہ کھلتا ہوا محسوس ہوا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ میں بیگ اٹھایا ہوا تھا جب کہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن تھی وہ دونوں ہی غیر ملکی تھے۔

عمران نے آنکھیں کھولیں تو اردگرد کا ماحول دیکھ کر اس کے چہرے پر پراسرار سی چمک لہرائی۔ اُسے واقعی انتہائی جا بگدستی۔ ٹریپ کیا گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اچانک ایک روشنی سے اس کی ناک پر ایک غبارہ سا پھٹا اور جب تک عمران سمجھتا انہ زود اتر گئیں نے اس کے ذہن پر قبضہ کر لیا۔ اور اب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے تہہ خانے میں ایک کمرے پر ریڈ۔ ٹی سے جکڑا ہوا پایا۔ اور اس تہہ خانے میں وہ اکیلا نہ تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ٹائیگر اور جو لیا سمیت پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ وہ سب بھی اسی کی طرح کرسیوں پر رسیوں سے جکڑے ہوئے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”خوب۔۔۔ اس کا مطلب ہے ریڈ۔ ٹی خاصا کامیاب رہا ہے۔“
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے

مردس کے باقی ممبران کے بازوؤں میں انجکٹ کر دیا۔ اور اس کے بعد وہ دونوں ہی واپس چلے گئے۔ اور دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔

چند لمحوں بعد سب کی آنکھیں خود بخود کھل گئیں۔ اور وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کو یوں دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”میرے خیال میں اب تم سب کو ریٹائر ہو جانا چاہیے“

عمران نے ان کے ہوش میں آتے ہی کہا۔

”ادہ عمران تم“ سب نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا

عمران چونکہ میک اپ میں تھا۔ اس لئے پہلے وہ اسے پہچان نہ سکے تھے۔

”اچھا۔ ابھی تمہاری عقل سلامت ہے۔ لیکن اگر اس طرح مجرم پوری سیکرٹ مردس کو اغوا کر کے اپنے اڈے پر لے آسکتے ہیں تو پھر میرے خیال میں تنظیم کا نام سیکرٹ کی بجائے اوپن مردس رکھ دینا چاہیے“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمیں خود حیرت ہے عمران صاحب۔ کہ آخر یہ کیسے ہو گیا۔ ہم تو اپنے فلیٹوں میں تھے۔ بس اچانک ہی ذہن پر اندھیروں نے قبضہ کر لیا۔“

صفر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اسی طرح کسی روز اچانک ہی دو چھٹا تک سیسہ تمہارے دلوں میں گھس جائے گا۔ اور تم منکر نکر سے پوچھتے رہ جاؤ گے کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔“

عمران کا غصہ بدستور جاری تھا۔

”لیکن تم بھی تو یہاں لے آئے گے ہو۔“ جو لیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس بات پر غصہ آ گیا تھا کہ عمران ان سے

”ارے۔۔۔ اسے تو ہوش آ گیا ہے۔ لیکن کیسے۔ گیس اٹیک میں جب تک انٹی انجکشن نہ لگائے جائیں ہوش نہیں آسکتا۔“

بیگ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم ڈاکٹر ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔“ بیگ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس آدمی کے جسم میں خون کی بجائے چائے دوڑ رہی ہو۔ اور وہ مونگ کی دال سے ہر وقت بھرا رہتا ہو۔ اسے انٹی انجکشن لگانے کی ضرورت نہیں رہتی۔“

عمران نے پوچھا۔

”خون کی بجائے چائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ ڈاکٹر اور زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”جب ایک آدمی دن میں سو سے زیادہ پیالیاں چائے پی جاتا۔ اور پچھلے کئی سالوں سے صرف مونگ کی دال ہی کھاتا چلا آ رہا ہو۔ تو

کایا ہی نتیجہ ہی نکلتا ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر۔ تم کام شروع کر دو بحث مت کرو۔“

بیگ نے کہا۔

”مشرین گن بردار نے قدمے کرخت لہجے میں

اور ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا بیگ اٹھائے ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔

نے بیگ کھول کر اس میں سے سرخ نکالی۔ جس میں زرد رنگ کا

بھرا ہوا تھا۔ اور پھر اس نے یہ محلول تھوڑا تھوڑا۔ ٹائیگر اور بیگ

اس طرح جواب طلب کر رہا ہے جیسے وہی ان کا پاس ہو۔
 "میں نے آیا نہیں کیا بلکہ خود آیا ہوں" — عمران نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہ سب چونک کر دروازے کو دیکھنے لگے۔ دروازے سے ایک نوجوان بڑے فاتحانہ انداز میں مسکراتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح چار افراد بڑے موڈ پانہ انداز میں چل رہے تھے۔

"ہوں۔۔۔ تو سیکرٹ سرورس کا اجلاس ہو رہا ہے" — نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی بھاری آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
 اور عمران اس کی آواز سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ آواز واقعی ریڈ۔ ڈی کی تھی۔ ویسے بھی نعمانی اور چوہان نے جو حلیہ بتایا تھا۔ نوجوان کا دہریہ حلیہ تھا۔

"تمہاری معلومات بڑھی پرانی سی ہیں۔ سیکرٹ سرورس کا نہیں بلکہ اوپن سرورس کا اجلاس ہو رہا ہے" — عمران نے کہا۔
 اور نوجوان چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کو آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے۔
 "گڈ۔۔۔ تمہیں واقعی میک اپ کرنا آتا ہے" — نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں آتا ہے۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ باقاعدہ مٹھائی لے کر تمہارا شاگرد بن جاؤں، تم تو جنس تک تبدیل کر لیتے ہو" — عمرا

نے بڑے احترام بھرے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو" — نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"کمال ہے۔۔۔ جنس تبدیل کر لی۔ لیکن عقل وہی زنانہ ہی رہ گئی۔ یعنی ناقص العقل۔ ریڈ۔ ڈی مونتھ ہے اور تم مذکر نظر آ رہے ہو۔ میک اپ ہو تو ایسا ہو۔ کمال ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "بہت خوب۔ اچھا مذاق کر لیتے ہو سٹر عمران۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج تمہارے مذاق کا آخری دن ہے" — ریڈ۔ ڈی نے اس باد بلیجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ یعنی اس کے بعد مذاق دالار شتہ ختم" — عمران نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

اور ریڈ۔ ڈی شاید چند لمحوں تک اس کے فقرے پر غور کرتا رہا پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تو پاکیشیا سیکرٹ سرورس اور عمران کے متعلق بڑھی کہانیاں سنی تھیں۔ لیکن میرے خیال میں تم مشرقی لوگ کام کم کرتے ہو پورے پگنڈہ زیادہ کرتے ہو۔ جتنی آسانی سے میں نے تم کو ٹریس کر لیا۔ اس سے بھی زیادہ آسانی سے میرے آدمیوں نے تمہیں اغوا کر لیا ہے۔ ان حالات میں تو تمہارے متعلق پھین بیوی سب باتیں محض پروپیگنڈہ معلوم ہوتی ہیں" — ریڈ۔ ڈی نے کہا۔

"اصل میں بات اور ہے ریڈ۔ ڈی صاحبہ۔ ہم سب تمہارے سنی یہ سوچتے رہ گئے کہ تم خوب صورت سی لڑکی ہو۔ اس لئے ہم سب

نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہ باقاعدہ سو ممبر دیا جائے۔ کہ قرعہ فال کس کا نام نکلتا ہے۔ لیکن اب تمہیں دیکھ کر ہم سوچ رہے ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا بھی اور تمہارا بھی وقت ضائع کیا۔۔۔ عمران نے منہ بنا ہوتے کہا۔

”تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم جان بوجھ کر یہاں آئے ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ جب تمہاری لاشیں تمہارے پاس ایک ٹوکے پاس پہنچیں تو اسے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم جان بوجھ کر آئے ہو۔ یا تمہیں زبردستی لایا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں تمہارے پاس کے لئے تمہاری لاشیں سب سے زیادہ قیمتی تحفہ ہو گا۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے مسکراہوتے جواب دیا۔

”ویسے تم اب اتنے بھی میک اپ میں ماہر نہیں ہو جتنے آپ کو ثابت کر رہے ہو۔ اصل ریڈ۔ ٹی تو بوڑھا آدمی ہے۔ تم شاہ کسے اسٹنٹ وغیرہ ہو گے۔ یا پھر جانشین ہو گے۔ لیکن اصل ریڈ۔ ٹی کو معلوم ہو گا کہ اس کے اسٹنٹ نے اپنی زندگی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ تو یقیناً وہ اپنا سر پیٹنے عمران نے جواب دیا۔

”ریڈ۔ ٹی کیلے۔ اور اس کے کتنے روپ ہیں یہ آج تک دیکھے سے بڑا اجاسوس نہیں معلوم کر سکا۔ تمہاری تو حیثیت ہی کچھ مہر ملا۔۔۔ بہر حال اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہاری ”کہنجام اب قریب آ گیا ہے۔“ ریڈ۔ ٹی نے منہ بنا ہوتے کہا۔

”یہ تو وقت بتائے گا کہ انجام کس کا قریب ہے۔ لیکن ایک بات تو بتاؤ۔ کیا واقعی تمہارا مشن صرف رقم حاصل کرنا ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر اس قدر کھراک بھیلانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم مشرقی لوگ بڑے سخی ہوتے ہیں۔ حاتم طائی کا تعلق بھی مشرق سے ہی تھا۔ تم بازار میں کپڑا بچھا کر بیٹھ جاتے تو تمہیں تمہاری توقع سے کہیں زیادہ رقم خیرات میں مل جاتی۔“ عمران نے کہا۔

”سنو مسٹر عمران۔۔۔ ریڈ۔ ٹی میں اتنی طاقت ہے کہ اس کی آنکھ کے اشارے پر تمہارے ملک کی ساری دولت اس کے قدموں پر ڈھیر ہو جائے۔ اُسے رقم کی نہیں ایک ٹوکے کی ضرورت ہے۔ میرا مشن ایک ٹوکے کا خاتمہ ہے۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنی آسانی سے تم لوگوں کو ٹرٹریس کر کے یہاں لے آیا ہوں۔ اب تمہاری لاشیں جب ایک ٹوکے پاس پہنچیں گی تو وہ یقیناً بھکھلا کر اپنے بل سے باہر آ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کا شکار آسان ہو جائے گا۔“ ریڈ۔ ٹی نے جواب دیا۔

”کس ملک نے تمہاری خدمات حاصل کی ہیں۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس سے کیا مطلب۔۔۔ یہ میرا جواب ہے۔“ ریڈ۔ ٹی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”ویسے جس نے بھی تمہیں یہ مشن سونپا ہے وہ دنیا کا سب سے بڑا احمق ہے۔ سمجھے۔ اس نے شاید یہ سوچا ہو کہ بڑے مجرموں کی نسبت ایک گھٹیا مجرم شاید کامیاب ہو جائے۔“ عمران کے

بچے میں اب چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔

"ادھ تو مجھے گھٹیا مجرم کہہ رہے ہو۔ تم شاید میری نرمی سے ایسا کہہ رہے ہو۔ لیکن ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ریڈ سے سفاک ہے۔" ریڈ نے انتہائی گہرے لہجے میں کہا۔

"تم جراثیم کی دنیا میں ابھی دودھ پیتے بچے ہو ریڈ۔ ٹی۔ تم اس بات پر خوش ہو رہے ہو کہ تم نے مجھے اور سیکرٹ سروسز اتنی آسانی سے ٹریس بھی کر لیا اور یہاں اغوا بھی کر لائے۔ لیکن تم جانتے کہ اگر ہم خود نہ چاہتے تو تمہارے فرشتے بھی ہمیں یہاں سے نکل سکتے تھے۔ ہم صرف اتنا چیک کرنا چاہتے تھے کہ نوجوان بوڑھے ریڈ۔ ٹی میں کیا فرق ہے۔ کیا یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں اور اس کا ہم نے پتہ کر لیا ہے۔" عمران کا لہجہ بے حد تھا۔

"تم مجھے غصہ دلانے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہارا یہ مقصد نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے پاس تمہاری چیکنگ کی ترین مشینیں ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو سوچ لو کہ فیاض کو جب تمہارے فلیٹ کے سامنے گولی ماری گئی تو مجھے تمہارے فو کا کھنی علم ہو گیا۔ اس طرح نعمانی اور چولان جیسے ہی فلیٹ میں پہنچے ان کے فلیٹ کا نمبر معلوم ہو گیا۔ اور جب یہ سب لوگ نعمانی چولان جس کو کھنی سے نکلے تھے اس کی نگرانی کر رہے تھے تو ہم ا بہت دور ہونے کے باوجود ان کے بے حد قریب تھے۔ اس یہ یقین کر لو کہ تمہاری یہاں موجودگی کا سوائے ہمارے کسی اور

علم نہیں ہے۔ باقی رہی جوان اور بوڑھے والی بات تو یہ میرا طریقہ کار ہے۔ ابھی تیسرا ریڈ۔ ٹی بھی موجود ہے جو ادھیڑ عمر ہے۔ ہم تینوں کا مشن علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور ہم تینوں ہی اصل ریڈ۔ ٹی ہیں۔ میرا مشن سیکرٹ سروسز کا خاتمہ ہے۔ جب کہ ادھیڑ عمر ریڈ۔ ٹی کا مشن حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کا خاتمہ ہے اور بوڑھے ریڈ۔ ٹی کا مشن پاکیشیا کے اہم ترین مراکز کی تباہی ہے۔ ہم سب اپنے اپنے مشنوں پر کام کر رہے ہیں۔ اور تم دیکھنا کہ ہم سب کامیاب رہیں گے۔" ریڈ۔ ٹی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور تم تینوں ہی اصل ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"بالکل سو فیصد اصل۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یعنی اسے دن ان پھری بھی کہا جاسکتا ہے اور دن میں شو بھی" عمران نے اس طرح سر ملاتے ہوئے کہا جیسے بات اب اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"جو تمہارے جی میں آئے کہہ لو۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ شاید عمران کی کیفیت سے لطف لے رہا تھا۔
"لیکن تمہارے اصل مشن کا تو پتہ بھی طے نہ ہوا۔ چلو مان لیا کہ تم تینوں ہی مشن میں کامیاب ہو جاتے ہو۔ تم سیکرٹ سروسز کا خاتمہ کر دیتے ہو۔ اور تمہارا نمبر دو حکومت کے اعلیٰ عہدیداران کا۔ اور اولڈ مین اہم مراکز کا۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوگا۔" عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کا واسطہ انھوں سے پوچھا گیا ہو۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہی تو ریڈ۔ ٹی کا کمال ہے۔ اصل مشق کی آخر تک ہوا بھی نہیں لگنے دیتا۔" ریڈ۔ ٹی نے فاسخانہ انداز میں تہقیر لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ہم نے تو بقول تمہارے ابھی مر جانا ہے۔ اگر تم اس بات کا واقعی یقین ہے تو پھر یہ ہوا اگر ہمیں لگ بھی جائے تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ اور اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو پھر بے شک ہوا کو فی الحال بند ہی رہنے دو۔ میں خود ہی نکال دوں گا۔" عمر نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

"اچھا طریقہ ہے پوچھنے کا۔ لیکن مسٹر علی عمران۔ تم مجھے چکر دے۔ کوئی بات نہیں پوچھ سکتے۔ لیکن اگر تم درخواست کرو تو میں بتا دوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آج کے بعد تمہاری زبان کرنے سے ہی ہمیشہ کے لئے معذور ہو جائے گی۔" ریڈ۔ ٹی نے بڑے فاسخانہ انداز میں کہا۔

"درخواست لکھ کر کرنی پڑے گی یا زبانی بھی چل جاتے گی۔ میرا ہاتھ کھول دو تو لکھ کر بھی دے دوں گا۔" عمران نے کہا۔

"ہاتھ کھولنے والا رسک تو نہیں لیا جاسکتا۔ البتہ تمہاری زبانی درخواست منظور کی جاتی ہے۔ سنو۔ اس ملک میں ریڈ۔ ٹی کا مشق فائل ایس۔ ایکس۔ بی دن کا معمول ہے۔" ریڈ۔ ٹی نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا۔

"کون سی دکان سے ملتی ہے۔" عمران نے بڑے سادہ لہجے میں کہا۔

"تم اس فائل کے متعلق نہیں جانتے۔" ریڈ۔ ٹی نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں جانتا۔ میرا ایک دوست فائل میں تیار کرنے کا کاروبار کرتا ہے۔ وہ ایسے ہی نام رکھتا ہے۔ بن فائلوں کے۔ ایس۔ بی۔ دن تھری۔ اور ایکس زیرو۔ بی دن وغیرہ وغیرہ۔" عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گٹ۔ اچھا جوک کر لیتے ہو۔ تو تمہیں واقعی علم نہیں ہے کہ یہ فائل کیسی ہے۔" ریڈ۔ ٹی کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔

"بتایا تو ہے۔ کہو تو لکھ کر بھی دے دوں۔" عمران نے جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ تو ریڈ۔ ٹی نے یک لخت ایک جھٹکے سے اپنا سر دائیں طرف کو گھمایا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جب اس نے دوبارہ ایک جھٹکے سے چہرہ عمران کی طرف کیا تو اس کی آنکھوں میں سے روشنی کا ایک ریل سا نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ اور یہ ریل سیدھا

عمران کی آنکھوں کے ذریعے اس کے ذہن میں داخل ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی میں سورج طلوع ہو گیا ہو۔ دوسرے

لحے ریڈ۔ ٹی کا چہرہ ایک جھٹکے سے عمران سے ٹک کر ٹائیگر کی طرف مڑ گیا۔ اور ٹائیگر کا جسم یک لخت کانپنے لگ گیا۔ ریڈ۔ ٹی اسی

طرح چند لمحوں کے لئے اپنا چہرہ ہر ممبر کی طرف گھماتا اور پھر مزید گھماتا۔ جس ممبر کے سامنے اس کا چہرہ ہوتا اس کا جسم نمایاں طور

پر کانپنے لگ جاتا۔ جب ریڈ۔ ٹی کا چہرہ مٹ جاتا تو وہ نارمل ہو جاتا۔

عمران بڑھی دلچسپ نظروں سے ریڈ۔ ٹی کا یہ کھیل دیکھ رہا تھا۔ آخری ممبر کو دیکھنے کے بعد ریڈ۔ ٹی نے بیکخت ایک زوردار جھٹکے سے اپنا چہرہ دوبارہ بائیں طرف کو موڑا۔ اور پھر جب اس کا چہرہ دوبارہ عمران کی طرف مڑا تو وہ بالکل نارمل آدمی تھا۔ البتہ پہلے کی نسبت اب اس کے چہرے پر قدمے مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

"فائل کا پتہ لگ گیا۔ ویسے لیزر ایکس ریز کا یہ استعمال واقعی دلچسپ ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو تم لیزر ایکس ریز کے بارے میں جانتے ہو؟"

ریڈ۔ ٹی اس بار واقعی حیرت سے اچھل پڑا۔

"ابھی یہ ابتدائی سیٹج پر ہے۔ اس لئے تمہیں بار بار آنکھوں کے کونوں میں فٹ لائٹز کو جھٹکے سے آن آن کرنا پڑتا ہے۔"

عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔ تم جتنے احمق نظر آتے ہو اتنے نہیں ہو۔" ریڈ۔ ٹی نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے نرمی کے آثار ایک لمحت غائب ہو گئے تھے۔

"خدا تمہارا بھلا کرے۔ یہی بات تم جو لیا کو اگر سمجھا سکو تو اس سے بہتوں کا۔ اور سے سو ہی میرا بھلا ہو جلتے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف بیٹھی جو لیا کی طرف آنکھ سے اشارہ بھی کر دیا۔

"جو لیا۔۔۔ اوہ تو تم اس لڑکی کے عشق کے چکر میں ہو۔"

ریڈ۔ ٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بس چکر ہی چکر ہے عشق بے چارہ تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔"

عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"سنو عمران۔۔۔ میں نے ان سب کے ذہنوں کو اچھی طرح چیک کر

لیا ہے۔ انہیں اس فائل کا علم نہیں ہے۔ تمہاری بات کرنے سے پہلے میں ہی سمجھا تھا کہ تمہیں بھی اس کا علم نہیں ہے۔ تم نے لیزر ایکس ریز کا حوالہ دے کر مجھے مشکوک کر دیا ہے۔ یقیناً تم اس پر دس سے واقف ہو۔

نو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس کا توڑ کر چکے ہو۔ جب کہ ہمیں ایک خفیہ رپورٹ ملی تھی کہ یہ فائل سیکرٹ سروس کے چیف پاس ایکسٹو کے پاس

بھی ہو سکتی ہے۔" ریڈ۔ ٹی نے سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل ہو سکتی ہے۔ اس کی تو باجی ہی مختلف قسم کی فائلیں اکٹھی کرنا ہے۔ بے چارہ سارا دن شیئرز کی دکانوں پر مارا مارا پھرتا رہتا ہے۔"

عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"اب میرا پورڈ گرام سن لو۔ میں ایکسٹو کو فون کر کے اس سے سوڈا بازی

کروں گا اگر وہ اپنے ممبران کی زندگی چاہتا ہے تو فائل اُسے میرے حوالے

کرنی ہوگی۔" ریڈ۔ ٹی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"واہ۔ کتنا فائدہ مند سوڈا ہے۔ اب تو مجھے بھی باجی اختیار کرنی ہوگی۔"

عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس سے پہلے تم یہ بتاؤ گے کہ اس کے پاس فائل ہے یا نہیں۔ اس

کے لئے تمہاری یہ جو لیا کام آئے گی۔" ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"یعنی جو لیا کوئی چلہ کھینچ کر تمہیں بتائے گی۔" عمران نے آنکھیں

پھاٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ تم بظاہر سیکرٹ مروس سے متعلق نہیں ہو۔ لیکن تمہارا سیکرٹ مروس سے انتہائی قریبی تعلق ہے اس لئے تم بتاؤ گے کہ فائل ایکسٹو کے پاس ہے یا نہیں۔ اور اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر اس جو لیا کی زندگی اور عزت تمہارے سامنے ختم ہو جائے گی۔" — ریڈ۔ ٹی۔۔۔ ایک سخت بات کہتے کہتے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہوا۔

"یس باس۔۔۔" — راکی نے موڈ بانہ انداز میں جواب دیا۔

"فولڈنگ بیڈ لاکر یہاں عمران کے سامنے رکھو اور اس لاکر کی کو اس باندھ دو۔ اس کے بعد سب سے پہلے اس کی عزت روندو۔ اور اگر پھر بھی عم فائل کے متعلق نہ بتائے تو پھر اس لاکر کا ایک ایک عضو علیحدہ کر دو۔" — ریڈ۔ ٹی نے ایک سخت چیلنج پیش کیا۔

"یس باس۔۔۔" — راکی نے کہا۔ اور اس نے اپنے ایک ساتھی اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے تہ خانے کے ایک کونے کی طرف بھاگ پڑے۔

"سنو ریڈ۔ ٹی۔۔۔ اب تاکہ نارمل انسانوں کی طرح باتیں کرتے رہے ہو۔ اس لئے میں بھی نارمل رہا ہوں۔ لیکن اب تم انبار مل ہو گے ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال لو۔ ورنہ پھر تمہیں پھینکنے کا بھی موقع ملے گا۔" — عمران نے غرتے ہوئے کہا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔" — میرا اندازہ ہمیشہ درست رہتا ہے۔ ابھی تو یہ نے صرف احکامات جاری کئے ہیں۔ اور تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے جب میرے احکامات کی تمہیں شہ زاع ہو گئی پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔ تم

نے خود ہی جو لیا کا مجھے اشارہ دیا ہے۔" — ریڈ۔ ٹی نے فاتحانہ انداز میں تہقیر لگاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے راکی اور اس کے ساتھی نے فولڈنگ بیڈ لاکر عمران کے سامنے بچھا دیا۔ اب بیڈ کی ایک طرف عمران کرسی پر بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ دوسری طرف ریڈ۔ ٹی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

"تم نے شاید جو لیا کو عام سی لاکر کی سمجھ لیا ہے کہ جو بے چاری تمہارے احکامات کے خلاف جدوجہد بھی نہ کر سکے گی۔" — عمران نے ایک سخت مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے احکامات کی تعمیل کرو۔" — ریڈ۔ ٹی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سنو سور کے بچے۔۔۔ اگر تم یا تمہارے آدمیوں نے جو لیا کو ہاتھ بھی لگایا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔" — ایک سخت تنویر نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہاں بھی رقابت چل رہی ہے۔ کیوں مسٹر عمران۔ ایک نہ شدہ دوشد۔" — ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رقابت نہیں۔۔۔ موت کہو موت۔ سنو تنویر واقعی درست کہہ رہا ہے۔ تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے اس ارادے سے باز آ جاؤ۔" — عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

لیکن اُسی لمحے راکی اور اس کے ساتھی جو لیا کی پشت پر پہنچ گئے۔ راکی نے مشین گن کی نال جو لیا کی پسلیوں سے لگا دی جب کہ اس کے ساتھی جو لیا کی پسلیاں کھولنے لگا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم دونوں میں سے مس جو لیا کا سچا عاشق کون ہے ریڈ۔ ٹی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے باقی دو مسلح افراد کو اشارہ کیا تو وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی پشت پر آئے۔ اور ان میں سے ایک نے عمران کی اور دوسرے نے تنویر کی گردن سے مشین گن کی نال لگا دی۔" اگر اس لڑکی نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو تم دونوں کو گولی مار دی جائے گی۔" ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"اٹھو لڑکی۔ اور چل کر اس بیڈ پر دراز ہو جاؤ۔" رسیاں کھلتے آراکی نے انتہائی گرجت لہجے میں جو لیا سے کہا۔ جو بالکل خاموش بیٹھی ہو رہی تھی۔ اس نے اب تک ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا تھا۔

"تم میں سے کوئی حرکت نہ کرے گا یہ میرا حکم ہے۔" اچانک جو لیا نے کسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سہمنا لہجے میں عمران اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیر ہی گڈ۔ اچھا رعب ہے عاشقوں پر۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکرا ہوئے کہا۔

"جو لیا بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی اس بیڈ کی طرف بڑھی۔ سب کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ راکھی اب مشین گن اس کی پشت سے لگائے اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب کہ اس کا دوسرا ساتھی رسیاں اٹھائے راکھی کے پیچھے تھا۔ تاکہ ان رسیوں کی مدد سے جو لیا کو اس بیڈ پر باندھا جاسکے۔

"گڈ۔ تم واقعی تا بعد اقسام کی لڑکی ہو۔ اور یہی تمہارے حق میں بہت

ہے کہ تم تا بعد اسی کرتی رہو۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے یکا لحت پیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے ریڈ۔ ٹی کی تیز آوازیں تہہ خطنے میں گونجیں۔ اور ان آوازوں میں چار انسانی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔ انتہائی بھیانک چیخیں سن کر ہی احساس ہوتا تھا کہ چیخنے والے موت کی دلدل میں تیزی سے ڈوبتے جا رہے ہیں۔

سے ملنے آگیا۔ فرنیک نے اُسے ہالینڈ کی انٹیلی جنس کے سرکار ہی کا غذات دکھائے تو اُسے یقین ہو گیا کہ واقعی فرنیک کا تعلق ہالینڈ کی انٹیلی جنس سے ہے۔ اور فرنیک نے اُسے بتایا کہ وہ عمران کا دوست ہے۔ اور آکسفورڈ میں اس کا کلاس فیلو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ عمران سے کئی بار مل بھی چکا ہے لیکن عمران ریڈ-ٹی کے معاملے میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تو فیاض نے اُسے بتایا کہ اگر وہ واقعی ریڈ-ٹی سے اپنے ملک کی رقم واپس لینا چاہتا ہے تو پھر عمران کی ہی خدمات حاصل کرے۔ وہی اس کا مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے اُسے رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ عمران بغیر رقم کے کسی معاملے میں دلچسپی نہیں لیتا۔ جس پر فرنیک نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں اُسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ عمران واقعی اس کا دوست ہے۔

”عمران میرا دوست ہے سو پر فیاض آخر تم یقین کیوں نہیں کرتے فرنیک نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ آج تک اپنے باپ کا دوست نہیں بنا۔ پھر تمہارا کیسے بن سکتا۔ یہ ٹھیک ہے وہ تمہارا کلاس فیلو ہوگا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تمہارے ساتھ پڑھتا رہا ہوگا۔ لیکن دوست۔ یہ ناممکن ہے۔“ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ آج کافی دنوں بعد دفتر آیا تھا۔ اور یہاں آتے ہی جب اُسے معلوم ہوا کہ ریڈ-ٹی کا کیس سیکرٹ سروس کو منتقل ہو چکا ہے تو اس نے نہ صرف اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ بلکہ یہ فیصلہ بھی کر لیا۔ کہ اُسے شکرانے کے طور پر باقاعدہ دو نفل ادا کرے گا۔ کیونکہ جس دیدہ دلیری۔ ریڈ-ٹی نے اُسے عمران کے فلیٹ کے سامنے گولی مار دی تھی۔ اس واقعے وہ بے حد خوف زدہ ہو گیا تھا۔

اور ابھی اُسے دفتر میں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزر ہی ہوگی کہ فرنیک اس

”تو تمہارا کیا مطلب ہے سو پر فیاض۔ میں جھوٹ بول رہا ہوں“ فرنیک نے سو پر فیاض کا جواب سن کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”سنو فرنیک۔ تم یہ دوستی وغیرہ کا چکر دل سے نکال دو۔ وہ تم سے زیادہ میرا دوست ہے۔ لیکن یہاں کاروباری مسئلہ آئے گا وہاں اس کی دوستی کی حدیں یک لخت ختم ہو جاتی ہیں۔ وہ دراصل پیسے کا دوست ہے۔ سمجھے۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم نے صرف دوستی جتائی ہوگی۔ اس لئے اس نے کوئی دلچسپی نہ لی ہوگی۔“ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو تمہارا مطلب ہے۔ میں عمران کو باقاعدہ اس مشن کے لئے بک کروں۔ کیا اس کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے“

فرنیکنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 "میں نے بتایا تو ہے اس کا تعلق صرف رقم سے ہے۔ یہ رقم چاہیے
 سیکرٹ سروس مہیا کرے یا سو پر فیاض۔ اُسے اس سے کوئی مطلب
 نہیں۔" فیاض نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر میں اسے رقم دے دوں تو کیا وہ ریڈ۔ ٹی کو پکڑے گا؟"
 فرنیکنے ایک لخت سجدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کیا پکڑے گا۔ تم دیکھنا ریڈ۔ ٹی ہاتھ باندھے اس کے سامنے
 ہوا کھڑا ہوگا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔" فیاض نے جواب دیا۔
 "کیا تم اس مشن میں میری مدد نہیں کر سکتے۔ آخر تم بھی تو انٹیلی جنس
 سپرنٹنڈنٹ ہو اور کیس بھی انٹیلی جنس کے پاس ہے۔" فرنیکنے
 نے کہا۔

"کبھی تھا۔ لیکن اب یہ کیس انٹیلی جنس سے لیا گیا ہے۔ اب
 سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ وہی اسے ڈیل کرے گی۔" فیاض
 نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن تم نے بھی تو بہر حال اس کیس پر کام
 کیا۔ اس کی فائل تو تمہارے پاس ہوگی۔" فرنیکنے نے کہا۔
 "وہ فائل سردار رحمان کے پاس جمع ہو چکی ہے۔ ادا اب کسی قیمت
 بھی برآمد نہیں ہو سکتی۔ اور ویسے بھی اس فائل میں کچھ نہیں تھا۔ بس
 بھاگ دوڑ کی رپورٹیں تھیں۔ ناکام رپورٹیں۔" فیاض نے منہ بنا۔
 ہوئے جواب دیا۔

"تو اب تمہارا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ کیا تم اب اسے حل

دو گے یا نہیں کرنا چاہتے۔" فرنیکنے نے کہا۔
 "مجھے کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ کی مصیبت مول لینے کی سیکرٹ
 روس جانے اور ریڈ۔ ٹی جانے۔" فیاض نے پھیپھا چھڑکے والے
 اڑیوں کہا۔

"تم عمران کے دوست ہو تو پھر تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ سیکرٹ سروس
 میڈ کو اڑتے کہاں ہے۔" فرنیکنے چند لمحے خاموش رہنے کے
 پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں نے کبھی معلوم کرنے
 کی کوشش کی ہے۔" فیاض نے بیزار سے لہجے میں کہا۔
 "اد۔ کے مسٹر فیاض۔ بہت بہت شکریہ۔ اب مجھے اجازت
 دیجئے۔" فرنیکنے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بھیک ہے۔ ویسے اگر کسی لمحے میری امداد کی ضرورت آپ محسوس
 کریں تو میں حاضر ہوں۔" فیاض نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "شکریہ۔" فرنیکنے سر ہلا کر کہا۔ اور پھر فیاض سے مصافحہ کر
 لے وہ دفتر سے باہر نکل آیا۔

دفتر سے باہر آکر وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کہ
 ایک اس کی نظریں ایک کمرے پر لگی ہوئی نیم پلیٹ پر پڑیں۔ اس پر
 ایک ریڈیو جنرل انٹیلی جنس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ باہر ایک
 وردی چپڑا سی کھڑا تھا۔ فرنیکنے سر جھٹکتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا۔
 اس نے قریب جا کر جیب سے ایک کارڈ نکالا اور اسے چپڑا سی
 کی طرف بڑھا دیا۔ چپڑا سی نے بغیر کچھ کہے صرف سر ہلایا۔ اور پھر وہ

بہٹا کہ اندر چلا گیا۔ فرنیٹک باہر کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد چپڑاسی باہر آیا۔

”آئیے جناب۔ تشریف لے آئیے۔“ چپڑاسی نے اس با

بٹ سے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی پردہ اٹھادیا۔ فرنیٹک سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو میز کے پیچھے موجود سر رحمان نے سامنے رکھی ہوئی فائل سے مہرا اٹھایا اور پھر غور سے میز کی طرف بڑھتے ہوئے فرنیٹک کی طرف دیکھنے لگے۔ جیسے اچھاننے کی کوشش کر رہے ہوں۔

”آپ کا شکر یہ جناب کہ آپ نے ملاقات کا وقت دے دیا فرنیٹک نے قریب جا کر کہا۔

”تشریف رکھیں۔ آپ ہمارے یہاں ہیں۔ آپ کے لئے ہر وقت نکل سکتا ہے۔“ سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصلحتی فحشے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ فرنیٹک مہمان خجہ کر بیٹھ گیا۔

”فرمائیے۔ کیسے آنا ہوا۔“ سر رحمان نے سپاٹ میں پوچھا۔

”میں ریڈ۔ ٹی کے سلسلے میں آیا تھا۔ ریڈ۔ ٹی آپ کے ملک آنے سے پہلے ہمارے ملک میں کارروائیاں کرتا رہا۔ اور وہ بہت بڑی رقم ایٹھ کر آیا ہے۔ میں اس سے وہ رقم واپس آیا ہوں۔ اس لئے مجھے غیر سرکاری طور پر آنا پڑا۔ کیونکہ سرکاری ایسا مشن ملک کی بدنامی کا باعث بن سکتا تھا۔“ فرنیٹک

واب دیا۔

”آپ کب آتے ہیں اور ہالینڈ کی انٹیلی جنس میں آپ کا عہدہ کیا ہے“

سر رحمان نے پوچھا۔

”میرا عہدہ وہاں چیف اسسٹنٹ کا ہے۔ اور مجھے یہاں آتے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہو چکا ہے۔ ابھی میں آپ کے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ سے مل کر آیا ہوں۔ انہوں نے تو یہی جواب دیا ہے کہ ریڈ۔ ٹی کا کیس ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتے میں نے ان سے وہ فائل مانگی جس میں انہوں نے کچھ کام کیا تھا۔ تاکہ میں ان معلومات سے فائدہ اٹھا کر آگے کام کر سکوں۔ لیکن انہوں نے بتایا ہے کہ فائل آپ کے پاس جمع ہو چکی ہے۔“ فرنیٹک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک کہتا ہے اس نے۔ اور آپ شاید میرے پاس وہ فائل دیکھنے آتے ہیں۔“ سر رحمان نے کہا۔

”آپ نے درست سمجھا ہے۔ میں اپنے طور پر یہاں ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ یہاں میں اکیلا ہوں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں یہاں کی انٹیلی جنس کے ساتھ مل کر ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام کروں گا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب نے اس معاملے میں ہمارے سے ہی دلچسپی لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو وہ فائل ہی دیکھ لوں شاید کوئی لائن آف ایکشن مل جائے۔“ فرنیٹک نے جواب دیا۔

”ہیک کا کیا حال ہے۔ وہ خود کیوں نہیں آیا۔“ سر رحمان

نے اچانک کہا۔

”آپ چیف باس کی بات کر رہے ہیں۔ چیف باس نے ہی مجھے بھیجا ہے۔“ فرنیک نے چونک کر جواب دیا۔

”اس کارڈ کے علاوہ کوئی اور ثبوت آپ کے پاس ہے کہ آپ واقعی ہالینڈ کی انیشی جنس سے متعلق ہیں۔“ سردر حمان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ آپ پوری تسلی کر لیجئے۔“ فرنیک نے جواب دیا۔ اور پھر حیب سے اس نے ایک شناختی کارڈ نکالا اور اسے سردر حمان کی طرف بڑھا دیا۔ یہ کارڈ باقاعدہ ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ اس پر دستخط اور مہر موجود تھیں۔

”ٹھیک ہے۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب میں وہ فائل آپ کو دکھا سکتا ہوں۔“ سردر حمان نے کہا اور پھر مینز کی دروازہ کھول کر انہوں نے ایک فائل نکالی اور فرنیک کی طرف بڑھا دی۔

”شکریہ۔“ فرنیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فائل سردر حمان کے ہاتھوں سے لے کر اُسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں صرف چند کاغذات تھے۔ وہ ان پر نظریں دوڑاتا رہا۔ اور پھر اس نے فائل بند کر دی۔

”اس میں تو کچھ نہیں ہے۔ ایک بھی کام کی بات نہیں ہے۔“ فرنیک نے مایوسی سے فائل واپس سردر حمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے کیا ہونا تھا۔ ابھی سوپر فیاض نے کام شروع ہی کیا

کہ وہ زخمی ہو گیا۔ اور جب وہ ٹھیک ہوا تو کیس ہمارے محکمے سے ٹرانسفر ہو گیا تھا۔“ سردر حمان نے جواب دیا۔

”سوپر فیاض نے بتایا ہے کہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر ہوا ہے۔ کیا آپ ان سے میرا تعارف کرا سکتے ہیں۔“ فرنیک نے کہا۔

”سو رہی مسٹر۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ سردر حمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ یہ تو بہر حال آپ کو علم ہی ہو گا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ میں خود ان سے مل لوں گا۔ ویسے میں اتنا مزید بتا دوں کہ میں آپ کے بیٹے علی عمران کا آکسفورڈ میں کلاس فیلو بھی رہا ہوں اور دوست بھی۔“ فرنیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہیں ادھر ادھر مارے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس احمق سے مل لو۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا رہتا ہے۔“ سردر حمان نے منہ بنتے ہوئے جواب دیا۔

”میں ان سے ملا ہوں۔ لیکن وہ اس معاملے میں دلچسپی ہی نہیں لیتے۔ وہ ہر بات کو مذاق میں اڑا دیتے ہیں۔“ فرنیک نے کہا۔

”اس کی یہی عادت تو اُسے خراب کئے ہوئے ہے۔ بہر حال آئی۔ ایم۔ سو رہی۔ اس معاملے میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“ سردر حمان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے مصلحتی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

فرنیک سمجھ گیا کہ یہ اس کے جانے کا اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ

تیزی سے اٹھا۔ اس نے سردر رحمان سے مصافحہ کر کے ان کا شکریہ ادا کیا اور دروازے کی طرف مر گیا۔

”سنو نوجوان“ — اچانک اُسے اپنی پشت پر سردر رحمان کی کٹھری ہونی آواز سنائی دی۔ اور وہ تیزی سے مڑا۔

”یس سر“ — فرنیک نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سردر رحمان کے اس طرح اچانک بلانے وجہ اُسے سمجھ نہ آئی تھی۔ کیونکہ سردر رحمان تو اپنی بات ختم کر چکے تھے۔ ”ادھر آؤ بیٹھو“ — سردر رحمان نے کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

اور فرنیک اُسی طرح حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھتا ہوا واپس آیا اور میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم واقعی ریڈ۔ ٹی سے اپنے ملک کی رقم واپس لینا چاہتے ہو سردر رحمان نے پوچھا۔

”یس سر۔ انسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں“ — فرنیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو اب تک تم نے کیا کیلے“ — سردر رحمان نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

”میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ میرا پروگرام تو یہ تھا کہ میں یہاں کی انٹیلیجنس کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ اس طرح ریڈ۔ ٹی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور ہماری رقم بھی برآمد ہو جائے گی۔ لیکن یہاں آنے کے بعد

عجیب سی صورت حال میں پھنس گیا ہوں۔ پہلے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے

کہتے ہیں نے ان سے گھر یہ ملنا چاہا تو ملاقات ہی نہ ہو سکی۔ اب ملا ہوں تو کیسے ٹھکے سے ہی ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ سیکرٹ سروس کو میں جانتا نہیں اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا کسی کو علم ہی نہیں“ — فرنیک نے بڑا سامنے بناتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا تم عمران سے ملے ہو“ — سردر رحمان نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بالکل ملا ہوں۔ ایک بار نہیں دو بار۔ لیکن وہ صاحب پیٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتے۔ ہر بات مذاق میں اڑا دیتے ہیں“ فرنیک نے جواب دیا۔

”تم اس سے کس مقصد کی خاطر ملے تھے“ — سردر رحمان نے پوچھا۔

”میں نے سنا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ انہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہوگا“ — فرنیک نے جواب دیا۔

”آج سے کتنے روز پہلے ملے تھے“ — سردر رحمان نے پوچھا۔

”دو روز قبل“ — فرنیک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد جواب دیا۔

”اور فیاض سے کب ملے تھے“ — سردر رحمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”ابھی۔ آپ سے ملنے سے پہلے“ — فرنیک نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تو اس کا مطلب ہے تمہیں سیکرٹ سروس کے
کے متعلق بتا دینا چاہیے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کی فائل منگواتا ہوں
سر رحمان نے کہا۔ اور میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔
”سرس۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”فیاض کو بھیجو۔۔۔ سر رحمان نے کمرخت لہجے میں کہا۔
”سرس۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور سر رحمان
انٹرکام کا بٹن دوبارہ پریس کر دیا۔
چند لمحوں بعد ہی دروازہ سے فیاض کی شکل نظر آئی۔

”وہیں دروازے پر ہی رک جاؤ فیاض۔۔۔ سر رحمان
فیاض کو دیکھتے ہی تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی میز کی د
پڑا ہوا ان کا ہاتھ تیزی سے باہر آیا۔ اور فرنیچ بڑی طرح چوکا
سر رحمان کے ہاتھ میں ریوا لوڈ تھا۔

”اب سچ سچ بتا دو کہ تم دراصل کون ہو۔ اور تمہیں پانچ شیا سکا
سروس کے میڈ کوآرڈر کی کیوں تلاش ہے۔۔۔ سر رحمان۔
انتہائی کمرخت لہجے میں کہا۔

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کو ذمہ دار افسر سمجھتا رہا
لیکن آپ انتہائی غیر ذمہ دارانہ اقدام کر رہے ہیں۔ بتایا تو ہے کہ
ریڈ۔ ٹی کو پکڑنے کے لئے سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر کام
چاہتا ہوں۔۔۔ فرنیچ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جوا
دیا۔ اس بار اس کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

”تم عمران اور فیاض کو تو بیوقوف بنا سکتے ہو مجھے نہیں۔ سمجھ

آج سے پہلے تمہیں علم ہی نہ تھا کہ کیس سیکرٹ سروس کے پاس ٹرانسفر
ہو چکا ہے یا نہیں۔ کیونکہ کیس بھی کل ہی ٹرانسفر ہوا ہے۔ تو پھر تم اس
سے پہلے سیکرٹ سروس کے میڈ کوآرڈر کو کیوں تلاش کر رہے تھے۔
سر رحمان نے کہا جلتے والے لہجے میں کہا۔

”آپ کو خواہ مخواہ غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ آپ نے میرے
سرسکاری کاغذات دیکھ کر اطمینان کر لیا ہے۔ مزید اطمینان چاہیے تو
آپ چیف باس کو کال کر کے ان سے تسلی کر لیں۔۔۔ دراصل مجھے
پہلے سے یقین تھا کہ ریڈ۔ ٹی یہاں کی انٹیلی جنس کے بس کا روگ نہیں
ہے۔ جس طرح اس نے سوپر فیاض کو دیدہ دلیری سے کھلے عام گولی
مار دی تھی۔۔۔ اس کے بعد کیس کا انٹیلی جنس سے ٹرانسفر ہوجانا ایک
یقینی امر تھا۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد کیس لازماً سیکرٹ سروس کو
سی جاتا۔ میں نے کوشش کی کہ عمران سنجیدہ ہو جائے لیکن وہ آخر تک
غیر سنجیدہ ہی رہا۔۔۔ فرنیچ نے ہونٹ چبلتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری توجیہ قابل قبول ہے۔“
سر رحمان نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور ریوا لوڈ واپس جنیب
میں رکھ لیا۔ ان کے اچانک ریوا لوڈ نکلنے پر فیاض نے بھی تیزی سے
ریوا لوڈ نکال لیا تھا۔ اور شاید سر رحمان نے اُسے بلایا بھی اسی
مقصد کے لئے تھا۔ سر رحمان کے ڈھیلے پڑتے ہی فیاض نے
ریوا لوڈ واپس ہولسٹر میں ڈال لیا۔

”میں نے تمہیں بلایا اور مقصد کے لئے تھا۔ لیکن تمہاری باتوں
سے میں مشکوک ہو گیا تھا۔ اگر تم واقعی ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام کرنا

چاہتے ہو تو تمہیں اس احمق کو راضی کرنا پڑے گا۔۔۔ مردِ حمان
ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

”احمق“ فرنیکنے چونک کر پوچھا۔

”میں عمران کی بات کر رہا ہوں۔ وہ احمق ضرور ہے لیکن جب وہ کہنے پر اجازت دے تو پھر یہ بھی نہیں ہٹتا۔ آخر وہ میرا ہی خون ہے۔۔۔ جاؤ وہ تمہارا دوست ہے۔ اس لئے تم چاہو تو اسے راضی کر سکتے ہو۔“
مرد حمان نے کہا۔ اور فرنیکنے سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ شکر یہ“
فرنیکنے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فیاض کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی ایک طرف ہٹا اور فرنیکنے سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک فیصلہ کن موجود تھا۔ جیسے وہ کسی جتنی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

جولیا بیڈ کے قریب پہنچتے ہی ایک لخت اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے سامنے موجود ٹیٹ کے سینے پر نہ صرف بھر پور فلائنگ گاک مار کر اسے اچھال کر ت کے بل نیچے گرا دیا تھا بلکہ اچھلتے وقت اس نے سجلی کی سی تیزی سے اپنا اوپر والا دھڑموڑ کر راک کی کے ہاتھ سے مشین گن بھی کھینچ لی تھی۔ مشین گن لیتے ہی اس کا جسم کمان کی طرح گھومتا ہوا واپس زمین کی طرف آیا۔ اور پھر اس کے قدم زمین سے بعد میں لگے جب کہ اس مشین گن نے شعلے پہلے اگل دیئے۔ اور عمران اور نویر کے پیچھے سے ہوتے مشین گن بردار اور ان سے فوراً بعد حیرت سے ٹھٹھٹھٹھ کرنے والے راک کی اور اس کا ساتھی بیک وقت ہی گولیوں کی زد میں آ کر جھنجھتے ہوئے فرش پر گرے۔ اور جولیا نے مشین گن کی فرش پر پڑے ریڈ۔ ٹی کی گردن پر جا دی۔

ویل ڈن جو لیا ویل ڈن — عمران نے ایک لخت ایک سے لے لیا ہٹا کر کسی سے لٹھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے۔ وہ اچھل کر بیڈ پر پیر رکھتا ہوا فرش پر گرے ریڈ۔ ٹی کے سر پر گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ دوسرے ممبر صراہٹیں جھپکتے ہی رہ گئے تھے۔ ادھر ریڈ۔ ٹی بھی فرش پر گر کر ابا لمحے کے لئے بے حس سا ہو گیا تھا۔ لیکن پھر عمران کے اس سے پہنچتے ہی اُسے جیسے ہوش آ گیا۔ اس کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے سمٹیں اور اس کے ساتھ ہی جو لیا پختی ہوئی اچھل کر پیچھے گری۔ ریڈ۔ ٹی ناقابل یقین تیزی سے ٹانگیں سکوڑ کر ایک لخت ایک ٹانگ سیدھی اور جو لیا اس کی ضرب کھا کر پیچھے جا گری تھی۔ جو لیا کے اس طرح چڑچڑا کر پیچھے گرنے سے عمران نے بے اختیار چونک کر اُسے دیکھا یہی لمحہ اس کے لئے کمزوری بن گیا۔ کیونکہ دوسرے لمحے وہ بھی اُپر زوردار دھکا کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹتا گیا۔ ریڈ۔ ٹی اچانک ٹانگیں کراچھلا اور اس نے عمران کے سینے پر کسی زوردار ٹکرائی۔ عمران لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو اپنے پیچھے موجود بیڈ پر جا گرا۔ بیڈ پر ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ کرسی کے جا کھڑا ہوا۔

اُسی لمحے اس نے ریڈ۔ ٹی کو دروازے کے قریب موجود پانچوں جو لیا بھی اس دیران اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو چکی تھی اچانک گرنے سے اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی تھی۔ ریڈ۔ ٹی ایک لمحے کے لئے دروازے پر نظر آیا۔ دوسرے لمحے

طرف غائب ہو چکا تھا۔

عمران نے ایک لخت چھلانگ لگائی اور پھر وہ سائینڈ سے ہو کر تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن دروازہ باہر سے بند ہو چکا تھا۔ اور باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اُسے صاف سنائی دے رہی تھیں۔

جلدی کر دو ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اور اس نے دوڑ کر پوری قوت سے اپنے شانے کی ٹکر دروازے پر ماری۔ دروازہ زوردار آوازیں پڑھڑایا لیکن وہ کھلا نہیں۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اور پیچھے ہٹا۔ اور پھر اس نے ایک بار پھر زوردار ٹکرائی اور اس بار دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور عمران بھاگنے کے سے انداز میں دوڑتا ہوا دروازہ کراس کر کے راہداری کے پار والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے دونوں ہاتھ گری کے اپنے جسم کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا اور پھر سنبھل کر وہ اس پتلی سی راہداری میں اُسی طرف دوڑنے لگا جہاں اس نے ریڈ۔ ٹی کے دوڑنے کی آوازیں سنیں تھیں۔ اس راہداری کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا تھا۔ سیڑھیاں خاصی بلند تھیں چلی گئی تھیں۔ ان کے اوپر دروازہ تھا جو بند نظر آ رہا تھا۔ عمران سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھا۔ پھر جب وہ دروازے تک پہنچا تو اس کے ساتھی بھی کمرے سے راہداری میں پہنچ گئے۔ سب سے آگے صفد تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس کے پیچھے ٹانگرا اور پھر کیپٹن شیکل تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں جب کہ باقی ممبروں کے ساتھ ہی جو لیا بھی نمودار ہوئی۔ ایک مشین گن اس کے

میں رہتا ہے۔ اور ایک دوسرے سے بات چیت کے لئے ٹرانسمیٹر استعمال کرنے ہیں۔ — عمران نے گلے میں پہنچتے ہی انہیں ہدایات دیں اور پھر ٹائیگر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے سامنے کے رخ دوڑتا چلا گیا۔

بلکہ میں تھی۔
 عمران نے ایک لمحے کے لئے رک کر دروازے سے کان لگا دیا لیکن دوسری طرف خاموشی طاری تھی۔ عمران نے دروازے کو دھکیا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور عمران نے ایک لمخت باہر پھلانگ لگائی۔ وہ تیزی سے فرش پر بول ہوتا ہوا چلا گیا اور سامنے برآمدے کے کتے پیچھے پہنچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اگر بڑے میں کوئی موجود ہو تو وہ اس پر فائدہ نہ کھول سکے۔ لیکن برآمدہ خالی تھا۔ یہ ایک کوچھی کا فرنٹ تھا۔ سامنے لان تھا جس کی دوسری طرف بھاگ کھلا ہوا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ریڈ۔ ٹی نکل جانے میں کامیاب کیا ہے۔ کوچھی میں اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے با اشارے سے سب کو باہر بلا لیا۔

”اب ہمیں سائیڈ کی کوچھی سے نکلنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کوچھی کے سلا عقبی طرف کوئی چکر موجود ہو۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ سائیڈ کی کوچھی کی طرف دوڑ پڑے۔ درمیان میں دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی لئے عمران آسانی سے اُسے پھلانگ گیا۔ اور اب یہ شاید ان کی خوش تھی کہ یہ کوچھی بالکل خالی تھی۔ اس کوچھی کی دوسری طرف گلے تھی۔ نے یہاں بھی احتیاط کی۔ اس کوچھی کے سامنے اور عقبی طرف سے جا بجائے وہ سائیڈ کی گلے میں دیوار پھلانگ لگا کر اترے۔ اور چند لمحوں بعد ٹیم بھی اس کی پیروی کرتی ہوئی گلے میں پہنچ گئی۔
 تم سب بکھر کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جاؤ گے۔ لیکن فلیٹو نہیں بلکہ ایمر جنسی ٹھکانوں پر۔ اور آج کے بعد تم سب نے میکا

اور ٹرم میں سیکرٹ سروس کے باس ایک ٹوک کی تجویز میں ہے اور
نے جواب دیا۔

کیسے اتنے یقین سے کہہ رہے ہو اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے تقریباً
نے والے انداز میں کہا۔

باس۔ میں نے وزارت دفاع کے سپیشل سیکشن کے اسٹنٹ
غوا کیا اور پھر اس کے میک اپ میں خود وزارت کے اس خاص سیکشن
پہنچ گیا جہاں انتہائی خفیہ معلومات رکھی جاتی ہیں۔ وہاں سے میں نے خود
کاغذ کو دیکھا ہے۔ جس کے تحت فائل کو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر
ٹرانسفر کیا گیا ہے اور۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

ہوں۔ تو میرا اندازہ درست تھا۔ تو اب یہ بات طے ہو گئی۔ لیکن
ب سے بڑا مسئلہ تو اس ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کا ہے۔ اس کا پتہ
سی صورت بھی نہیں معلوم ہو رہا۔ میرا خیال تھا کہ عمران یا سیکرٹ سروس
نے ممبران کو اس کا یقیناً علم ہو گا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں نے یزید
س ریڈ سے چیک کر لیا ہے اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے ابلھے ہوئے
مجھے میں کہا۔

لیکن باس۔ اس کا فون نمبر تو معلوم ہے اور۔۔۔ مارٹن نے
کہا۔

لیکن یہ فون کس مقام پر ہے۔ اس کا باوجود کوشش کے پتہ نہیں چل
کا۔ راکھی کے زیر دجاؤس سے عمران اور اس کے ساتھی باہر ہی نہیں نکلے
رہ آ رہے ہیں۔ یہاں سے ذرا دور ہی معلوم ہو جاتا کہ وہ کہاں جاتے ہیں۔
لیکن نجانے وہ کہاں سے نکل گئے اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے ہونٹ

ریڈ۔ ٹی سے پاکوں کے سے انداز میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ ا
کے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھنجی ہوئی تھیں۔ اور وہ بار بار انہیں کھولتا
بند کرتا۔ اس کی آنکھوں سے جیسے شعلے سے پیک رہتے تھے۔ ا
چہرے پر جنون کے آثار نمایاں تھے۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں
ہوئیں۔ اور ٹہلتا ہوا ریڈ۔ ٹی تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف لپکا۔ اس نے ج
سے اس کا بٹن دبا دیا۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ مارٹن کا لنگ اور۔۔۔ بٹن دبتے ہی مارٹن کی آ
سنائی دی۔

یس۔ ریڈ۔ ٹی سپیکنگ اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے بھاری آد
میں کہا۔
باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ مطلوبہ فائل سیکرٹ سروس۔

چباتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جب وہ آپ کے ہتھے چڑھے ہی گئے تھے تو کم از کم آ کا خاتمہ تو کر دیتے تاکہ آئندہ وہ ہمارے آڑے نہ آتے اور“
مارٹن نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

”مارٹن۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھ پر اعتراض کر سکا ریڈ۔ ٹی نے حلق کے بل چھیختے ہوئے کہا۔

”س۔ س۔ سو ری باس۔ مم۔ مم۔ تو بس ایسے ہی خیال آگیا تھا اور“۔ مارٹن نے بڑی طرح ہکا ہوئے کہا۔ اس کی آواز بھی خوف سے لرز رہی تھی۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے مجھے ان لوگوں سے ہمہ روی تھی اس نے انہیں جانے کا موقع دیا۔ ایسی بات نہیں۔ میں سیکرٹ سر ہیڈ کو وارڈ کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ وہاں سے فائل حاصل آ لیکن اس ملک میں عجیب بات یہی ہے کہ یہاں سیکرٹ سر دس کے کا ہی کسی کو علم نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے ممبروں کو علم ہوگا۔“
میں نے انہیں ٹریس کر کے انہیں چیک کیا۔ لیکن وہ بھی اس سے نکلے۔ اس کے بعد دو ہی صورتیں رہ جاتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ ان ہلاک کر کے میں سارے راستے مسدود کر دیتا۔ دوسری صورت یہ کہ ان کے ذریعے ہیڈ کو وارڈ ٹریس کر لیتا۔ چنانچہ میں نے دوسری اختیار کی اور انہیں نکل بھاگنے کا موقع دیا۔ لیکن سارے آڈن آرگنوسائیکارینز موجود تھیں۔ جیسے ہی یہ سامنے یا عقبی طرف سے نکلے رینز کام شروع کر دیتیں۔ اور پھر نہ صرف ان کے نمٹے ٹھکانے ہمارے

ن آجاتے بلکہ ان کی بات چیت بھی چیک ہوتی۔ اور اگر ان میں سے کوئی ہیڈ کو وارڈ جاتا تو اس طرح ہم ہیڈ کو وارڈ بھی ٹریس کر لیتے۔ لیکن یہ لوگ بڑی توقع سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہوئے۔ یہ سجانے کہ ہر سے نکل گئے۔ ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے۔ کہ یہ سائیڈ کی خالی کوٹھی سے باہر نکلے ہوں۔ بہر حال اب ہم ایک بار پھر کھمبل اندھیرے میں ہیں اور“
ٹی نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سو ری باس۔ میں اتنی دور تک نہ سوچ سکتا تھا۔ البتہ سر دس کے ذہن میں ہیڈ کو وارڈ کو ٹریس کرنے کی ایک صورت آئی ہے۔ سیکرٹری وزارت دفاع کے اسسٹنٹ سے معلومات حاصل کرتے ہوئے مجھے ایک اشارہ ملا ہے۔ کہ سیکرٹ سر دس کے ہیڈ کو وارڈ کے متعلق وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان واقف ہیں اور“
مارٹن نے کہا۔

”وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان۔ لیکن وہ تو ختم نہیں ہو سکے۔ وہ ہماری مہٹ لسٹ میں تھے اور“۔ ریڈ۔ ٹی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”مہٹ لسٹ میں تو ضرور تھے۔ لیکن وہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے ختم نہیں ہوئے اور“۔ مارٹن نے جواب دیا۔

”اور۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک سے۔ آج ہی انہیں کیوں نہ ٹول لیا جائے۔ تم ایسا کر دو کہ انہیں انگو اکر کے ہیڈ کو وارڈ لے آؤ۔ اور“
ٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں انہیں لے آتا ہوں اور“۔ مارٹن

نے کہا۔
"خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے سیکرٹ سرورس ان کی نگرانی کر رہی ہو۔
کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے اور ریڈ۔ ٹی نے ہدایا
دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ ایسا ہی ہوگا اور۔" مارٹ
با اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ان کے ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی مجھے اطلاع دینا اور اینڈ آل"
ریڈ۔ ٹی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ریڈ۔ ٹی
چونک کر پہلے ٹیلی فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔
"یس۔" ریڈ۔ ٹی نے بھاری آواز میں کہا۔

"باس۔ میں دن زبرد بول رہا ہوں۔ ہم مشن نمبر دو میں کامیاب
گئے ہیں۔ تین اور اعلیٰ عہدیدار ختم ہو چکے ہیں۔ مجھے رپورٹ ملی۔
حکومت ان ہلاکتوں سے بڑی طرح بوکھلا چکی ہے۔" زبرد
نے کہا۔

"گتہ۔ تم ایسا کرو کہ اب وزیراعظم اور ان کی پوری کابینہ کو
کمرے کی دھمکی دے دو اور ساتھ ہی دو ارب روپے کی ڈیمانڈ
دو۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا تفصیلی پروگرام کیا ہوگا۔ کیونکہ مجھے اندازہ ہو رہا ہے
حکومت فوراً ہی رقم کی ادائیگی پر تیار ہو جائے گی۔" زبرد
نے کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مانیں گے۔ زبردوٹو کی
رکوردنگی صحیح نہیں ہے۔ مشن نمبر ایک تو میں نے خود ساتھ جا کر پورا کر
تھا لیکن مشن نمبر دو ناکام ہو گیا اور چار افراد مارے گئے۔ اب
میں نمبر تین پر وہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ اس کے پورا ہونے کے بعد
صحیح معنوں میں حکومت کا داغ اٹھے گا۔" ریڈ۔ ٹی نے تیز
لہجے میں کہا۔

"تو کیا ابھی زبردوٹو کے مشن نمبر تین کے نتیجے کا انتظار کیا جائے؟"
زیردون نے پوچھا۔

"وہ ہوتا ہے گا تم ایک ہفتے کی مہلت دے دو۔ اور ساتھ ہی
میں نمبر تین کا مبہم سا حوالہ دے دینا تاکہ وہ مشن پورا ہوتے ہی بات
منجھلتے۔ رقم حاصل کرنے کا وہی طریقہ ہے گا۔ یعنی سوئس بینک
میں رقم کا جمع ہونا۔" ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ایسا ہی ہوگا۔ زبردوٹو کا مشن نمبر تین وہی ڈیم
کی تباہی ہے ناں۔" زبردون نے پوچھا۔

"ناں۔ اور یہ ڈیم ان لوگوں کے لئے انتہائی اہم ہے۔ اس کی
تباہی کا مطلب آدھے دارا حکومت کی تباہی ہے۔" ریڈ۔ ٹی
نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مشین نمبر تین کا حوالہ دینے
سے وہ لوگ اپنی پوری قوت اس کی حفاظت پر لگا دیں اور ہمارا یہ مشن
کام ہو جائے۔" زبردون نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اجتناب ہو تم۔ ہمارا مقصد بھی تو یہی ہے۔ ورنہ ڈیم کے تباہ ہونے سے

سورج کی روشنی سے توانائی حاصل کر کے تباہ کاری مچانے والا بم۔ اس کی طاقت ہائیڈروجن بموں سے بھی کئی گنا زیادہ تھی اور یہ فارمولہ پاکیشیا کے ایک ذہین سائنسدان کی ایجاد تھی۔ اور اس پر سپیشل ڈیفنس لیبارٹری میں انتہائی خفیہ طور پر کام ہو رہا تھا۔ جب کہ اصل فائل دانش منزل میں رکھی گئی تھی۔ اور اب ریڈ۔ ٹی تباہ ہوا تھا کہ اُسے یہ فائل چاہیے بنجانے اس فارمولے کا راز کیسے بیرون ملک پہنچا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عمران اس بات پر بھی حیران تھا کہ اس قدر اہم ترین فارمولے کے حصول کے لئے ایک غیر معروف مجرم کو بھیجا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ریڈ۔ ٹی کسی سپر پاور سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ کوئی اور چھوٹی پارٹی ہے۔ لیکن یہ پارٹی کون ہو سکتی ہے۔

یہ سوچتے سوچتے عمران کو اچانک ایک خیال آیا۔ تو اس نے فون اپنی طرف کھسکا کر سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اور ریڈ۔ ٹی کی کوٹھی سے نکلنے کے بعد اس نے سب سے پہلے تمام حالات سے بلیک زیرو کو آگاہ کرنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ البتہ ٹائیکر کو اس نے بہ ایات دی تھیں کہ وہ میسج اپ میں اس کے فلیٹ کی مسلسل نگرانی کرے تاکہ اگر اس کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہو تو ان آدمیوں کو چیک کیا جاسکے اور اس کے ساتھ ساتھ عمران نے اُسے ایک رقعہ بھی دیا تھا۔ یہ رقعہ کوڈ میں تھا اور سیکرٹ سروس کے ایک انتہائی خفیہ سٹور سے جدید ترین گائیکر کے حصول کے لئے تھا۔ کیونکہ ریڈ۔ ٹی کی

عمر اسی ذہنی طوطی پر مبنی طرح الجھ گیا تھا۔ ریڈ۔ ٹی اہم مجرم تھا جو ہر بار نئے انداز میں سامنے آتا اور پھر ایک لمخت غارت نعلانی اور چوہان کے سامنے آیا تو پھر اس کو پٹی کی طرف کوئی لوٹا بلکہ نعلانی اور چوہان کے ذریعے اس نے سیکرٹ سروس کے ارکان کی رہائش گاہیں بھی آسانی سے تلاش کر لیں۔ اور اب نکلا تو اس کا کوئی پتہ نہ چل رہا تھا۔ کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ اور نے جو اصل مشن بتایا تھا کہ اُسے فائل ایس۔ ایکس۔ بی۔ ون کی تلاش۔ نو اس مشن نے اُسے اور بڑی طرح الجھا دیا تھا۔ کیونکہ یہ فائل دانش منزل میں موجود تھی۔ کیونکہ گذشتہ کافی عرصے سے فائلوں کے بعد اعلیٰ سطح پر ہی طے ہوا تھا کہ انتہائی اہم ترین فائلیں ایکسٹو میں رکھی گئی۔ اور یہ فائل بھی انتہائی اہم ترین تھی۔ یہ ایک کے فارمولے پر مبنی تھی۔ جسے محترم لفظوں میں سولہ بم کہا جاتا

بات اس کے ذہن میں بیٹھ گئی تھی کہ ریڈ۔ ٹی نگرانی کے لئے انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کر رہے۔ اس لئے عمران نے ٹائیکر کو سٹور سے یہ جدید ترین گائیکر حاصل کرنے نگرانی پر مامور کیا تھا تاکہ اس گائیکر کی مدد سے چیک کرنے والی مشینری کا بھی پتہ چلا یا جا سکے۔ دانش منزل پہنچ کر البتہ اس نے بطور ایک سٹوٹور کے انچارج کو ہدایت دے دی تھی کہ رقعہ لے آنے والے کو گائیکر دے دیا جائے۔

”یس۔ سپر کمرشل سٹور“۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک کاروبار ہی سی آواز سنائی دی۔

”چیف مینجر سردار سے بات کرنا۔ اٹا انا ایک سٹو“۔ عمران نے ایک سٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس۔ ہولڈ آن کیجیے“۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

اور عمران مسکرا کر رہ گیا۔ پیشل ڈیفنس لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کے لئے یہ سارا کوڈ سسٹم وضع کیا گیا تھا۔ اگر عمران ایک سٹو کا حوالہ نہ دیتے تو شاید سردار سے بات کرنا ہی اس کے لئے محال ہو جاتا۔

”داور بول رہا ہوں۔ فرمیتے“۔ چند لمحوں بعد سردار کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”سردار۔ ایک سٹو بول رہا ہوں۔ عمران سے بات کیجیے“۔ عمران نے احتیاطاً بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سردار۔ بات کرایتے“۔ دوسری طرف سے

سردار نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور عمران ان کے اس لہجے پر مسکرا دیا۔ کیونکہ سردار عمران کی اصل حیثیت کو جانتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ انتہائی ذمہ دار آدمی تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی عمران کی اس احتیاط میں اس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔

”عمران بول رہا ہوں سردار“۔ چند لمحوں خاموش رہنے کے بعد عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”ہاں بولو۔ کیا بات ہے“۔ سردار کا لہجہ اس بار سپاٹ تھا۔

”سردار۔ سنا ہے آج کل آپ پیٹ کے درد کی دوپو ریسیرچ کر رہے ہیں۔ لیکن سردہ چورن بیچنے والے تو نجانے کب سے آپ کا فارمولا چہرہ بازار میں چورن بیچتے پھر رہے ہیں“۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیسی دوا کیسا چورن“۔ سردار کا لہجہ غصیل تھا۔

”یقین کیجیے۔ آج میں بازار سے گزرا تو ایک آدمی سائیکل پر چورن کی بوتلیں رکھے آواز لگا رہا تھا۔ کہ پیٹ کے درد کے لئے داوری چورن خریدتے اور آزما لیجئے۔ داوری چورن اندر اور پیٹ کا درد باہر۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بھئی یہ داوری چورن کیا ہوتا ہے۔ تو کہنے لگا کہ سردار کا مخصوص فارمولا ہے“۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

” تو کیا اس کو اس کے لئے مجھے ڈسٹرب کیا ہے تم نے۔ جا
ہو میں کتنا اہم کام کر رہا ہوں۔“ سردار نے جھنجھلائے
لہجے میں کہا۔

” اس اہم کام کا کیا فائدہ۔ جو خفیہ ہی نہ رہ سکے اور بازار میں کا
رہا ہو۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
” کیا۔ کیا مطلب۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ صاف بات کہ
سردار کی ایک لخت چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

” پیٹ کی صفائی کے لئے ہی تو یہ چورن بے حد اکیسرتایا جاتا
سردار۔ لیکن آپ یہ تو سوچیں کہ آپ کا منصوبہ کتنی صفائی
لیک آؤٹ ہو گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

” اوہ۔ کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ میں جس منصوبے پر
کر رہا ہوں وہ لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ قنا
ناممکن۔“ سردار کے لہجے میں سختی تھی۔

” آپ اس ایس۔ ایکس۔ بی۔ ون چورن پر ہی کام کر رہے ہیں
وہی پیٹ کے درد کا چورن۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
” ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے اس چورن پر کا

رہا ہوں۔ لیکن تمہارے پیٹ میں یہ کیا درد اٹھلے ہے اچانک۔“
سردار نے عمران کی بات سمجھتے ہوئے جواب دیا۔ اس
کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کا عنصر بھی نمایاں

” میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ میں نے خود اس کے
چورن دیکھا ہے۔ لیکن شاید اسے پورے فارموں کے کا ابھی علم

ہے۔ اس لئے وہ صرف اسے داوری چورن کہہ رہا تھا۔ حالانکہ اسے
سردار ہی چورن کہنا چاہیے تھا۔“ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

” دیکھو عمران۔ مجھے تمہاری ان باتوں سے شدید الجھن ہو رہی ہے۔
چورن وغیرہ کا قصہ مجھ سے نہیں بچ سکتا۔ تم کھل کر بات نہیں کر
لگتے۔“ سردار نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد تیز لہجے
میں کہا۔

اور عمران سردار کی الجھن سمجھ گیا۔ سردار سا تسلسل سے جاسوس
بنے تھے کہ کوڈ ورڈز میں آسانی سے باتیں کرتے رہتے۔ انہیں واقعی
ہنی طور پر الجھن محسوس ہو رہی تھی۔

” کیا آپ کا فون کہیں سے سنا تو نہیں جا رہا۔“ عمران
نے پوچھا۔

” اوہ نہیں۔ تم اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو کھل کر بات کر رہے
ہے اسے پہلے ہی سیکور کر لیا تھا۔“ سردار نے چونک
کہا۔

” اچھا تو سردار صاحب۔ ایس۔ ایکس۔ بی۔ ون کی فائل کے
دل کے لئے ایک مجرم میدان میں آچکا ہے۔ اب بتائیے کہ یہ
سے لیک آؤٹ ہوا۔“ عمران نے اس بار براہ راست بات
تے ہوئے کہا۔

یہ ناممکن ہے۔ لیبارٹری سے یہ راز کیسے لیک آؤٹ ہو سکتا ہے۔
بانتے ہو کہ یہاں کس قدر زبردست حفاظتی انتظامات ہیں۔“

سردار نے یقین نہ آنے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ منصوبہ ابھی کسی سپر پاور کے پاس نہیں پہنچا کیونکہ جو مجرم سلسلے آئیے وہ معروف سا مجرم ہے۔ ظاہر ہے یہ باز کسی ایسے ملک کے پڑھا ہے جو اس لائن میں زیادہ بڑھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس وہ دوسرے درجے کے مجرم کو سامنے لے آیا ہے۔

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"چھوٹا ملک۔ لیکن وہ کون سا ملک ہو سکتا ہے۔ میرا خیال میں تو ایسا ناممکن ہے۔" سردار نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ کی لیبارٹری کا کوئی سائنسدان ٹھٹھی پر گیا ہو۔ یا کسی کانڈ میں شامل ہوا ہو۔ آخر کہیں نہ کہیں سے تو لیکچ ہوتی ہے۔" نے اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھٹھی۔ نہیں۔ کوئی ٹھٹھی پر نہیں گیا۔ ارے ہاں۔ ایس طاہر۔ چار پانچ ماہ پہلے ہالینڈ ایک سائنس کانفرنس میں ضرور تھا۔ لیکن ایس۔ ٹی طاہر تو انتہائی ذمہ دار سائنسدان ہے۔ اس قسم کی بات کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔" سردار چونکتے ہوئے کہا۔

"ایس۔ ٹی۔ طاہر۔ ہالینڈ گیا تھا۔ کیا ایس۔ ٹی۔ طاہر۔ لیبارٹری میں موجود ہے۔" عمران نے پوچھا۔
"ہاں۔ موجود ہے۔ اور وہ اس منصوبے پر کام کر رہا۔"

کیوں۔" سردار نے پوچھا۔

"آپ اس سے میری بات کراہیں۔ لیکن میں بطور ایکسٹریٹو بات کر دوں گا۔ اُسے میرا پس منظر بتا دیجیے گا تاکہ وہ کوئی بات چھیلنے نہیں۔" عمران نے کہا۔

"تو کیا تمہارا مطلب ہے کہ یہ لیکچ ایس۔ ٹی۔ طاہر سے ہوئی ہے۔ نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں وہ انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔" سردار نے کہا۔

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ غیر ذمہ دار ہے۔ آپ بات تو کراہیں۔" عمران نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ تم ہولڈ کر دو۔ میں اُسے بلاتا ہوں۔" سردار نے کہا۔ اور عمران خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد سردار کی آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں داد بول رہا ہوں جناب۔ ایس۔ ٹی۔ طاہر صاحب موجود ہیں۔" سردار نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ طاہر کے سلسلے میں اس سے بحیثیت ایکسٹریٹو بات کر رہے ہیں۔

"ایس۔ ٹی۔ طاہر نے بھی ایکسٹریٹو کے مقاصد لہجے میں کہا۔"

"ایس۔ ٹی۔ طاہر بول رہا ہوں۔" دو سرے لمحے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے میں ملکی سی پریشانی کی لہریں موجود تھی۔ جیسے اس کے لاشعور میں کوئی خون موجود ہو۔

"مسٹر طاہر۔ آپ ہالینڈ میں سائنس کانفرنس میں شرکت کرنے گئے تھے۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"یہیں۔ حکومت کی طرف سے مجھے بھیجا گیا تھا۔"

طاہر نے جواب دیا۔

"وہاں آپ کی ملاقات سائنسدانوں کے علاوہ کس کس آدمی ہوئی تھی۔ ذرا سوچ کر جواب دیجیے گا۔ کیونکہ ہمارے پاس آپ وہاں ملاقات کی مکمل تفصیل موجود ہے۔" عمران نے انتہا کبر خست لہجے میں کہا۔

"سر۔ مجھے تفصیل سے تو یاد نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو عرصہ کافی ہو گیا ہے دوسرا مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ مجھے اس قسم کا جواب دہی کرنی پڑے گی۔" طاہر نے اچھے ہوتے لہجے میں کہا۔
"مسٹر طاہر۔ میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں یہ میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔" عمران نے لہجے کو اور زیادہ سہ بنا تے ہوئے کہا۔

"سر۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں وہاں صرف تین دن تھا۔ اور اس دوران سائنسدانوں سے ملاقات کے علاوہ اور کسی میری بات نہیں ہوئی تھی۔ البتہ مجھے جس ہوٹل میں رکھا گیا تھا میری عدم موجودگی میں میرے کمرے کی تلاشی لی گئی تھی۔ میں جب اس پر احتجاج کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ تلاشی سرکار ہی طوری طور پر کی انٹیلی جنس نے لی ہے۔ اور مقصد صرف حفاظتی اقدام ہے۔" طاہر نے جواب دیا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ کمرے کی تلاشی لی گئی تھی۔ کیونکہ اگر تلاشی انٹیلی جنس نے لی تھی۔ تو وہ لوگ تو اسے ظاہر نہیں ہونے دیتے۔" عمران نے چونکا کر پوچھا۔

"سر۔ ویسے تو شاید مجھے معلوم نہ ہوتا لیکن میرے بیگ میں جو غذا کاغذات خاصے الٹ پلٹ ہو گئے تھے۔ جس سے میں چونکا تھا۔" طاہر نے کہا۔

"آپ کے بیگ میں موجود منہ صوبے کے متعلق بھی کاغذات تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"کاغذات تو نہیں تھے۔ البتہ میری پرسنل ڈائری میں اس کا ذکر ضرور تھا۔ لیکن بے حد مختصر الفاظ میں۔ صرف اپنی یادداشت لے طور پر۔ کوئی واضح بات نہ تھی۔" طاہر نے اٹکتے ہوئے اب دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کی کسی غیر متعلق آدمی سے ملاقات میں ہوئی۔" عمران نے پوچھا۔

"یہیں۔ مکمل یقین ہے۔ دراصل سر میں انتہائی کم آمیز آدمی ہوں۔ میں ویسے بھی کسی سے ملاقات پسند نہیں کرتا۔ اور ویسے وہاں مجھے اتنی فرصت ہی نہیں ملی۔" طاہر نے جواب دیا۔

"اور۔" عمران نے اپنی ڈائری سرد اور کودے دیجیے گا۔ میں سے دیکھنا پسند کروں گا۔" سیور سرد اور کودیجیے۔" عمران نے کہا۔

"یہیں۔" دوسرے لمحے سرد اور کی آواز سنائی دی۔

”سردار اور۔ ایس۔ ٹی۔ طاہر صاحب کی ڈائری آپ لے لیں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں منگوا لوں گا۔ گڈ بائی“۔ عمران نے کہا اور سردار کی بات سے بغیر سیورہ رکھ دیا۔

اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایس۔ ٹی۔ طاہر کی بات سن کر عجیب سی کھلبلی مچ گئی تھی۔ کیونکہ اس کے دوست فرنیٹک کا تعلق ہالینڈ انٹیلی جنس سے تھا۔ اور فرنیٹک یہاں ریڈ۔ ٹی کے پیچھے آیا اور اس کے کہنے کے مطابق ریڈ۔ ٹی نے ہالینڈ میں کارروائی کی وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اچانک اُسے ایک خیال آیا۔ اس جلدی سے دوبارہ سیورہ اکٹھا کیا اور نمبر ڈائل کئے۔

”یس سر۔“ چند لمحوں بعد فائن کال آپریٹر کی آواز دہی۔

”ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سپیکنگ۔ ہالینڈ۔ کی انٹیلی جنس۔ چیف کا نمبر معلوم کر کے بات کراؤ“۔ عمران نے لہجہ بدل کر حکمانہ آواز میں کہا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے موڈبانہ لہجے میں کہا گیا۔ عمران سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد سیورہ سے دوبارہ آواز نکلی۔

”یس۔ ہیگ سپیکنگ چیف آف انٹیلی جنس“۔

بھاری اور نامانوس آواز سنائی دہی۔

”میں رحمان بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس آف پاکیشیا، عمران نے اپنے والد کی آواز بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اُسے یقین

سردار رحمان کا تعارف لازماً مان سے ہوگا۔

”ادہ۔ رحمان صاحب۔ آپ۔ آج کیسے یاد کر لیا۔“ اچانک دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

”ایک بات پوچھنی تھی۔ یہ بتائیے کہ مسٹر فرنیٹک آپ کی انٹیلی جنس میں ہیں“

رحمان نے پوچھا۔

”مسٹر فرنیٹک۔ ہاں وہ میرا بڑا ذہین اور جی دار ایجنٹ ہے۔ کیوں آپ یوں پوچھ رہے ہیں۔“ ہیگ نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ آج کل یہاں پاکیشیا میں موجود ہیں۔ اور انہوں نے مجھے بتایا ہے۔ کہ وہ ایک مجرم ریڈ۔ ٹی کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ ریڈ۔ ٹی نے ہالینڈ میں حکومت کے خلاف کارروائی کی ہے۔“ عمران نے ہونٹ پیچھے ہوئے پوچھا۔

”ریڈ۔ ٹی۔ مجھے تو اس نام کے کسی مجرم کا علم نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس مجرم کی کسی کارروائی کا سرکاری طور پر ہمیں علم ہے اور فرنیٹک پاکیشیا کیسے پہنچ گیا۔ وہ تو ایک ماہ کی میڈیکل رخصت پر ایکرمیمیا گیا ہوا ہے۔“

ہیگ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”اچھا۔ یہ بتائیے کہ چند ماہ قبل ہالینڈ میں ایک سائنس کانفرنس ہوئی تھی۔ کیا آپ کو یاد ہے۔“ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ بہت بڑی کانفرنس تھی۔“ ہیگ نے جواب دیا۔

”اس کے حفاظتی اقدامات کا انچارج کون تھا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ٹھہریئے ایک منٹ۔ میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ ہولڈ کیجئے“

دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو رحمان صاحب۔۔۔ چند لمحوں بعد ہیگ کی آواز سنائی دے۔
”یس۔ فرمائیے۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس کانفرنس کے حفاظتی دستے کا اپنا
فرنیچ ہی تھا۔ لیکن رحمان صاحب یہ سلسلہ کیا ہے۔ میں تو بڑی طرف
گیا ہوں۔۔۔ ہیگ نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

”پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں۔ فرنیچ میرے لڑکے کے علی عمر
آکسفورڈ میں کلاس فیلو اور دوست رہا ہے۔ اس حیثیت سے وہ مجھ
آیا تھا تو بات چیت میں ریڈ۔ ٹی اور پھر اس کانفرنس کا ذکر آ گیا۔ میر
سوچا کہ چلو آپ سے تصدیق بھی کر لوں اور ملاقات کی تجدید بھی ہو جائے
عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ہیگ کو فوری طور پر چونک
چاہتا تھا۔

”لیکن اس نے کیسے کہہ دیا کہ ریڈ۔ ٹی کوئی مجرم ہے اور اس نے ہا
میں کوئی کارروائی کی ہے۔ اور پھر وہ ایکرمیا سے پاکیشیا کیسے پہنچ
ہیگ ابھی تک الجھا ہوا تھا۔

”میرے خیال میں اس نے مجھ پر رعب جانے کے لئے ایک فرضی
کا نام لے دیا ہوگا۔ اور باقی رہی پاکیشیا آنے والی بات۔ تو وہ میر
رہ کے کے ساتھ ہی آیا ہے۔۔۔ میرا لڑکا ایکرمیا گیا ہوا تھا وہاں دونوں
ملاقات ہو گئی اور پھر میرے لڑکے کے اصرار پر وہ اس کا مہمان بن کر آیا
آیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ ویسے وہ ہمارا اچھا اکیٹ۔

”کوئی بات۔۔۔“ ہیگ نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔۔۔ اچھا خدا حافظ۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر ایک
لنگے سے سیو۔ رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرا رہی
۔ جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

”اسی لمحے اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو اس نے چونک کر گھڑی کا ونڈیشن
دیا۔ تو ڈائل پر چھوٹا مندرسہ تیزی سے چلتے بچھنے لگا۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ ٹائیگر کالنگ اوور۔“ گھڑی میں سے ٹائیگر کی مخصوص
آواز سنائی دی۔

”یس۔ عمران اسٹنڈنگ اوور۔“ عمران نے اصل لہجے میں
ب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کے فلیٹ کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ
بانی بڑی جدید قسم کی مشینری سے کی جا رہی ہے۔ ایک سیاہ رنگ
کا۔ آپ کے فلیٹ سے کافی دور ایک گی میں گھڑی ہے۔ جس میں
افراد موجود ہیں۔ وہ مشین کے ذریعے وہاں سے باقاعدہ آپ کے فلیٹ
باہر اور اندر سے دیکھ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے

فلیٹ میں ہونے والی ہر فون کال بھی باقاعدہ ٹیپ کی جا رہی ہے۔ میں
یہ ساری چیکنگ اس اے۔ گائیگر سے کی ہے جو میں آپ کے دفتر
لے آیا تھا اور۔“ ٹائیگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”گڈ۔۔۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر وہ سپیشل گائیگر استعمال نہ کیا جاتا
تو نگرانی کسی صورت نظروں میں نہ آتی اور۔“ عمران نے مسکراتے
تے جواب دیا۔

"یس سر۔۔۔ ہمیں تو اندازہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ اس طرح بھی ننگ جاسکتی ہے اور۔۔۔" ٹائیگر نے کہا۔

"تم وہیں کٹھرو۔ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھیجتا ہوں۔ وہ اور کو کار سمیت دانش منزل پہنچا دیں گے اور۔۔۔" عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب۔۔۔ میں کیفے روم کے سامنے موجود۔۔۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور عمران نے اور اینڈ آف کمرہ کر گھڑی کا ونڈیشن دیا کہ مال کیا اور پھر سیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ابھی اس آدھے ہی نمبر ڈائل کئے تھے کہ اچانک رک گیا۔ اور ایک طویل لمبے کہ سیور واپس رکھ دیا۔ اُسے درمیان میں خیال آیا تھا کہ ممبر کی بجائے دوسرے خفیہ ٹھکانوں پر ہیں جہاں ٹیلی فون نہیں ہیں۔ اس نے اٹھ کر الماری میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر سب فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ عمران کالنگ اور۔۔۔" عمران نے بار بار یہ دوہرا نثار شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔ صفدر اسٹنڈنگ اور۔۔۔" چند لمحوں بعد صفدر آواز سنائی دی۔

"صفدر۔۔۔ تم کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر میرے فلیٹ۔۔۔ مقابل ذرا ہٹ کر کیفے روم کے سامنے پہنچ جاؤ وہاں ٹائیگر موجود ہے وہ تمہاری راہنمائی ایک گلی کی طرف کرے گا۔ جس میں ایک کار دو سمیت موجود ہے۔۔۔ تم نے ان دونوں آدمیوں کو اغوا کر۔۔۔"

ن کار سمیت دانش منزل پہنچا رہے۔ تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔ کار میں ایسی مشینری موجود ہے جس سے میرے فلیٹ کی نگرانی کر سکتے ہیں اُسے نقصان نہ پہنچے۔ اور بیٹھ کر اور ٹر پینچ کر چیپٹس کو رپورٹ کرنا باقی ہدایات وہی دیں گے اور۔۔۔" عمران نے تجویز دے کر کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم ابھی پہنچ جاتے ہیں اور۔۔۔" صفدر نے جواب دیا اور عمران نے اور اینڈ آف کمرہ کو رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے آپریشن روم میں گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی اور کرسی پر بیٹھے عمران نے چونک کر سامنے دو واڑے کے اوپر لگی ہوئی سکرین پر دیکھا جس پر دانش منزل کے پھاٹک کا بیرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ اور سکرین پر بلیک زیرو منہ اٹھائے کھڑا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا تو پھاٹک کھلتا دکھائی دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"یہ تم پھاٹک پر اونٹ کی طرح منہ اٹھائے کیوں کھڑے تھے" عمران نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"اس لئے تاکہ آپ اطمینان سے چہرہ سکرین پر دیکھ سکیں" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔
"لیکن نکیل تو مجھے نظر آتی نہیں" عمران نے کہا۔

"وہ یہاں آپریشن روم میں جو بیٹھی تھی پھاٹک پر کیسے نظر آ جاتی" بلیک زیرو نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اور عمران اس کے خوب صورت

جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر منہس پڑا۔ وہ جس طرح خود فقرے چست لطف لیتا تھا اسی طرح دوسروں کی طرف سے چست کئے گئے غولہ فقروں پر بھی پورا پورا لطف لیا کرتا تھا۔

”اس کا مطلب ہے۔ باہر کی ہوا تمہیں ماس آتی ہے۔“

نئے منہس ہوتے کہا۔

”اب اتنی بھی ماس نہیں کہ آپ مجھے باہر کی ہوا کھلانے کے چکر سیکرٹ سروس سے ہی فارغ کر دیں۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران ایک بار پھر منہس پڑا۔

”اچھا اب تم اندر کے ماحول سے ایڈجسٹ ہو چکے ہو گے۔ اس رپورٹ دو کیا تیرا ماد آتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے تیرا کہ نہیں بلکہ کھا کہ آیا ہوں۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَجْعُونَ۔ پھر چاول وغیرہ کب کو ملیں گے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چاول کھانے کی بھی نوبت آجائے گی۔ فی الحال یہ دیکھئے۔“

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جبیب سے اس نے ایک سی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

”یہ کیا ہے۔“ عمران نے چونک کر ڈائری بلیک زیرو کے سے لیتے ہوئے کہا۔

”اس میں ایک صفحہ میں نے موڑ دیا ہے۔ اسے پڑھ لیں۔“

بلیک زیرو کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور عمران نے ڈائری کھول کر مڑ

دق سیدھا کیا اور پھر اسے پڑھنے لگا۔

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ میرا اندازہ درست نکلا۔ فرنیک وہ نہیں جو اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے۔ ویسے بھی میں نے تمہارے جلنے کے بعد اس بارے میں خاصی تصدیق کر لی ہے۔“ عمران نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بلیک زیرو کو سردا اور پھر ہالینڈ کے انٹیلی جنس کے چیف ہیگ سے ہونے والی بات چیت سنا دی۔

”ادھ۔ تو پھر یہ ریڈ۔ ٹی یقیناً یہ فرنیک خود ہی ہو گا۔ یہ ڈبل کر اس کو رہا ہے۔ ادھر انٹیلی جنس کا آفیسر بھی ہے اور ادھر مجرم بن کر بھی کارروائیاں کرتا پھر رہا ہے۔“ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس ڈائری سے بات واضح ہو گئی ہے۔ وہ خود ریڈ۔ ٹی نہیں ہے۔ بلکہ اس نے پورا گروپ ترتیب دیا ہوا ہے۔ جس کا انچارج تو

ریڈ۔ ٹی ہے۔ لیکن ریڈ۔ ٹی کا باس یہ فرنیک ہے۔ ورنہ ڈائری میں صرف وہ ریڈ۔ ٹی لکھتا۔ ریڈ۔ ٹی کے ساتھ چیف باس کا لفظ نہ لکھتا۔ اور اب مجھے اس کا طریقہ کار بھی سمجھ آ گیا ہے۔ ریڈ۔ ٹی دارداتیں کرتا ہے۔ اور یہ انٹیلی جنس آفیسر بن کر اس ملک کی انٹیلی جنس کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اس طرح ریڈ۔ ٹی کے خلاف ہونے والی تمام کارروائیاں سے پوری طرح آگاہ رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے عین موقع پر ریڈ۔ ٹی کو ہدایات مل جاتی ہوں گی۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن سردا اور ہیگ سے تو بات اب ہوئی ہے۔ اس سے پہلے آپ کو فرنیک پر کیسے شک ہوا۔ جو آپ نے مجھے اس کے کمرے

کی تلاشی کے لئے بھیجا۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔
 "شک مجھے اس لئے پڑا تھا کہ فرینک سیکرٹ مروس۔
 ہیڈ کو آرڈر کی مسلسل ٹوہ میں تھا۔ اس کا بار بار اصرار یہی تھا کہ کسی طرز
 ہیڈ کو آرڈر کا پتہ چل جائے۔ اور ہیڈ۔ ٹی نے بھی ہیڈ کو آرڈر کا
 پتہ چلانے کے لئے سارا کھیل کھیلا۔ بہر حال پہلے تو صرف شک
 تھا۔ اب تو مسئلہ حل ہو گیا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہ
 اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کو کوئی بات کرتا۔ تیز سیٹی کی آ
 ایک بار پھر گونجی اور اس بار عمران اور بلیک زیرو دونوں نے چونک کر
 دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین کو دیکھا۔ پھاٹک کے باہر ایک
 رنگ کی کار کھڑی تھی اس کے پیچھے سفید رنگ کی کار تھی۔ سیاہ
 کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ پچھلی
 کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر پھاٹک کھولنے والا بٹن دبا دیا تو پھاٹک
 لگا اور اس کے ساتھ ہی سکرین آن ہو گئی۔
 "یہ کسے آئے ہیں۔" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا
 "میں یہاں تمہاری کرسی پر تمہاری طرح فارغ تو بیٹھنے سے رہا۔
 لئے میں نے سوچا کہ چلو کچھ کام ہی کر لیا جائے۔" عمران
 مسکرتے ہوئے کہا۔
 "کمال ہے۔ آپ نے تو اس کرسی پر بیٹھتے ہی بخانے کیا کیا کر ڈ
 بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
 "بھئی رزق حلال کھانا چاہیے۔" عمران نے سر ملاتے ہوئے

اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔
 اسی لمحے میز کے کنارے سے صفدر کی آواز ابھری۔
 "۔۔۔ صفدر بول رہا ہوں۔ دونوں آدمیوں کو گیسٹ روم میں
 ڈال دیا گیا ہے وہ بے ہوش ہیں۔ کار پشیل گیراج میں ہے۔ مشین اس
 میں موجود ہے۔" صفدر کی موڈ بانہ آواز سنائی دی۔
 "کوئی پریشانی تو نہیں ہوتی۔" عمران نے ایک ٹوکے لہجے
 میں کہا۔
 "نہیں۔۔۔" عمران صاحب کی ہدایت کے مطابق ہم ٹائیگر سے
 ملے اور پھر اس کار تک پہنچے۔ وہ لوگ کار کے اندر اطمینان سے بیٹھے
 ہوئے تھے۔ گلی سنسان تھا اس لئے انہیں سر پر ضربیں لگا کر بیہوش
 کر دیا گیا۔ پھر چونکہ ہم نے یہاں آنا تھا اس لئے ٹائیگر وہیں سے چلا گیا۔
 اور ہم انہیں کار سمیت لے کر یہاں آ گئے۔" صفدر نے جواب دیا
 "ٹھیک ہے اب تم دونوں جا سکتے ہو۔" عمران نے مخصوص لہجے
 میں کہا اور ساتھ ہی اس نے پھاٹک کھولنے والا بٹن دبا دیا۔
 "یہ کون لوگ ہیں عمران صاحب۔" بلیک زیرو نے پوچھا اور
 عمران نے اسے مختصر طور پر بتا دیا۔
 "میں ذرا ان سے ان کے ہیڈ کو آرڈر کا پوچھ لوں۔" عمران نے
 کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ملادیا۔ عمران تیز تیز
 قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

"باس آپ کو رپورٹ تو ساتھ ساتھ مل رہی ہے۔ ویسے ابھی تھوڑی دیر پہلے مارش کی کال آئی تھی۔ اس نے حتی طور پر پتہ چلا لیا ہے کہ مطلوبہ فائل سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ایکسٹو کی تحویل میں ہے۔ لیکن چونکہ اب ہیڈ کوارٹر کا اتہ پتہ معلوم نہ ہو رہا تھا اس لئے مارش نے ایک اور محل مکان سے۔ اس نے بتایا ہے کہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو جانتے ہیں۔ یہ سیکرٹری سہادی ہٹ لسٹ میں تھا لیکن یہ اس لئے قتل ہونے سے بچ گیا کہ یہ ان دنوں ملک سے باہر تھا۔ چنانچہ میں نے اُسے حکم دے دیا ہے کہ وہ سر سلطان کو فوری طور پر اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر میں لے آئے۔ میرا خیال ہے کہ اس بار ہم کامیاب رہیں گے۔" ریڈ۔ ٹی نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اچھا آئیڈیا ہے۔" فرنیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے باس ہمارے سائیڈ مشن اب تک کامیاب جا رہے ہیں۔ ابھی وزیر وٹو نے اطلاع دی ہے کہ حکومت کے تین اہلکار اعلیٰ اہمیت پر تھم چکے۔ چنانچہ میں نے اسے فائل کال دے دی ہے۔ کہ وہ وزیر اعظم کی کابینہ کو ہٹ کرنے کی دھمکی دے دے۔ اور ساتھ ہی دوا بیلے کی ڈیمانڈ بھی دے دے۔ وزیر وٹو کا خیال تھا کہ حکومت فوراً رٹم دانیگی پر تیار ہو جائے گی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ کامیشن نمبر دو ناکام ہو گیا ہے۔ ہاں اگر ان کامیشن نمبر تین کامیاب ہو گیا تو پھر حکومت بوکھلا جائے گی۔ بہر حال ڈیمانڈ تو ان تک پہنچ جائے۔ بعد میں ہو گا دیکھا جائے گا۔" ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"بیچ۔ بیچ۔ چیف باس آپ اور یہاں۔" ریڈ۔ ٹی منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔ کیونکہ دروازے پر فرنیک کھڑا تھا۔

کامیاب باس۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتا۔" دروازے میں کھڑے فرنیک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن باس پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔" ریڈ۔ ٹی بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب تو ہو گیا ہے۔ بیٹھو۔" فرنیک نے یکے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور خود آگے بڑھ کر میز کے سامنے رکھی کر۔

بیٹھ گیا۔ ریڈ۔ ٹی بھی سر جھکتا ہوا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ کے ہرے پر ابھی تک حیرت کے آثار موجود تھے۔

"میشن کی کیا پوزیشن ہے۔" فرنیک نے کرخت لہجے میں

ہوں کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ مشن نمبر تین واقعی کامیاب ہو جا
گا۔ فرنیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”بالکل باس۔ اس بار زیر دٹو نے بڑے ٹھیک ٹھاک انتظامات
ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان انتظامات کے سامنے ڈیم نہ ٹھہر سکے گا۔“
ریڈ۔ ٹی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”گڈ۔ کب کی فائنل کال ہے اس مشن کے لئے؟“ فر
نی نے پوچھا۔

”کل رات کی باس آپ کو تو علم ہے۔“ ریڈ۔ ٹی نے حیر
بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن وہ فائنل مشن کا کیا ہوگا۔ اصل مسئلہ تو حا
میں ہی نہیں آ رہا۔ پارٹی جلد ہی جلدی کا شور مچاتے ہوئے ہے۔“
فرنیک نے سخت لہجے میں کہا۔

”وہ بھی ہو جائے گا باس۔ یہاں واقعی آکر معلوم ہوا ہے
ہیڈ کوارٹر کو اس قدر خفیہ بھی رکھا جا سکتا ہے۔ کسی صورت اس کا پتہ
چل رہا۔ آپ کو کچھ پتہ چلا۔ آپ کہہ رہے تھے کہ آپ انٹیلی جنس
سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملیں گے وہ عمران کا دست ہے اُس
معلوم ہوگا۔“ ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

”نہیں۔ وہ بھی لاعلم ہے۔“ فرنیک نے مختصر سا جواب
ہوئے کہا۔

”ادہ۔ اب تو صرف یہی صورت ہے کہ سر سلطان سے
پر پوچھا جائے۔“ ریڈ۔ ٹی نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ فرنی

جواب دیتا میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس ریڈ۔ ٹی سپیکنگ۔“ ریڈ۔ ٹی نے سیور اٹھا کر تیز لہجے
میں کہا۔

”مارٹن بول رہا ہوں جناب۔ ہیڈ کوارٹر سے سیکرٹری وزارت
رجسٹر سلطان کو اغوا کر کے یہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ زیر دروم میں اب
یہ کیا حکم ہے۔“ دوسری طرف سے مارٹن کی آواز سنائی دی۔

”کوئی مسئلہ۔ کوئی پریشانی۔“ ریڈ۔ ٹی نے پوچھا۔
”نوسر۔ سر سلطان کو ٹی میں اکیلے تھے ان کے بچے کہیں گئے
تھے۔ صرف دو ملازم تھے جنہیں گولی مار دی گئی ہے۔ تعاقب کا بھی
حال رکھا گیا ہے۔“ مارٹن نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں خود زیر دروم میں آ رہا ہوں۔“
ٹی نے کہا اور سیور دکھ دیا۔

”باس۔ آپ چلیں گے یا.....“ ریڈ۔ ٹی نے چھکتے ہوئے
کہا۔

”ہاں چلو۔ میں خود بھی اب اس مسئلے کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔“ فرنیک
کو کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ریڈ۔ ٹی اٹھ کر دروازے کی طرف

آئے باس۔ زیر دروم نیچے تہہ خانے میں ہے۔“ ریڈ۔ ٹی
کہا۔

”تم آگے چلو۔ میں تمہارے پیچھے ہوں۔“ فرنیک نے سر ہلاتے
کہا۔ اور ریڈ۔ ٹی سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ فرنیک

اس کے پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے کے دروازے پر پہنچے جس کے سامنے دو مسلح آدمی موجود تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو دیکھ کر باقاعدہ مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ریڈ۔ٹی کے اشارے پر دروازہ کھول دیا۔ ریڈ۔ٹی اور فرنیٹک اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک بڑا مال کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک کرسی پر سر سلطان رسیوں سے بنا ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھے، سر پیرا اور غن جمنے کا نشان بھی نمایاں تھا۔ دروازے کے قریب ہی دو آدمی دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ جب کہ ایک آدمی کرسی کے کھڑا تھا۔

”اسے ہوش میں نہیں لے آئے مارٹن“۔ ریڈ۔ٹی نے کرسی قریب پہنچتے ہی ساتھ کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”آپ نے حکم تو نہیں دیا تھا باس۔ اب لے آتا ہوں۔“
کہا۔ اور مڑ کر پوری قوت سے سر سلطان کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ ایک ہی تھپڑ سر سلطان کو ہوش کی داد ہی میز لیا اور انہوں نے گمراہ کر آکھیں کھول دیں۔ مارٹن دوسرا تھپڑ مارا۔ تھا کہ فرنیٹک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ اور مارٹن سر جھکا پیچھے ہٹ گیا۔

”تم کون ہو۔ اور میں کہاں ہوں“۔ سر سلطان نے سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
”تم ہماری قید میں ہو۔ سر سلطان۔ تمہیں شاید معلوم ہو گیا

کہ تم بھی ہماری بہت لسٹ میں تھے۔ لیکن بیرون ملک کے دورے کی وجہ سے تم بچ گئے تھے۔ لیکن ہم اپنی بہت لسٹ کو ہر صورت میں مکمل کرنے کے عادی ہیں۔“۔ ریڈ۔ٹی نے بڑے حکمانہ لہجے میں سر سلطان سے اطمینان ہو کر کہا۔

”اوه اوه۔ تو تم ریڈ۔ٹی کے آدمی ہو۔“۔ سر سلطان نے نٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”آدمی نہیں۔ میں خود ریڈ۔ٹی ہوں۔ سمجھے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار جاؤ۔ لیکن ہاں ایک صورت میں تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ اگر تم سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو۔“۔ ریڈ۔ٹی نے سخت لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر۔ مجھے کیا معلوم۔ میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں تو وزارت خارجہ سے متعلق ہوں۔“۔ سر سلطان نے گھبریر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ پتہ بتا دو تو میں تمہاری جان بخشی کر سکتا ہوں۔ یہاں موجود مشین گنوں کے پورے برسٹ ایک لمحے میں تمہاری چھٹی کرا گئے۔“۔ ریڈ۔ٹی نے چختے ہوئے کہا۔

”تم جو چاہو کرو۔ جب مجھے معلوم ہی نہیں تو میں بتاؤں گا کیا۔“۔ سر سلطان کے لہجے میں اعتماد تھا۔

”سنو بوڈھے۔ تم ریڈ۔ٹی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ میں چاہوں تو بے دماغ کے اندر جھانک کر سب کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔ لیکن اس وقت میں تمہاری بوڈھی کھوپڑی چٹخ جائے گی۔“۔ ریڈ۔ٹی نے

ہونٹ بھیجے ہوئے کہا۔

”کھردریڈ۔ ٹی میں پوچھتا ہوں دیکھو یہ کیسے طوطے کی طرح بتا اچانک قریب کھڑے فرنیک نے تیز لہجے میں کہا۔

اور ریڈ۔ ٹی حیرت سے فرنیک کو دیکھنے لگا۔ فرنیک آگے بڑھا سر سلطان کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سر سلطان آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ لیکن سر سلطان کی آنکھوں میں تاثر نہ تھا وہ بالکل سچاٹ تھیں۔ اچانک فرنیک نے اپنی دائیں گال کو نوا دیا جیسے سر سلطان کو آنکھ مار رہا ہو اور سر سلطان ایک نوحہ طرح چوک پڑے۔

”سر سلطان۔ میں عمران کا کلاس فیلو اور دوست فرنیک ہوں میرا تعلق بالینڈ کی ایٹلی جنس سے ہے۔ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر آپ سر سلطان کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتادیں تو یقین کریں آخر کار فائدہ پاكیشتیا کا گا۔“ فرنیک نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اگر تم عمران کے دوست ہو تو پھر تم اس مجرم کے سا کھڑے ہو۔ یہ تو تمہیں باس کہہ رہا ہے۔“ سر سلطان نے بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”آپ اس مسئلے کو نہیں جانتے۔ یہ پیچیدہ چکر ہے۔ آپ کا اس کو کرنا فضول ہے۔“ فرنیک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھ سے عمران نے تمہارے بارے میں ذکر کیا ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ لیکن اس طرح نہیں۔ یہ مسلح اہل چلے جائیں تب تبادلہ گا۔“ وہ نہ میرا ضمیر مجھے ہمیشہ کچھ کے

ہے گا۔ کہ میں نے جان بچانے کے لئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتایا ہے۔“ سر سلطان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ریڈ۔ ٹی مسلح افراد کو باہر بھیج دو۔“ سر سلطان درست لہجے میں کہا۔ فرنیک نے مرگ کر ریڈ۔ ٹی سے کہا۔

”مگر باس۔“ ریڈ۔ ٹی نے کچھ کہنا چاہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔“ فرنیک نے سخت لہجے میں کہا۔

ریڈ۔ ٹی نے مسلح افراد اور مارٹن کو کمرے سے باہر جانے کے لئے کہا۔ وہ مسلح افراد خاموشی سے دروازے سے باہر نکل گئے۔ مارٹن بھی ان کے پیچھے تھا۔

”دروازہ اندر سے بند کر دو ریڈ۔ ٹی تاکہ سر سلطان کو پوری طرح تسلی ہو جائے۔“ فرنیک نے کہا۔

اور ریڈ۔ ٹی سر ہلاتا ہوا مرگ کر دروازے کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے فرنیک نے ایک سخت گھوم کر پوری قوت سے اس کی گدی پر مٹھلی کی دھار ضرب لگائی اور ریڈ۔ ٹی چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر گر گیا۔ اسی لمحے فرنیک کی لات حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹوپوری قوت سے نیچے گر کر پلٹنے کی کوشش کرتے ہوئے ریڈ۔ ٹی کی کنپٹی پر پڑی۔ اور ریڈ۔ ٹی کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اور اس کے ہاتھ پیر نکلیتے ہوئے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ فرنیک اس کے بیہوش تہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے اسے اندر لاک کر دیا۔

”کیا تم واقعی عمران ہو۔“ سر سلطان کے لہجے میں حیرت

"مارٹن۔ ایک اہم مسئلہ سامنے آ گیا ہے۔ یہاں ہیڈ کوارٹر میں جتنے ہی افراد موجود ہیں۔ انہیں اکٹھا کر کے بڑے ہال میں پہنچ جاؤ۔ چیف اس ادارے میں ابھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ جلدی کرو وقت بے حد کم ہے"۔
 عمران نے کہا۔

"لیکن باکس"۔ مارٹن نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "جو میں کہہ رہا ہوں وہ کروائسنس"۔ عمران نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

"یس باکس"۔ مارٹن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیوں دکھ دیا۔ اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا باکس نکالا۔ اور اس کی سائینڈ میں لگا ہوا ایریل کھینچ کر اُسے اُدسچا کیا۔ اور پھر باکس کی سائینڈ میں موجود بشن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ اور"۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ جولیا بول رہی ہوں اور"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا۔ تمام ممبرز کو کھٹی کے گرد پہنچ چکے ہیں اور"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ سب موجود ہیں۔ اور تمہاری طرف سے کاشن کا انتظار تھا اور"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"سنو۔ کھٹی کی مین عمارت میں برآمدے کے سامنے ایک گیندری

بھری آواز نکلی۔

"آئی کوڈ میں ساری بات سمجھنے کے باوجود ابھی تک آپ پوچھ رہے ہیں کہ زلیخا مرد بھتی یا عورت"۔ فرنیکی نے مرکڑ مسکراتے ہوئے عمران کی اصل آواز میں کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے تیزی سے سلطان کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

"لیکن تم یہاں اتنے اطمینان سے موجود ہو۔ میں تو واقعی بڑی گیتا تھا"۔ سلطان نے کہا۔

"اپریشن مکمل کرنے سے پہلے مجھے پتہ چل گیا کہ آپ کو اغوا یہاں لایا جا رہا ہے۔ اس لئے میں فائنل کال دینے سے رک گیا۔ آپ کو ختم نہ کر دیا جائے یا کہیں اور نہ لے جایا جائے"۔
 نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے ایک کونے میں موجود میز پر پڑے انٹرکام کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جلدی سے انٹرکام کا رسیو راٹھا لیا۔

"یس"۔ رسیو سے ایک بھاری سی آواز ابھری۔
 "مارٹن سے بات کراؤ۔ اُسے اپنے پاس بلا لو۔ ایک ضرورہ ہے"۔ عمران نے ریڈ۔ ٹی کے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا باکس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور لمحے خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد مارٹن کی حیرت بھری آواز پر گونج اٹھی۔

"یس باکس"۔ مارٹن کے لہجے میں حیرت بھتی کہ اُسے تہہ فلنے سے بلا کر انٹرکام پر بات کیوں کی جا رہی ہے۔

ہے۔ اس گیلری کے دائیں طرف پہلا دروازہ ایک بڑے ہال کمرے کا
یہاں موجود تمام مسلح افراد اس ہال کمرے میں جمع ہیں۔ تم صفدر کو پہلے
بھیجو۔ اس کے پاس گیس بم ہیں وہ اس ہال کمرے میں گیس بم پھینکے گا
سب لوگ بے ہوش ہو جائیں تو سارے ممبرز اندر داخل ہو کر انہیں کو
گے۔ اس کے بعد مجھے کال کرنا۔ اور اینڈ آل۔ — عمران
تیز لہجے میں کہا۔ اور نیک کا بٹن دبا دیا۔

”تو تم پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے“ — سلطان
ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ اور میں یہاں قتل و غارت اس لئے نہیں چاہتا کہ یہاں
قریب ہی وہ ہوٹل ہے یہاں اصل فرنیچ موجود ہے۔ اس لئے ہو
کہ یہاں فائرنگ یا دھماکوں کی آوازیں اس تک پہنچ جائیں۔“ — عمر
کہا اور سلطان نے سر ہلا دیا۔ ان کے چہرے پر عمران کے
تحسین کے آثار موجود تھے۔

شیلے فون کی گھنٹی بجتے ہی فرنیچ نے چونک کر فون کی طرف
دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔
”یس۔۔۔ فرنیچ کے لہجے میں سختی تھی۔

”ریسیشنٹ بول رہا ہوں جناب۔ ایک صاحب علی عمران آپ سے ملنا
چاہتے ہیں۔“ — ایک موڈ بانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔۔۔ اوہ ٹھیک ہے۔ انہیں بھیج دو۔“ — فرنیچ
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور سیور رکھ دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں
حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ کیونکہ علی عمران پہلی بار اس کے کمرے
میں ملنے آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ اور فرنیچ نے اٹھ کر
دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی عمران کھڑا تھا۔ اس کا لباس خاصا
مضحکہ خیز تھا۔۔۔ سرخ پتلون۔ زرد قمیض اور نیلا کوٹ۔ اور چہرے پر

تو آؤ چلو میں تمہیں پیشل جیل لے چلتا ہوں۔" — عمران نے اسی طر
مطہن ہجے میں کہا۔

"ریڈ۔ ٹی وہاں کیسے پہنچ گیا۔" — فرنیک نے ہونٹ کٹتے
پوچھا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب
رینگ چکا تھا۔

"بھئی جیل میں لوگ کیوں جلتے ہیں۔ ظاہر ہے جرم کرتے ہیں تو جلا
ہیں۔ پھر ریڈ۔ ٹی نے تو خاصا اودھم مچا رکھا تھا۔ کسی اعلیٰ عہدیدار قتل کر
پادر ہاؤس کو اچھا خاصا نقصان پہنچایا۔ اب وہ ڈیم کو تباہ کرنے
تیار ہی کر رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کے بعد جیل ہی ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔
تمہیں یہ بات سن کر اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے۔ تم تو خود انیشلی جنسز
آفیسر ہو۔ تمہارا تو کام ہی مجرموں کو جیل پہنچانا ہے۔" — عمران۔

کہا۔
"مجھے یقین نہیں آ رہا۔" — فرنیک کے چہرے پر شدید تدا
کے آثار تھے۔

"ہاتھ لنگن کو آرسی کیا۔ آؤ چل کر دکھا دیتا ہوں۔" — عمران۔
بڑے سادہ ہجے میں کہا۔

"تم نے دیکھا ہے ریڈ۔ ٹی کو۔" — فرنیک نے چند لمحے خام
منے کے بعد کہا۔

"نہ صرف اُسے دیکھا ہے بلکہ اس کے چہن باس کو بھی دیکھا۔
کہو تو اس کا حلیہ بھی تباہوں۔ ویسے حلیہ بتانے کی ضرورت نہیں
دیکھ لو تو سب کچھ سامنے آجائے گا۔" — عمران نے بڑے معہ

سے ہجے میں کہا۔ اور فرنیک کا چہرہ یک لخت مسخ ہو گیا۔ اس نے
انتہائی پھرتی سے جیب سے ہاتھ باہر نکالا۔ لیکن دوسرے لمحے ہلکا سا
دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ہاتھ میں نظر آنے والا ریوا اور اڑ کر دور جا گیا۔
عمران کے کوٹ کی جیب میں سوراخ البتہ نظر آنے لگا گیا تھا۔

"اتنی بھی جلد ہی کیا تھی مسٹر فرنیک عرف چہن باس آف ریڈ۔ ٹی۔
اپنے لوگ ٹھنڈا کر کے کھاتے ہیں۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض
ہاتھ میں ریوا اور پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح باوردی آدمی
تھے۔

خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔" — فیاض نے بڑی طرح دھاڑتے ہوئے
کہا۔

"آہستہ۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض آہستہ۔ یہ بھی تمہارے ہی ٹھکے اور
تمہارے ہی۔ ایک کا آفیسر ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور فرنیک کی آنکھیں تیزی سے پھلتی چلی گئیں۔
تت۔ تت۔ تم مجھ پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتے۔"
فرنیک نے رک رک کر کہا۔

"بھئی میں نے تو سو پر فیاض کی بڑی سنتیں کی ہیں کہ وہ ٹل جلتے آخر تم
برے دوست اور کلاس فیلو سے ہو پھر خلتے پڑھے لکھے ہو آکسفورڈ
سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری تم نے حاصل کر رکھی ہے۔ لیکن یہ ماننا ہی
ہیں۔ اب کیا کروں مجبور ہی ہے۔ آفیسر آدمی ہے۔" — عمران نے
کہا۔ اس دوران فرنیک کو قابو میں کر کے اس کے ہاتھ میں کلپ ہتھکڑی

فرماتے ہیں۔ یار۔ ویسے تمہاری اداکاری غضب کی ہے۔ اس چکر میں
 الجھنے کی بجائے اگر تم ہالی وڈ کا رخ کر لیتے تو یقیناً جانو دنیا کے بہترین
 ہیرو بن سکتے تھے۔ تم نے خواہ مخواہ مجھے بھی میزبانی کے چکر میں
 لگا دیا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فلموں کا سن کر
 ایک کاہرہ یک لخت مایوسی سے لٹک گیا۔
 کاشش میں تمہیں گولی مار دیتا۔ فرینک نے بے اختیار
 بڑاتے ہوئے کہا۔

"گولی مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارا دن میں شو دیکھ دیکھ کر میں
 جاں طلب ہوتا جا رہا تھا۔ یہ تو اتفاق تھا کہ ریڈ۔ ٹی صاحب سے مراد ہے
 ملاقات ہو گئی اور شو کے پیچھے موجود ہدایت کار کا پتہ چل گیا۔ ویسے
 ایک بات ہے فرینک۔ تمہاری منصوبہ بندی واقعی خوب صورت تھی۔
 لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ کافرستان والوں نے تمہاری خدمات
 حاصل کرتے وقت میری میزبانی کی خصوصیات تمہیں تفصیل سے نہیں
 بتائیں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ تم سب سے خطرناک آدمی ہو اور میں تمہیں
 سب سے پہلے گولی مار دوں۔ لیکن مجھے ان کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔
 کاشش میں یقین کر لیتا تو آج یہ نوبت نہ آتی۔" فرینک نے ہونٹ
 جاتے ہوئے کہا۔

"تم نے فیاض کو گولی مار دی یہ مجھے گولی مارنے سے کہیں زیادہ
 تھا۔ اگر فیاض مرجاتا تو یقیناً کرو میں بھوک سے ہی مرجاتا۔ کیوں
 اس میں درست کہہ رہا ہوں ناں۔" عمران نے فیاض کی طرف

پہنائی جا چکی تھی۔
 "میں اس گرفتاری پر احتجاج کرتا ہوں۔ مجھے اپنے اعلیٰ افسروں
 بات کرنے دو۔ یہ میرا قانونی حق ہے۔ ہالینڈ کے سفیر سے میرا
 کراؤ۔" فرینک نے بڑی طرح جھنجھٹے ہوئے کہا۔

"سفیر بے چارہ کیا کرے گا۔ تم اپنے چیف ہیگ سے کیوں
 بات کر لیتے۔ وہ تو اب تک حیران ہے کہ تم تو میڈیکل ریچھٹیاں گز
 ایا کر میا گئے ہوئے تھے پھر پاکیشیا کیسے پہنچ گئے۔ باقی رہا
 تو جناب سو پر فیاض صاحب۔ اسے ثبوت بھی دکھا دیں۔ یہ واقعی
 قانونی حق ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیاض
 ایک اسپیکر کو اشارہ کیا۔ تو وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے کمرے
 باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ریڈ۔ ٹی کو دکھیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ریڈ۔ ٹی
 کے کونے زخمی تھے۔ اس کا چہرہ بڑی طرح لٹکا ہوا تھا۔
 "یہ ہے تمہارا ساتھی ریڈ۔ ٹی۔ تم اسی کا علیہ مجھ سے پوچھ رہے
 ناں۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"میں اسے نہیں جانتا۔ میرا اس سے کیا تعلق ہے۔" ا
 نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے پورا شو دکھانا پڑے گا۔ فیاض یار۔ میں
 پہلے ہی کہا تھا کہ ان کے ہیڈ کوارٹر سے ملنے والی وہ فلمیں سن
 لو اور ایک پروجیکٹر بھی لے لو۔ تاکہ ان فلموں کا باقاعدہ
 کیا جاسکے۔ جن میں ریڈ۔ ٹی اور فرینک صاحب بیٹھ کر باقاعدہ

علی عمران اور میجر پرمود کے خوفناک ٹکراؤ پر مشتمل ایک حیرت انگیز ناول

مکمل ناول

گریٹ فائٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

پروفیسر بارکی ایک سائنسدان جو بلغاریہ سے فرار ہو کر پاکستان پہنچ گیا۔ کیوں؟
میجر پرمود جو پروفیسر بارکی کو بلغاریہ واپس لانے کے لئے پاکستان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا
کس انداز میں؟

میجر پرمود جس نے دن دیہاڑے پاکستان کے ملٹری اٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر پر اکیلے دھوا
بول دیا اور وہاں عمران کی موجودگی کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ کیسے؟
علی عمران جس نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو ایسے انداز میں گھیر لیا کہ میجر پرمود
کا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو گیا۔ مگر میجر پرمود اس طرح نکل گیا کہ عمران حیرت سے
آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔

☆ جوزف، جوانا اور عمران کی ویران پہاڑیوں میں میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں سے
دو دو جنگ۔ ایک ایسا لمحہ جب جوزف سینکڑوں فٹ گہرائی میں جاگرا اور جوانا کو
زندگی میں پہلی بار زمین چاٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔

☆ بلغاریہ کی ناک میجر پرمود اور پاکستان کے ناقابل تسخیر علی عمران کے درمیان ایک
خوفناک اور جان لیوا لڑائی۔ اس لڑائی کا نتیجہ کیا نکلا؟

▲ آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں ▲

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فیاض غصہ دکھانے کی بجائے بے اختیار ہنس پڑ
"چلو اب تم ہنس پڑے ہو تو ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے
کہ خاصا بڑا چیک میری قسمت میں لکھا جا چکا ہے۔ یاد یقین کر دو۔"
تو سلیمان نے مونگ کی دال پکانی بھی بند کر دی تھی۔ کہتا تھا
جناب مونگ کی دال بھی اب نقد ملتی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ نقد والا
تو صرف تم ہی حل کر سکتے ہو۔ عمران نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا
"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں مونگ کی دال خریدنے کے لئے جتنا انعام ضرور دو
دوں گا۔" فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہائیں۔ اتنی سخاوت۔ یہ میں کیسا سن رہا ہوں۔ پتہ ہے مونگ
دال کس بھاؤ پر رہی ہے۔" عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا
"جس بھاؤ پر بھی ملے۔ تمہیں کھانے سے مطلب ہے۔ آخر تم میرے
دوست ہو۔" فیاض واقعی حاکم طائی بنا ہوا تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں دوستی۔ کیوں مسٹر فرنیک۔ آخر تم بھی میرے دوست
ہی ہونا۔ چلو وعدہ۔ تمہیں بھی اس مونگ کی دال کی دعوت میں شامل کر
ہوں۔ کیا خیال ہے اب تو خوش ہو۔ اب تو گلہ نہیں رہے گا کہ میں۔
تمہاری میزبانی نہیں کی۔" عمران نے فرنیک سے مخاطب ہوا
اور فرنیک نے ایک جھٹکے سے منہ پھیر لیا۔

خاتم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیر

ک	لائٹ ہاوس	کمل	ساجان سنٹر
ک	سیکریٹ سروس مشن	کمل	ریڈ پاور
او	فور کاررز ماہ	کمل	لیڈی کلرز
و	فور کاررز ماہ	کمل	پاور لینڈ کی تباہی
ک	سلور ہینڈز	کمل	پریشراک
ک	ایڈیوچر مشن ماہ	کمل	ون مین شو ماہ
او	گولڈن سینڈ ماہ	اول	لیڈیز مشن
و	گولڈن سینڈ ماہ	اول	لیڈیز مشن
او	ری بائٹ	اول	فاؤل پے
و	ری بائٹ	دوم	فاؤل پے
ک	جاسوس اعظم	اول	زیرو اوور زیرو
ک	ریڈ پوائنٹ ماہ	دوم	زیرو اوور زیرو
او	الٹ کیمپ	اول	سپرائیجٹ صفدر ماہ
و	الٹ کیمپ	دوم	سپرائیجٹ صفدر ماہ
او	ٹائٹ پلان	کمل	بلڈ ہاؤنڈز
و	ٹائٹ پلان	کمل	ایزی مشن

یوسف براورز پاک گیٹ ملتان